بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

بتقریب سالگرہ ✱ جشن [illegible]

مخزن الکرامات

✱ حضرت شیخ محمد صاحب قادری الملتانی قدس اللہ سرہ اور آپ کے صاحبزادون کی مکمل سوانح عمری و قابل دید
کرامات، مفید نصائح و موثر ملفوظات۔ اور آپ کے آبا و اجداد کے مفصل و دلچسپ حالات

جن کے مطالعہ سے

طریقت کے طالبون کو رہنمائی۔ شائقین تاریخ کو تاریخی آگاہی اور اہل بصیرت
کو اخلاق کا ایک موثر سبق حاصل ہوتا ہے

مترجمہ و مرتبہ

محمد کریم الدین

برادر زادہ عباس علی صاحب خانسامان پیشی اعلیحضرت — مترجم ناول ظفر الحسن وغیرہ

حسب ارشاد

جناب خانسامان صاحب مذکور پہلی مرتبہ سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین

مطبع رحمانی واقع چھتہ بازار حیدرآباد دکن مین

سید محمد محسن برادر نبیرہ محبوب سلطان عاقل دہلوی مرحوم کے اہتمام سے چھپی

PERSIAN RESEARCH INSTITUTE RAJASTHAN
Ref. Library
TONK

([illegible])

التماس مترجم - مین اپنے معزز کرم فرما اور اُن بزرگوارون کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون جنھون نے ناول جذبۂ حُسن اور میرے دیگر ترجمون کو نہایت شوق و دلچسپی سے ملاحظہ فرمایا اور تعریفی خطوط لکھے - یہ صرف اونکی مہربانی تھی جو انہون نے مجھ ناچیز کے کام کو وقعت سے دیکھا اور عزت افزائی فرماکر میرا حوصلہ بڑہایا۔ ان بزرگوارون کی قدر دانی کا سبب تھا کہ مجھے آیندہ مسلسل تالیف و تصنیف جاری رکھنے کا ارادہ مستقل ہوا اور اونہی ہمت افزائی کی بدولت آج اس کتاب کو آپکی خدمت عالی مین پیش کرنیکا فخر حاصل ہوا۔ مین اس موقع پر حضرت زرد علی شاہ صاحب قبلہ مرحوم کے صاحبزادے عالیجناب حضرت سید شاہ غلام محمد صاحب حضرت سید شاہ ملک محمود صاحب اور حضرت سید شاہ حماد صاحب قادری کا تہ دل سے شکریہ ادا کیے بغیر نہین رہ سکتا جنھون نے نہایت عنایت سے معدن الجواہر کی ایک کاپی مرحمت فرمائی اور ترجمہ کرکے شایع کرانے مین اپنی دلی خوشی ظاہر کی۔

دوران ترجمہ مین میرا ارادہ ہوا کہ حضرت ملتانی صاحب اور آپ کے آبا و اجداد کے تاریخی حالات بھی اسکے ساتھ شامل کردون تا ناظرین آپکی مکمل سوانح عمری اور آپ کے حسب و نسب کے اصلی حالات سے آگاہ ہوجائین۔ اگرچہ عدیم الفرصتی مانع تھی مگر الحمد للہ یہہ ارادہ میرے خاطر خواہ پورا ہوا۔ بڑی تلاش سے چند تاریخین مجھے ملین۔ مین نے اُن سے حضرت موصوف کے حسب و نسب کے کسی قدر حالات اور آپکے آبا و اجداد کی زندگی کے مشہور مشہور واقعات اخذ کرکے حضرت مذکور کے صاحبزادون کے حالات کے آخر مین شامل کردیے ہین اس سے کتاب مکمل ہوگئی ہے

مین ناظرین یا تمکین کی خدمت عالی مین اس بات کو عرض کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ اصل فارسی کتاب معدن الجواہر مین حضرت غوث پاک حضرت شیخ محمد صاحب ملتانی اور آپکے صاحبزادونکی ذات خاص کو مصنف صاحب نے نہایت اعلیٰ الفاظ مین بیان فرمایا ہے اور گزشتہ زمانہ کے مصنف و مولفون کے قاعدہ کے موافق اُن بزرگوارون کی بہت بڑہا چڑہا کر تعریف کی ہے۔ ان حد درجہ کی بڑہی ہوئی تعریفونکو دیکھکر گذشتہ زمانہ کے رسم و رواج سے ناواقف صاحبان بلا سوچے سمجھے اسکا اعتراض کہین مجھپر عاید نکرین۔ مین ابھی انکو صاف بتا دینا چاہتا ہون کہ مین نے اس کتاب مین حضرت ملتانی صاحب اور آپکے فرزندونکے حالات مین جو کچھہ لکھا ہے وہ اصل فارسی کتاب معدن الجواہر کا لفظی ترجمہ ہے انکے علاوہ آپکے آبا و اجداد کے متعلق جو حالات لکھے گئے ہین وہ مین نے تواریخ سے اخذ کرکے لکھے ہین البتہ مین اُنکا ذمہ دار ہون مگر متذکرہ بالا اعتراضون کا جوابدہ اور ان تعریفون کا ذمہ دار مین ہرگز نہین ہوسکتا اسلیے کہ میرا منصب مترجم کا ہے مصنف کا نہین ان کل باتون کے ذمہ دار اصل مصنف صاحب ہین۔ اونکے اصل خیالات کو ظاہر کرنا میرا کام تھا بس جو کچھہ اُنھون نے لکھا تھا اوسکو مین نے بجنسہ اردو زبان مین آپکے پیش کردیا۔

مین افسوس کیساتھ یہ ظاہر کرتا ہون کہ اس ترجمہ مین بے ترتیبی رہی۔ اسوجہ سے کہ جیسا ترجمہ ہوتا گیا ساتھہ ہی ساتھہ چھپتا گیا چنانچہ اس عجلت کے باعث کتاب بھی حسب دلخواہ نہ چھپ سکی۔ کتابت کی غلطیان تو اس قدر رہ گئین ہین جس کا مجھے بہت ہی افسوس ہے انشاءاللہ طبع ثانی مین مین یہہ سب رفع کردونگا مگر سردست مین نے اغلاط کا صحت نامہ آخر مین شامل کردیا ہے پس مناسب ہوگا کہ ناظرین کتاب پڑھنے سے پہلے حسب صحت نامہ اغلاط کی صحت فرمالین اور پھر کتاب ملاحظہ فرمائین فقط

الملتمس **محمد کریم الدین**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از مترجم

للّٰہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست * آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

مین خدائے عزوجل خالق کون ومکان موجد زمین وآسمان رازق انس وجان کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہون کہ اوس نے مجھ جیسے ہیچمدان سے ایسی متبرک کتاب کی ترجمہ کو محض اپنی تائید سے بے کم وکاست انجام کو پہونچایا۔ یہ اُسی کا کام ہے کہ اوسنے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے مشت خاک کو وہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ اس سے کار ہائے بزرگ اور مہمات سترگ جو احاطہ وہم وخیال انسانی سے باہر ہین اتمام کو پہونچتے ہین یہ اُسیکی شان کبریائی ہے کہ اُس نے کارخانۂ دنیا کو اپنے حسن انتظام سے مرتب فرمایا ہے۔ وہ سب پر اختیار کامل رکھتا ہے۔ اُسنے جہان جس شے کی ضرورت دیکھی وہان اُسکو بنا دیا اُسکے کل کامون مین عقل حیران ہے۔ یہ اُسکی عجیب صنعت ہے کہ ایک کی صورت دوسرے سے ہرگز نہین ملتی۔ اُس نے اپنی صنعت مین وہ حسن دلفریب رکھا ہے کہ جسکے جانفزا کرشمون نے ایک عالم کو دیوانہ بنا دیا ہے کیسی کیسی رنگ برنگ کی پیاری پیاری دلفریب چیزین پیدا کی ہین جو خیال مین بھی نہین آسکتین اور جنکی تعداد اس قدر ہے کہ انسان اُن کا اندازہ اپنے ناچیز خیال مین ہرگز نہین کرسکتا۔ اوسنے صرف ذرا اشارۂ کن کارخانۂ عدم پر کیا ملا کہ اپنی قدرت کے یہہ سارے کرشمے دکہلائے۔ اور یہہ جتنی چیزین کائنات مین ہین سب اوسکے محکوم۔ اوسکی اتنی بڑی قدرت ہے کہ اگر وہ چاہے تو یہ کل موجودات عالم کو ایک لمحہ مین متغیر وفنا کر دے۔ اور اوسکے کام اس قدر عجیب ہین کہ اُس نے اپنی ہر چیز مین نرالی طرز رکھی ہے۔ اور ہر طرف جلوۂ گوناگون نظر آتا ہے سبحان اللہ! اوسکی ذات کیسی عجیب وبزرگ ہے۔ ایسے خالق مطلق کی حمد وثنا مین زبان ناطقہ لال ہے۔ انسان ضعیف البیان کی کیا مجال ہے کہ اوسکی کاریگریون کے ادراک پر حاوی ہوسکے اُس نے انسان کو پیدا کیا۔ اپنی نوازش سے اوسکو اشرف المخلوقات بنایا۔ قوت نطق عطا کی۔ مادۂ فہم وادراک بخشا۔ اور ساتھہ ہی طرح طرح کے ایجاد کی قوتین مرحمت فرمائین۔ لاکھون قسم کی صنعتین بتائین اور اُس کو سب پر تفوق وامتیاز بخشا۔ تمام دنیا کا مالک بنایا۔ ہفت اقلیم کی بادشاہت عنایت کی۔ انہین کے جنس سے انبیا بھیجے اور انہین مین اولیا بنائے۔ یہہ محض اُس کا کرم تھا جو انسان نے یہ درجہ پایا۔ ورنہ اوسکی غیر محدود قدرت مین یہ بھی ایک ذرۂ بے مقدار ہے جیسے سمندر کا ایک قطرہ۔ مگر اسی مین اُس نے ایک ایسا بھید چھپا رکھا تھا جس سے آگاہ ہونا اور اُس کی اصلیت کو پانا حبیب خدا سب پیغمبرون کے سردار حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی روشن ہدایت پر منحصر تھا۔ خدائے عزوجل نے ہماری ہدایت کے لیے آپ کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے مخلوق کو خدائے واحد کی تلقین کی۔ عارفون کو کل رموز حقیقت سے آگاہ کیا۔

اور عقیدہ وحدۃ الوجود کا انکشاف فرما کر انھین عجائب وغرائب کا جلوہ دکھا دیا اور ایک عالم کو تیہہ ضلالت سے مراد ہدایت پر لگایا۔ لب تشنگان ناکامی کو سر چشمۂ کامیابی تک پہونچایا۔ سبحان اللہ آپ کی ذات کیسی مقدس دیدہ نور و بزرگ ہے۔ آپ کی نعت کا حقہ ناممکن ہے۔ جب خدا نے خود آپ کی تعریف کی ہے تو بھلا بشر کی زبان سے کہان آپ کی توصیف ہوسکے۔ پس اس سے بہتر یہی ہے کہ آپ کے اسم گرامی پر درود بھیجیے۔ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

آپ کے بعد آپ کے بزرگ اصحاب خلفا ہوئے۔ ان کے بعد ائمہ ہدا ہوئے جنہون نے آپ کی اتباع کی اور بہت سے لوگون کو نیکی کی تعلیم دی۔ انہین مین بہت سے اتقیا ہوئے اور کئی ایک اسرار معرفت سے آگاہ ہو کر اولیا ہوے۔ اولیائے

افضل حضرت قطب الصمدانی شفیع الربانی محمد محی الدین السید عبد القادر جیلانی ہوے۔ آپ نے براہ طریقت کی راہ نمائی کا سلسلہ قایم کیا۔ آپ ہی کی بدولت طالبون کو دولت جاودانی اور نعمت لایزالی حاصل ہوئی۔

اب مین اپنے دلی جوش مسرت وفادارانہ سے اس بات کا اظہار کرتا ہون کہ میرے اس ناچیز ترجمہ کو (جو زبان کے اعتبار سے نہایت سادہ اور صاف ہے مگر اپنے اصلی واقعات کے اعتبار سے نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے) حلۂ طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پانے کا فخر ہمارے بادشاہ عالم پناہ اعلیحضرت خداوند نعمت رستم دوران ارسطوے زمان مظفر الدولہ مظفر الممالک نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ نواب سر میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی والی دکن خلد اللہ ملکہ ومد ظلہ العالی کے عہد ہمایون مین حاصل ہوا ہے۔ آج کل جیسی آپ کی سلطنت سرسبز ہوئی ہے۔ زمانہ سلف مین دکن مین کوئی بادشاہ ایسا نہین گذرا جسکی سلطنت کو یہہ بات نصیب ہوئی ہو یہہ صرف آپ کی خاص توجہہ کا باعث ہے کہ ملک دکن دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ آپ ہی کے مبارک عہد مین نئی نئی سڑکین بنین۔ ریلوے اور ٹیلیگراف کی توسیع عمل مین آئی بہت سی پرانی یادگارون کی مرمت ہوئی۔ اولیاء کرام کا احترام مد نظر رکھکر اون کے اعراس مین اوج وتکلف قایم رکھنے معتقدین کی نظرون مین اون کی وقعت بڑھانے اور اسلام کی بزرگی جتہانے کیلیے عطیے مقرر ہوے۔ کرورون روپیے قحط زدون کی پرورش مین خرچ کیے گئے۔ تعلیم کے لیے جابجا مدرسے اور مکتب جاری کیے گئے۔ ہزارون کوس بنجر وافتادہ زمین سرسبز وشاداب ہوئی۔ ملک کی آبادی بڑہی۔ ہزارون کی روزی مقرر ہوگئی تمام ہند مین آپ ہی ایک عظیم الشان بادشاہ ہین آپ کی عام فیاضیان لاکہون نفوس خلایق پر شامل ہین کل مسلمانان روے زمین کیلیے آپ ہی کا ملک ملجا وماوی ہے۔ اس وقت مختلف ممالک کے لوگ یہان موجود ہین اور مختلف اقوام کے کرورون نفوس آپ کے عہد دولت مین پرورش پا رہے ہین۔ آپ اپنی کل رعیت پر نہایت رحم فرما۔ غریب پرور اور معدلت گستر ہین۔ سب طرح آپ ہی کے لطف سے ہر چیز تر وتازہ ہے اور آپ ہی کی ذات والاصفات وبلند درجات سے باغ دکن ہر طرف پھولا پھلا نظر آرہا ہے۔ اعلی سے لیکے ادنی تک آپ سے شاد اور جان ودل سے فدا ہین۔

یہہ ملک کی کمال خوش نصیبی ہے کہ اس کو ہز اکسلنسی مہاراجہ کشن پرشاد بہادر جیسے مدار المہام ملا ہے آپ اعلی درجہ کے صاحب تدبیر والا منش معدن فرہنگ ودانش ہین۔ جب سے آپ کو وزارت ملی ہے۔ کوئی محکمہ اور کوئی صیغہ ایسا نہین جسکی اصلاح اور ترقی پر پورے زور سے آپ نے توجہ نہ کی ہو۔ آپ کے ہاتون رفاہ خلایق کے بہت سے کام عمل مین آرہے ہین آپ کی حکمرانی سے ہر شخص کا دل شگفتہ وخندان ہے اور روز افزون ترقی وبہبودی کے آثار ہر طرف نظر آرہے ہین۔

مین دعا کرتا ہون کہ اے اللہ تو ہمارے خداوند نعمت ذوی الاحترام اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ اور آپ کے صاحبزادہ والامقام اور عالی جناب مہاراجہ مدار المہام کی عمر مین برکت عطا فرما۔ آپ کے مقاصد دلی کو پورا کر اور آپکو ہمیشہ صحت وتندرستی سے سلامت وباکرامت رکھہ آمین ثم آمین ؎ این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد۔

قطعہ

ہمارے سر پہ سلامت رہے شہ آصف
پناہ سایہ مین اُس کے مدام لیتے ہین۔
اور اُسکے فیض کا شہرہ ہے جس طرف دیکھو
اوسی کا نام جہان مین تمام لیتے ہین۔
یہی وظیفہ ہے کافی خدا رسول کے بعد
کہ اکرم آپ جو آصف کا نام لیتے ہین۔

سبب ترجمہ و تالیف

کتاب معدن الجواہر جس کا یہہ ترجمہ اس وقت آپ کے مبارک ہاتون مین ہے فی الواقع اسم با مسمی اور بہت عمدہ کتاب ہے۔ یہہ مفید مضامین سے مملو ہے۔ اس مین حضرت شیخ محمد صاحب قادری الملتانی اور آپ کے فرزندون کی زندگی کے دلچسپ حالات روشن کرامات اور موثر ملفوظات مندرج ہین۔ علاوہ ان کے علم و فضیلت، اخلاق و طریقت، معرفت و ولایت اور ہدایت و نصیحت کی بہت سی عمدہ باتین لکھی ہین۔ اس کتاب کو حضرت موصوف کے پوتے حضرت شیخ عبد القادر صاحب نے سلسلہ ھ مین فارسی مین لکھا تھا یون تو زمانہ کبھی لایق آدمیون سے کبھی خالی نہین رہتا اور زبان اردو کا رواج ملک دکن مین ایک مدت دراز سے چلا آتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ ایسی اولوالعزم و مکرم و محترم بزرگ کے متبرک و مفید اقوال و افعال اور آپ کی قابل دید سوانح عمری کو اُردو مین ترجمہ کرکے اپنی قوم کو آگاہ کرنے کا خیال کسی کو نہ گذرا۔ الحمد للہ مین اس کو اب اپنی کمال خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ میرے آقا و ولی نعمت حضرت جناب عباس علی صاحب قبلہ خانسامان پیشی اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ نے اس کو ملاحظہ فرما کر اس کے ترجمہ کا کام میرے سپرد فرمایا۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ کو اپنے حفظ و امان مین خوش و خرم رکھے۔ خدا آپ کے مقاصد دینی و دنیوی بر لاوے اور آپ کا سایہ عاطفت ہمیشہ میرے سر پر قایم رکھے۔ یہہ صرف آپ کی خاص سرپرستی اور ارشاد کا باعث تھا کہ آج مجھے ایسی عمدہ کتاب کے ترجمہ کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

حضرت شیخ محمد صاحب قادری الملتانی کا مزار مبارک شہر بیدر مین ہے۔ گذشتہ سال جب مین بیدر گیا تو فاتحہ پڑھنے اور آپ کی زیارت سے مستفیض ہونیکے لیے درگاہ شریف کو بھی گیا تھا۔ آپ کی درگاہ قلعہ کے باہر آبادی مین واقع ہے اور وہ نہایت پر رونق مقام ہے۔ درگاہ شریف کے گرد قبرین پھیلی ہوئی ہین۔ اور بعض قبرون پر خواب مرگ پر سونے والون کے نام بھی کھدے ہوے ہین۔ آپ کی درگاہ شریف مین ایک عظمت و رونق برستی ہے اور زائرین کے دلون پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔

میرے خیال مین دکن کے خاص باشندون مین ایسا کوئی نہ ہوگا جو آپ کو نہ جانتا ہو۔ آپ کی شہرت دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کی عظمت و کرامت کے جا بجا جھنڈے گڑے ہین۔ طایر خیال آپ کے مراتب فضیلت کی بلندی کو ہرگز پرواز نہین کر سکتا حضرت سید محمد صاحب گیسو دراز بندہ نواز کے بعد ایک آپ ہی ایسے بزرگ گذرے ہین جنھون نے اپنے فیض سے دکن کو سیراب کر دیا۔ طریقت کے باریک مسایل کو لوگون پر ظاہر کیا۔ کل اسرار معرفت کو منکشف فرمایا اور قطبیت و کرامت کے چراغ کو تمام دکن مین روشن کر دیا سبحان اللہ آپ کی ذات کیسی مقدس و بزرگ ہے۔ آپکی عظمت و فضیلت ابتک برقرار چلی آتی ہے۔ اہل دنیا اور اہل طریقت آپ کے کرامات باہرہ سے ہمیشہ

فیضیاب ہوتے رہتے ہین۔ ہر شخص کو آپ سے حسن عقیدت ہے اور اسی طرح آپ کا نام زندہ و برقرار چلا آتا ہے زمانہ کی زبردست سے زبردست قوت بھی آپ کے نام کو مٹا نہین سکتی۔ صدہا برس تک کیا بلکہ قیام قیامت تک آپ کا نام صفحۂ روزگار پر قایم و برقرار رہے گا۔

شعر۔ اگر گیتی سراسر باد گیرد۔ چراغ اولیا ہرگز نہ میرد

اس وقت اگرچہ کئی ایک آپ کے تذکرے لوگون مین مشہور ہین مگر آپ جیسے قطب زمانہ و مشایخ یگانہ کے جہان تک مفصل حالات معلوم ہون وہ اسی قدر ان کے لئے زیادہ مفید ہین۔ آپ کے اور آپ کے صاحبزادون کے حالات ایسے موثر ہین کہ جن کے ملاحظہ سے ناظرین کے آگے نیکی بھلائی۔ عبادت الٰہی اور بقا و فنا کا نقشہ کھنچ جائیگا اور یہہ بھی معلوم ہوگا کہ ہماری ہستی تو ہر حالت مین نقش قدم کی طرح مٹ جانے والی ہی ہے مگر نیکی اور عبادت آلہی بھی ایسی چیزین ہین جو انسان کا نام دنیا مین زندہ و برقرار رکھتی ہین۔

اب مین قدردان ناظرین کی خدمت مین ملتمس ہون کہ ان اولیاء اللہ و بزرگ لوگون کے حالات کو متبرک و مقدس سمجھکر جس قدر اس کتاب کو آپ عزیز رکھین کم ہے۔ آپ کی قدردانی سے مجھے کامل امید ہے کہ اس کو بہت جلد قبولیت کا درجہ حاصل ہوگا اور ہاتون ہاتھ فروخت ہو جائیگی۔ مجھے یہہ بھی امید ہے کہ قطب الاقطاب غواص بحر معرفت حضرت شیخ محمد صاحب ملتانی کے حالات سے آپ اپنے اعتقاد کی بنیاد کو مستحکم فرمائین گے۔ تاریخی معلومات کی ترقی کا اسکو بھی ایک ذریعہ سمجھینگے اور ان نیک بزرگوارون کے حالات سے آپ اخلاق کا سبق حاصل کرلین گے اور ہان آخر مین میری یہہ بھی عرض ہے کہ میری جو حالت ہے مین ہی جانتا ہون بھلا وہ کون سا عیب ہے جو مجھ مین نہین۔ پس جو صاحب اس کتاب کو ملاحظہ فرمائین خاکسار کے حق مین دعاے خیر کرین کہ خداے تعالی مجھے بھی ان بزرگوارون کی اتباع کی توفیق دے کہ ان کے اقوال پر عمل نہ کرکے کہین مین خود محروم نہ رہ جاؤن فقط

آپ کا خادم کمترین

محمد کریم الدین

برادرزادۂ عباس علی صاحب خانسامان پیشی اعلیحضرت
دی الثانی سنہ ۱۳۲۰ ہجری
ہی سیان حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچۂ مولف

خاص اوس خالق کی بے انتہا حمد مین زبان تعریف کرنے والون کی عاجز اور بے شمار تعریف مین سمجھ ثنا کرنے والون کی قاصر ہے جس نے عالم والونکی ہدایت کے لئے ساتھ معجزات ظاہر کے انبیا علیہ السلام اور سب سے زیادہ کامل حضرت پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہٖ بارک وسلم اجمعین کو مبعوث فرمایا۔ اوران کے قایم مقام طالبون کو ہدایت کرنے اور راہ راست دکھانے کے لیے اولیا رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور سب سے زیادہ افضل ہدایت کرنے والے امام علی مرتضی اور انہین حضرت صمدیت کے قبول کیے گئے قطب الاقطاب رئیس الاولیاوالاحباب امام المتصرفین سلطان المعشوقین قطب الصمدانی شفیع الربانی سید السادات صاحب الکرامات

ابا محمد محی الدین سید عبد القادر الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا (راضی رہے اللہ تعالی اُنسے اور راضی کرے اونکو ہمسے) کو ساتھہ روشن کرامتون کے نوازا آپکو تمام ولیون مین سرفراز فرمایا اور آپ کی اتباع کو کل اتقیا رحمہم اللہ اجمعین پر مقدم کیا ۔

درود بے شمار حضرت سلطان الانبیا برہان الاصفیا خواجہ کائنات خلاصہ موجودات امام الاولین والاخرین شفیع الخلایق اجمعین سرور عالمیان ہمہ دور زمان جان جہانیان حبیب آلہ ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الہ الابرار واصحابہ الکبار کے روح پر فتوح کو پہونچے

اب اسکے بعد بندہ گنہ گار خاکسار پروردگار کی رحمت کا امیدوار فقیر من اللہ الناصر عبد القادر بیٹا عالمون اور مشایخون کے پیشوا العمدۃ الاکابر والفضلا المخصوص بعواطف اللہ الصمد شیخ المشایخ شیخ احمد کا آوردہ فرزند حضرت قطب زمان یگانہ دوران شیخ الاسلام والمسلمین مرشد ابرایا اجمعین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین بن حضرت قطب الانام غوث الکرام شیخ العظام ہادی الخاص والعام مخزن اسرار الہی معدن انوار نامتناہی شمس الملۃ والدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی الغوری الغزنوی غفر اللہ عنہ ولوالدیہ کے مین عرض کرتا ہون کہ زمانے کے عالم وقت کے فاضل — اللہ کے مقبول شیخ شمس الدین بن حضرت ولی - شوق والے صاحب مشایخون کے شیخ — بندگی مخدوم شیخ اسحق بن حضرت قطب الباری ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہم نے

اپنے جد حضرت توحید کے بھیدون کا گنجینہ ۔ ترک دنیا کے نکات کا خزانہ ملک ولایت کے والی راہ ہدایت کی رہبری کرنے والے اللہ کے جلوہ گریون سے جلوہ گر ہونے والے ابوالفتح شمس الدین الشیخ محمد الشریف القادری رحمۃ اللہ علیہ دام برکاتہ علینا (انکی برکت ہو ہم پر) کے چند کرامتون کی حکایتین انکی بلند مقامات سے عربی عبارت مین جمع کی تھین ۔ لیکن وہ ابھی آپکے دست مبارک سے اختتام کو نہ پہونچی تھین کہ آپکو حکم خدا ۔ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ (رجوع کر اپنے رب کیطرف درحالیکہ تو راضی ہوا اور پسند کی گئی ہو) کی تعمیل کرنی پڑی اور حق کی رحمت کے ہمسایہ مین پہونچگئے ۔ بنابران یہ فقیر انکے بندہ اور انکی دہلیز کے خاکروب نے عزیزون کی کوشش اور دوستون کی اصرار سے اور مطابق قول بزرگون کے (مصرعہ) سخن را بنوک قلم بند کرنا وگرنہ گریز و زیادت سخن چاہا کہ ان حکایات کے مفہوم کو اعلیٰ درجہ کی فارسی عبارت مین تحریر کرے اور جو کچھ رہگیا ہے اسکو تمام کو پہونچائے ہو۔

پس وہ چند کلمات حضرت قطب زمان یگانہ دوران شیخ الاسلام و المسلمین منہاج العارفین سراج السالکین منظور حضرت رب العالمین میرے پیر و مرشد حضرت جدی بندگی شیخ بدرالدین قدس سرہ کے عادات و معجزات اور ضمن مین لینے والی تعریفون اور حضرت قطب الانام شیخ الاسلام بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ کے دوسرے فرزندون کی کی بلند پایہ و معتبر باتین اور روشن عادات کو جو اس فقیر کو پہونچے اور سچی روایت کرنے والون اور معتبر نقل کرنے والون نے جنکی تصدیق کی اور جنہین کوئی شک

وشبہ نہ رہا حکایتون کے طور پر مختصر عبارت مین بخشش کرنے والے اللہ کی مدد سے اس کتاب مین مین نے جمع کیا ہے

اور ان حضرت کی ماہیت وکیفیت کی ان کے آباواولاد سے اس زمانہ تک تمام تفصیل سے شرح لکھی - اور نکتہ نوادر عیان کردیا ہے

مین نے اسکا نام معدن الجواہر رکھا تا کہ اس آستان کے معتقدون اور اس گھرانے کے مریدون کو یہ جواہر بے بہا کے شرف مطالعہ سے نفع بے انتہا حاصل ہو اور اوس سے وہ اپنے اعتقاد کی بنیاد کو مضبوط کرین اور اس مقام کے حاصل کرنے کی طمع مین مردانہ وار اس راہ طریقت مین قدم مارین - اور اُس حضرت کے پیرو ہوکر منزل مقصود کو پہونچین اور اپنی مراد سے بہرہ ور رہون جیسا کہ کہا گیا ہے **بیت**

گر نشاید بدوست رہ بردن * شرط یاریست در طلب مردن

اس فقیر کو دعائے مغفرت سے یاد کرین اور مصلح العباد الیہ المرجع والمعاد جل جلالہ وعم نوالہٗ (بندون کا حال درست کرنے والا اوسکی طرف سے بازگشت اور بزرگ ہے اوسکی بزرگی اور عام ہے اوسکا احسان) کی درگاہ مین میری یہ استدعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اختتام کو پہونچائے - خطا و سہو اور نسیان سے نگہ رکھے اور اپنی اور خاصان خدا کی مقبول کرکے اسکو زمانہ کی پسندیدہ بنائے

آمین یارب العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین ✣ ✣

پہلی حکایت

سچے حضرات اور معتبر اصحاب سے نقل ہے ٭ جو انھون نے زبان گوہر فشان سے فرمایا تھا اور جسکو ہم نے گوش دل سے سنا اور یاد رکھا وہ یہ ہے کہ صاحب تحقیق اور دانشمند و باریک بین۔ مشکلون کو حل کرنے والے صاحب حالات و کشف و کرامات اور بہشت پانے والے حضرت مخدوم شیخ ابراہیم فرزند۔ صالحون کے پیشوا۔ عالمون کے بہتر۔ اللہ تعالے کے قبول کیے گئے حضرت شیخ فتح اللہ کے تھے۔ اور حضرت شیخ فتح اللہ بیٹے شیخ ابی بکر بن شیخ فخر الدین بن شیخ بدر الدین بن اسپہسلار فخر الدین بن اسپہسلار بدر الدین بن اسپہسلار شاہ مینا بن شاہ غوری بن سلطان شہاب الدین غوری غزنوی دہلوی رحمہ اللہ علیہم اجمعین کے تھے۔ اور منقول ہے کہ حضرت شیخ ابراہیم اپنے نسب مین اپنے کو (یعنی اسماعیلی) لکھا کرتے تھے۔ اور مضر و ربیع یہ دونون حضرات ایک دوسرے کے بھائی ہین۔ اور نزار بن معد بن عدنان کے صاحبزادے ہین اور حضرت عدنان کا سلسلہ سردار انبیا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک مین شامل ہے ٭

مذکور ہے کہ حضرت مخدوم شیخ ابراہیم رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے ایک لڑکا تھا اوسکا نام شیخ احمد تھا۔ جب کہ وہ جوان ہوا اور سن بلوغ کو پہنچا تو اوس نے میرے رسوم کو چھوڑ دیا اور میرے علم و فضل سے کچھ بھی

خصہ لیا - پس مانند اوس شخص کے کہ جسکو کوئی لڑکا نہ ہوا ور غریب ہو مین نے بہی اپنے کو ایسا ہی سمجھ لیا کہ مجھے فرزند ہی نہین ہے اور مین مانند ابر بے منہ اور درخت بے پھل کے ہون - پس مین حضرت ذوالجلال قادر بیر کمال کیطرف متوجہ ہوا کہ وہ مجھے ایک لڑکا اوس سے بہتر عطا فرمائے اور وہ فرزند نیک اور معتبر ہو - اس معاملہ مین مین نے حضرت سلطان الاولیا رئیس الاتقیا امام العشاق والعرفاء قطب الارض السماء غوث الصمدانی شفیع الربانی سید السادات ابی محمد محی الدین السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا (راضی رہے اللہ تعالیٰ اوسنے اور راضی کرے انکو ہمسے) کو وسیلہ گردانا - نصف شب گزرنے کے بعد نماز استخارہ ادا کرتا تھا اسیطرح چالیس راتین مین نے یہ نماز پڑہی اور ہر رات نماز کے بعد عراق کی جانب کہ اوسی جانب گنجینہ روضہ مبارک آنحضرت ہے گیارہ قدم جاتا تھا - ہر رات یہی سلوک جاری رکھکر تمام کو پہونچایا یعنے چالیس راتین پوری کین - آخر رات مین نے آنحضرت کو خواب مین دیکھا کہ آپ نے ایک ٹکڑا کاغذ کا لپٹا ہوا مجھے عنایت فرمایا - جب مین نے اوسکو کہولا تو اوسمین سے مجھے ایک موتی بیش بہا ملا - پھر حضرت نے مجھسے فرمایا کہ مین تجھے خاصکر ایک لڑکے کی بشارت دیتا ہون - وہ لڑکا صاحب اسرار ہوگا اور وہ میرے جد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نام مقدس سے موسوم ہوگا - جب مین نیند سے جاگا تو یہ واقعہ کا قصہ اپنے عورتون سے بیان کیا

ایک نے اون مین سے کہا کہ مین حاملہ ہون ۔ تین مہینے پر چند روز زیادہ گزرے ہین ۔ یہ سنکر مین نے اوسکو کہا کہ اب تجھکو چاہیے کہ گرم اشیا سے پرہیز کرے اور مضر پانیون سے بھی پرہیز رکھے ۔ کیونکہ تیرے پیٹ مین بچہ ہے اور وہ ولی ہے ۔ جبکہ شیخ احمد کی والدہ اس واقعہ سے آگاہ ہوئی تو حیرت اور حسرت سے بہت کشیدہ و پیچیدہ ہوئی اور غیرت تقاضے سے ہاتھہ اوس حاملہ بیوی کے پیٹ پر مارا ۔ مارتے ہی اوسی وقت ہاتھہ اوسکا انگلیون کے سرون سے لیکر شانہ تک سوج گیا اور سخت درد کرنے لگا ۔ جب مجھے معلوم ہوا تو مین نے شیخ احمد کی والدہ کو ملامت کی اور کہا کہ تو نے ایسا کیون کیا اور ایسی بے ادبی کی مرتکب کیون ہوئی ۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اوسکے پیٹ مین کون ہے ۔ کیا مین نے تجھسے نہین کہا تھا کہ اوس کے پیٹ مین ولی ہے ؟ خبردار اپنے خیال سے باز آ ۔ اور اوسکی اطاعت مین سر تسلیم خم کر ۔ اور اوسکی خدمت گذاری اپنے پر لازم سمجھہ ۔ اوسکو حضرت کبریا نے حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنہا (راضی رہے اللہ تعالی انسے اور راضی کرے اونکو ہم سے) کے وسیلے سے مجھے عطا فرمایا ہے ۔ اپنے گناہ سے توبہ کر ۔ اور ایسی دشمنی کو دل سے دور کر ۔ اب اوس کے پیٹ کو دہلوا اور اوس دہوئے ہوئے پانی مین اپنے سوجے ہوئے ہاتھہ کو بھگوتا اوس سے خدائے تعالی شفا بخشے ۔ یہ بہترین دوا ہے پس ایسا ہی کیا گیا اور وہی عمل برتا گیا

اس سے ہاتھ درست ہوگیا اور درد بھی بالکل دفع ہوگیا۔

راویان مذکور فرماتے ہین کہ شیخ المشایخ شیخ ابراہیم فرماتے تھے کہ شکر ہے خداے پاک کا اور حمد وثنا خاص اوسی کے لئے ہے کہ اوسنے وہی ظاہر کیا جو مجھے خواب مین دکھایا تھا اور جسکی خبر قطب الاقطاب العظام رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا (راضی رہے اللہ تعالی اونسے اور راضی کرے اونکو ہمسے) نے مجھے دی تھی۔ جب میری منکوحہ کو وضع حمل ہوا تو مجھے فرزند پیدا ہوا۔ اس سے مجھے بے انتہا فرحت وشادمانی حاصل ہوئی۔ بزرگی کے آثار اوسکی پیشانی سے ظاہر تھے۔ مین نے اوسکا نام محمد رکھا اور خداے تعالی نے اوسکو اولیا مین گردانا۔ کنیت اوس کی ابو الفتح رکھی اور لقب شمس الدین رکھا۔ اللہم اجعلہ فی زمرۃ اقطاب العالمین (اے اللہ کر اوسکو گروہ مین جہان کے قطبون کے ٭

میری ولایت شہر ملتان مین ہوئی تھی اور میرے اس بیٹے شیخ محمد کی ولادت اعظم البلدان دکن مین واقع ہوئی جو خاص اوسکا بہترین وطن یعنے شہر محمد آباد معروف بہ بیدر ہے۔ جسمین بہت سے اوتاد وابدال گذرے ہین۔ بیت

از شکم مادری گشت ولی ازلی ٭ مرجع احباب حق وارث علم نبی

دوسری حکایت

صحیح روایت کرنے والون اور معتبر کہنے والون سے نقل ہے ۔ جو انہون نے فرمایا تھا اور جسکو ہم نے سنا اور دیکھا وہ یہ ہے کہ حضرت شیخ ابراہیم مذکور رحمت اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب شیخ محمد تولد ہوئے تو اسیوقت باجے کی آوازین مثلاً تاشے نوبت نقارے سوا اس کے اور مختلف باجون کی آوازین سنی گئین ۔ مین نے دریافت کرایا کہ یہ باجے کہان بجائے گئے ۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ کی ڈیوڑہی وغیرہ مین کہین بہی باجے نہین بجائے گئے ۔ مین اسی حیرت مین تھا اور فکر کرتا تھا کہ یا الہی یہ آوازین کہان سے آئی ہین ۔ یکایک ایک کہنے والے نے غیب سے ندا دی اور اسباب کو بیان کیا کہ اے ابراہیم تو کس فکر مین ہے خاص تیرے ہی لئے بشارت ہے کہ تیرے بیٹے شیخ محمد ولی حضرت صمد کے پیدا ہونے سے فرشتون مین خوشی کی دہوم مچ گئی ۔ اور فرط انبساط نے انہین بے خود کر دیا ۔

فلک اور عالیشان محلات کے رہنے والون مین حورون اور ملائکون نے آئین سرور ترتیب دیا اور عرش مجید پر خوشی کے باجے بجائے نقارۂ شادمانی کی آواز گونج اٹھی ۔ وہ آواز جو تو نے سنی تھی وہ یہی ہے اس بات کے سنتے ہی مین بہت خوش ہوا اور شکر حضرت پروردگار کا بجا لایا اور یقینی طور پر سمجھا کہ میرا فرزند مولی تعالی کے پاس کچھ قدر اور قیمت والا اور اپنے وقت کا ولی ہوگا ۔

تیسری حکایت

نیک بات کے روایت کرنے والون اور اسرار کے نقل کرنے والون سے نقل ہے - وہ حضرت شیخ ابراہیم بن مخدوم شیخ فتح اللہ قدس سرہما سے روایت کرتے ہین کہ حضرت مذکور فرماتے تھے کہ اوسوقت کا بادشاہ اور ملک دکن کا خلیفہ سلطان ہمایون بن سلطان احمد البہمنی نہایت ظالم وجابر تھا - خدائے تعالی کے بندون پر ستم کیا کرتا تھا - آدمیون کو بے شبہ مروا ڈالتا - اور جب تک کوئی بندہ بے گناہ کو قتل نہ کرتا دن اور رات کھانا نہ کھاتا تھا - نہ اوسے روزجزا کا خیال تھا اور نہ وہ خداوند دادخواہ سے ڈرتا تھا - چنانچہ شہر کی بہت سی مخلوق اوسکے ہاتھ سے ہلاک ہوئی اور باقی ماندہ نے اوسکی تکلیف دہی سے تنگ آکر ارادہ کیا کہ اپنے گھرون سے جو اونکے وطن مالوف اور محل مانوس تھے جدا ہوکر اوس کے ملک سے باہر نکل جائین ہنوز پس جبکہ مین نے اونکو مظلوم اور گریان دیکھا تو اونپر شفقت کی اور خاص اپنے فرزند دلبند شیخ محمدؒ کو کہ اوسوقت اوس کی عمر تین سال کی تہی اور حالت کودکی مین گہوارے مین گہٹرا ہوا تھا کہا کہ وہ خاص ہمایون ہی کے لئے دعائے بد کرے اور اوس کے فوت ہونے کی کوئی بات زبان سے نکالے تا خلایق اوسکے شر سے امان پائے اور مکر سے اوس کے ایمن رہے - اوسیوقت مین

فرزند کی زبان مبارک سے یہ جاری ہوا ہمایون بات ہمایون باست ہمایون بات (ہمایون مرگیا — ہمایون مرگیا — ہمایون مرگیا —) تیسری مرتبہ جملہ ابھی تمام نہ کہا تھا کہ قول اوسکا صحیح ثابت ہوا اور قرین اجابت پہونچا خدائے تعالیٰ کی قدرت سے آواز گریہ وزاری کی اوس کے گھر سے سنی گئی اور آدمیون نے خوشی سے کہنا شروع کیا کہ ہمایون فوت ہوا اسباب زندگی کا سرائے عاقبت کو لے گیا اور اپنا کام مشیت ربانی کے سپرد کردیا۔ ان شآء عذب وان شآء غفر (اگر چاہا اوس نے عذاب کیا اگر چاہا اوس نے معاف کیا) پس مین سمجھا کہ میرا لڑکا ولی اور صاحب باطن ہے اور جو کچھہ شان مین اوسکی حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنہا نے مجھکو خواب مین فرمایا تھا وہ تحقیق اور بالکل صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب ۞

چوتھی حکایت

حضرت ولی ذوالاشوق بندگی مخدوم شیخ اسحق قدس سرہ سے نقل ہے — آپ فرماتے تھے کہ جو کچھہ زبان دُربار گوہر نثار سے حضرت قطب العارفین امام العاشقین شیخ پیر مرشد و والد ابوالفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ نے فرمایا تھا اور جسکو مین نے سنا اور یاد رکھا وہ یہہ ہے کہ آپ فرماتے تھے

کہ جب میرے والد حضرت مخدوم شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہ نے بہشت کو رحلت فرمائی اور اسباب زندگانی کا سرائے فانی سے طرف عالم جاودانی کے روانہ فرمایا تو مجھے یتیم و غریب چھوڑ کر اور میری غمخوارگی سے منہ موڑ کر مجھے اور میرے کام کو میرے پروردگار کے حوالے کر دیا۔ اوسوقت میں چھوٹا تھا اور کوئی بات نہیں جانتا تھا۔ اس شہر کے علماء اور مشائخان صاحب نظر سے کسی نے بھی میری غور و پرداخت اور ہدایت کی طرف توجہ اور سعی نہ کی اور ظاہرا میری اعانت بھی نہ کرتے تھے۔ یہانتک کہ حضرت شیخ الاسلام مرشد الخاص والعام ولی اللہ الغنی الباری مخدومی شیخ المشایخ شیخ حسن جمیلی القادری قدس اللہ سرہ العزیز ساتھہ ایک کثیر جماعت کے جسمیں پیادے اور سوار اور چھوٹے بڑے آدمی شامل تھے بنگالہ سے تشریف لائے اور حصار والے شہر کے باہر صاحب وقار ملک شرف کی مسجد میں فروکش ہوئے۔ آپ نے اپنے خاص مصاحبین کو فرمایا کہ شیخ محمد بن شیخ ابراہیم کے مکان کو جائیں اور اوس جوان کو جو مجھسے بھی بڑے مرتبہ والا ہے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھہ یہاں لائیں۔ پس اس حضرت کے بھیجے ہوئے اصحاب میرے پاس آئے۔ اور انہوں نے حضرت کا پیغام مجھے پہونچایا۔ میں اوسیوقت اونکے ہمراہ روانہ ہوا۔ اور جب آپ کے فرودگاہ کے بلند منزل کے دروازے پر پہونچا تو خود حضرت شیخ قدس سرہ العزیز نے میرے استقبال کے لئے بہت عجلت فرمائی

مانند بھائیون کے مصافحہ کرکے اپنی مسند پر لے گئے اور اپنے سامنے بٹھلایا۔ مجھہ سے فرمایا کہ اس مقام مین میرے آنے کی آرزو و وجہہ یہ ہے کہ مین نے ایک رات حضرت سلطان الاولیا و امام العشاق والعرفا قطب الارض والسما حضرت سید السادات سید محی الدین ابا محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کو خواب مین دیکھا آپ نے مجھہ سے فرمایا کہ شیخ محمد ولی کی طرف جا اور بہت جلد جا کیونکہ اوسکا باپ ابراہیم اس جہان سے نقل کرکے طرف بہشت برین کے کوچ کیا ہے پس تو اوسکو مرید کرکے میرے دائرہ طریقت مین لے آ۔

یہ ارشاد حضرت کے زبان گوہرفشان سے سنکر مین نے عرض کیا کہ یا سیدی وہ محمد ولی کہان ہے۔ مجھکو اوس سے آگاہ فرمائیے اور خبردار کیجئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ صاحب نظر شہر بیدر مین جو دکن کے شہرون سے ایک بہترین شہر ہے اور اوسکا وطن ہے رہتا ہے۔

جب مین بیدار ہوا تو اس اسرار کی حقیقت معلوم کی۔ اور اسباب سفر کا مہیا کرکے اپنی جگہہ سے روانہ ہوا۔ اور مسافت دراز طے کرکے اور سخت مشکلون کو قطع کرکے یہان پہونچا۔ پس اس خوشخبری کے ساتھہ انہون نے مجھے مرید کیا اور دائرہ قادریہ مین بٹھلایا مین اوس حضرت کی ہدایت اور مفید صحبت سے مستفید و بہرہ مند

ہوا اور اونکا دیدار حاصل ہونے سے میرا انجام روشن ہوا اور اونکی توجہ مبارک پڑنے سے میرا حال زیادہ ہوا اور اسرار روحانی منکشف ہوگئے۔ بہت سے آدمیون اور بیشمار خلایق کو زمرۂ قادریہ مین داخل کرکے اور بہت سے طالبون کو ارشاد فرماکے حضرت تشریف لے گئے۔ لیکن مجھکو دلق خلافت کا نہ پہنایا اور نہ اجازت عام عطا کی۔ یہان تک کہ اسی حال مین مین مرد کامل ہوا اور بوڑہے ہونے کے قریب پہونچا۔ مین نے ایک رات حضرت قطب الاقطاب امام الاولیاء والاحباب غوث الصمدانی شفیع الربانی سید السادات ابو محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کو خواب مین دیکھا کہ آپ عربون کی پوشاک پہنے ہوئے لانبی ڈاڑہی اور ہیبت ناک صورت مین جلوہ گر ہین۔ اور مجھسے فرماتے ہین کہ مین خاص تجھکو اجازت عام کی اجازت دیتا ہون اور نعمت قادریہ عطا کرتا ہون تاکہ تو بندگان خدایتعالی سے جو کوئی چاہے اوسے میرے دائرہ طریقت مین لے آئے۔ اور آدمیونکو قادری بنائے اور طالبان طریقت کو بزرگون کے طریق پر راہ نمائی کرے جب مین نیند سے بیدار ہوا تو حضرت کو نہ دیکھا۔ بعدہ مین نے ارادہ کیا کہ بغداد شریف کو جاؤن اور دلق خلافت حاصل کرون اور جو شخص قادری ہو اور اجازت عام حضرت قادریہ سے سلسلہ بسلسلہ اوس تک پہونچی ہو اوس کے ہاتھ سے اجازت مطلقہ لون۔ مین اسی اندیشہ مین تھا اور اوسکی طلب

حضرت سلطان الاولیاء قطب الارض والسماء سید السادات منبع البرکات محی الدین السید عبدالقادر رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا سے چاہتا تھا ۔ غرض اس فکر مین مین اپنے حجرہ مین بیٹھا تھا کہ ناگاہ پچھلی رات ایک شخص میری نظر پڑا ۔ مین اوسکو دیکھا مگر پہچان نہ سکا ۔ صورت اوسکی بدر نور سے منور اور ڈاڑہی خوبصورت تہی ۔ اہل عرب کی پوشاک پہنے ہوے نہایت سفید لباس مین حاضر ہوا اور میرے سامنے بیٹھا ۔ مین نے اوس سے کہا کہ تو کون ہے اور یہان کیون آیا ہے ۔ فرمایا کہ مین تیرا شیخ شیخ عبدالقادر ہون ۔ مین اس لیے آیا ہون کہ تجہکو طریقت کی تعلیم کرون ۔ اجازت مطلقہ دون اور اپنی نعمت سے مستفیض کرون پہر حضرت رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نے ارشاد فرمایا کہ قدم پرہیزگاری کا اوٹہا اور شرع کا راستہ اختیار کر ۔ اور جو کوئی مجہکو چاہے اور طریقہ قادریہ مین شامل ہونے کی آرزو کرے اوسکو میرے دائرہ مین داخل کر ۔ اور نعمت قادریہ تجہکو دیجاتی ہے اور اجازت مطلقہ کی بہی تجہے اجازت ہے اور خرقہ خلافت ظاہری عنقریب مین ایک مشایخ قادریہ العظام تیرے پاس لاینگے وہ خاص تیرے لیے اون کے حوالے کیا گیا ہے اس بات کے سنتے ہی مین اوٹہا اور حضرت کے پاے مبارک کا بوسہ لیا ۔ اور لوازم تعظیم و شرائط ادب بجا لایا ۔ پہر یکایک میری سیدہے جانب سے حضرت غائب ہو کر نظر سے گم ہوگئے ۔ حضرت پیر و مرشد کی اسی اجازت پر مین نے شیخ ابراہیم المعروف

بمخدوم جی اور شیخ ثبرہ ناگوری کو خلافت کی ہدایت کر کے خرقۂ قادریہ پہنایا اور پھر طالبان طریقت کی تلقین مین مشغول ہوا۔ یہان تک کہ حضرت مرشد العظام ہادی الخاص والعام منبع انوار الہی معدن اسرار نامتناہی شیخ الاسلام والمسلمین بندگی مخدوم شیخ بہاؤ الدین القادری الدہلوی الدولت آبادی الانصاری نے شادیاباد سے جو مانڈو کے نام سے مشہور ہے پوشاک خلافت اور فرمان اجازت بھجوایا اور لکھا کہ مین نے خود اس خرقۂ خلافت کو تمھین نہین بھیجا ہے بلکہ حضرت غوث الثقلین قطب الکونین رئیس المحبوبین سید المعشوقین سید السادات محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کے حکم مبارک سے بھجوایا ہے۔

راوی مذکور فرماتے تھے کہ اس کے بعد حضرت والدی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ نے مجھکو میرے بھائی شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی۔ شیخ اسمٰعیل۔ اور شیخ بڈالدین کو فرمایا کہ مین تمھین پوشاک خلافت عطا کرتا ہون اور آدمیون کو مرید کرنے کی عام اجازت بھی دیتا ہون تا بندگان خدا کو تم ارشاد کرو اور راہ طریقت بتلاؤ اور انھین زمرۂ قادریہ مین داخل کرو۔ پھر نصیحت فرمائی کہ ترک دنیا کو اپنے پر لازم سمجھو ظاہر اور باطن مین اللہ تعالی کا ذکر کیا کرو۔ اور ہر دم اوسکی یاد سے غافل نہ رہو۔ توحید کے مراقبہ مین اور خدا شناسی کی جستجو مین رات دن مشغول رہو

اسبغ اللہ تعالیٰ علیکم نعمتہٗ ظاہرۃً و باطنۃً (دراز کرے اللہ تعالیٰ تم پر ظاہری اور باطنی نعمت)۔

حضرت نے بجائے خرقہ خلافت کے مجھے اپنا خاص پیراہن مبارک مرحمت فرمایا۔ میرے بڑے بھائی شیخ ابراہیم کو اپنا وہ جبہ جو حضرت کو مخدوم شیخ بہاء الدین قدس سرہٗ سے پہونچا تھا۔ منجھلے بھائی شیخ اسمٰعیل کو ایک دوسرا جبہ اور میرے چھوٹے بھائی شیخ بدرالدین کو اپنا دو عمامہ مبارک اور فرمان اجازت جو حضرت کو پہونچا تھا عنایت فرمایا

واللہ اعلم بالصواب

پانچویں حکایت

حضرت ولی المعظم مرشد الکریم مخدوم المخادیم بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس اللہ سرہٗ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ میں شہر بیدر میں حضرت والد قطب الآفاق بالاتفاق شیخ العظام غوث الکرام مرشد الصمد ابو الفتح شمس الدین بندگی شیخ محمد الملقب القادری قدس اللہ سرہٗ کے پاس، چھ مہینہ رہا کرتا تھا۔ اور اپنی بیوی کے ہاں شہر گلبرگہ شریف میں چھ مہینہ بسر کرتا تھا چنانچہ میں اسی طرح زندگی کرتا اور عمر گذارتا تھا۔ اور جن ایام میں حضرت والد بزرگوار کے پاس رہتا تو وہ پھر بالطریق جہا جرے کے

اور رہنا بطور مسافر کے ہوا کرتا تھا اور اسباب ضروری سے کوئی چیز میرے پاس نہ رہتی تہی اور جو اسباب تہا وہ مین اپنی بیوی کے پاس چھوڑ آتا تھا - اور دونون شہرون کے درمیان فاصلہ تین دن کا تھا اسی طریقہ پر کئی سال اور بے شمار دن گذر گئے - اتفاقاً ایک رات مجھے احتلام ہوگیا اور مین اس سے متفکر ہوا کیونکہ رات ختم ہونے کے قریب تہی اور طلوع آفتاب سے صبح ہونے کے آثار ظاہر ہو رہے تھے اور سردی شدت کی پڑ رہی تہی - اوسوقت مین مجھی گرم پانی میسر نہ تھا اور ایسی حالت مین سرد پانی سے غسل بھی نہ کر سکتا تھا - مجھے خوف ہو رہا تھا کہ کہین نماز صبح فوت نہ ہو جائے اور طوق ناکامی کا گردن مین نہ پڑے - مین اسی اندیشہ مین حضرت والد قبلہ کے پاس گیا اور حضرت کو غسل کے ارادے سے تخت پر بیٹھے ہوئے پایا حضرت کے پاس ایک ظرف گرم پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا - جب حضرت کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو حضرت نے مجھ سے پوچھا کیا تجھے غسل کی حاجت ہے ؟ مین نے کہا ہان - حضرت نے فرمایا کہ اسی پانی سے غسل کرکے اپنا کام پورا کرلیں مین نے حسب الارشاد غسل کرکے امر مبارک بجا لایا - حضرت والد کو دیکھا کہ آپ نے وضو کرکے نماز فجر پڑھی - اور غسل نہ کیا - اس کا مجھے خیال ہوا اور یہ سمجھا شاید خاطر مبارک سردی کیطرف مایل ہوئی - طبیعت بشری مین شکستگی واقع ہوئی ہوگی لیکن مین حضرت کے رعب و ہیبت سے اور بے ادبی کے لحاظ

سے کچھہ پوچھہ نہ سکا ۔ مین اپنے بھائی شیخ اسحاق کے پاس گیا اور اُسنے صحیح قصہ بیان کیا اور کہا کہ آپ حضرت کی طبیعت کے موافقت اور مزاج کی حالت دریافت فرمائین میرے بھائی یہ سُنکر حضرت والد قدس اللہ سرہ العزیز کی بندگی کو تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ اے میرے پدر بزرگوار صاحب اسرار آج آپ نے کیون غسل ترک فرمایا ۔ اور وضو سے نماز فجر پڑہی ۔ اسکا سبب مجھے فرمائے ۔ کیا حضرت کے فیض کی نشانیان رکھنے والے دل کو کوئی چیز مرض کی قسم سے عارض یا مزاج مبارک مین سردی غالب تو نہین ہوئی ؟ ابعدہا اللہ تعالی عنک (دور کرے اللہ تعالے اوسکو آپ سے) ۔

حضرت والد قدس سرہ نے فرمایا کہ مین بالکل تندرست ہون کسی قسم کا حرج مجھے نہین پہونچا ہے اور وہ جو کچھہ تو نے کہا اوس سے بھی کوئی ضرر ظاہر نہین ہوا ہے ۔ اس بات سے آگاہ رہ کہ سونے کے بعد ہر رات اور دن نیند مین سر (خیال) میرا عالی مقام مین سیر کرتا ہے اور حضرت والی کے عین گلشن وصال مین میرا طائر روح پرواز کرتا ہے ۔ اگر اوس قرب و مشغولی مین آنکھہ کھل جاتی ہے اور دیدار حاصل ہوتا ہے تو نماز وضو سے پڑھہ لیتا ہون ورنہ غسل کر لیتا ہون اور آج مجھے اپنے یقین مین کامل دیدار حاصل نہین ہوا اس لئے عادت کے موافق غسل کرنا چاہا ایسے وقت مین میرا بیٹا شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی ضرورت سے مجبور ہو کر میرے پاس

چلا آیا۔ میں نے وہ پانی جو اپنے لئے مہیا کیا تھا اسکو دیدیا اور خود
وضو پر اکتفا کیا۔ کیونکہ مجھے بلحاظ احتیاط غسل کرنا تھا اور اوسپر غسل فرض
تھا۔ بیس سال سے میرا طریقہ ایسا ہی رہا ہے اور میں برابر اسکا
پابند چلا آرہا ہوں۔ و لم یاخذلی فی ہذا البال من غفلتہ لوم و سنۃ
(اور نہیں لیتی ہے مجھکو اس حالت میں نیند اور غفلت)۔ نہیں پیر
پس راوی مذکور فرماتے تھے کہ اصحاب کرام کے سوا کوئی اس مقام
پہونچ سکتا۔ ایسے خاص بزرگوں کے لئے عالی درجات ہیں۔ انہیں
کھانے کو نور اور پہننے کو لباس بہشتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

چھٹی حکایت

شیخ العظیم بندگی شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس سرہ سے
نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی والدہ حضرت چاندلی بی بی
صاحبہ قدس سرہا سے کہ وہ بھی عبادت اور ریاضت کے
کاموں میں نہایت ثابت قدم تھیں سُنا وہ کہتی تھیں کہ ایک رات
میرے شوہر ولی اللہ العظام غوث الکرام مقتدائے زمان پیشوائے
اہل دوجہان قطب الباری بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری
قدس اللہ سرہ استراحت فرماتے تھے اور میں حضرت کی پہلوئے

مبارک مین بیٹھی تھی کہ یکایک مین نے آواز اللہ اللہ کی سنی اور ذکر اسم ذات (اللہ) کا معلوم کیا۔ نہایت تعجب ہوا کہ یہ آواز کہانسے آرہی ہے۔ جب اچھی طرح جستجو کی تو یہ دیکھا کہ وہ آواز حضرت شوہر کے ہر موئے مبارک سے آرہی ہے اور حضرت کا ہر ایک عضو مبارک ذکر کر رہا ہے۔ یہ دیکھہ دیکھکر میرے دلمین خوف طاری ہوا۔ یہانتک کہ جب حضرت بیدار ہوئے۔ تو مین نے جو آواز سنی تھی وہ حضرت سے عرض کی۔ کہ آپ کے ہر بال سے اللہ اللہ کی آواز نکل رہی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ تو نے کیون کہا اور اسکو آشکارا کر دیا۔ تو اگر اس اسرار کا بھید آشکارا نہ کرکے پوشیدہ رکھتی تو تجھے ہر رات ایسا ہی معائنہ ہوتا اور یہی آواز سنائی دیتی۔ مگر اب یہ آواز پھر تجھے سنائی نہ دیگی۔

حضرت والدہ فرماتی تھین کہ دوبارہ کبھی وہ آواز حضرت سے سنی نہ گئی۔ اور نہ کچھہ معلوم ہوا حضرت والدہ نے حضرت والد بزرگوار کی زندگی مین کبھی مجھسے یہ حال نہین کہا۔ حضرت کے وفات کے بعد فرمایا تو جب مجھے معلوم ہوا۔

واللہ اعلم بالصواب ثم

ساتوین حکایت

حضرت ولی کامل و شیخ فاضل مرشد الآفاق بندگی شیخ اسحاق قدس سرہ سے نقل ہے - آپ فرماتے تھے کہ مین نے ایک روز حضرت جد مخدوم شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہ کو خواب مین دیکھا کہ آپ اپنی قبر سے نکلکر میرے نزدیک تشریف لائے - اُس زمانہ مین میری منکوحہ حاملہ تھی - اوسپر تین مہینے گذر چکے تھے - جب مین نیند سے جاگا تو سمجھا کہ یہ خوش خبری اوسی بات کے متعلق ہے کہ مجھے ایک فرزند عطا ہوگا - مین اوسیوقت حضرت والدی قطب العظیم مرشد الکریم ولی الباری بندگی مخدوم شیخ محمد قادری قدس سرہ کے پاس گیا اور خواب کا قصہ جسطرح مین نے دیکھا تھا عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اے پدر بزرگوار عمدۃ الاحرار مین چاہتا ہون کہ اگر حق تعالی مجھے فرزند نرینہ بخشے تو مین اُسکو میرے دادا کے نام نامی سے موسوم کرون گا یعنی اوسکا نام ابراہیم رکھونگا - یہ سنکر حضرت نے مجھسے فرمایا کہ مین نے اپنے بڑے بیٹے کا نام ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی رکھا ہے تو اپنے بیٹے کا نام اوس کے ہم نام کیسے رکھہ سکتا ہے - اور خاص تجھکو خوشخبری دیجاتی ہے کہ جب تیری منکوحہ وضع حمل کرے اور فرزند نرینہ بخشے تو تجھکو چاہیئے کہ اوسکا نام محمد رکھے اور اوسکو میرے ہمنام کردے مین نے کہا یا سیدی آپ کی حیات مبارک لا زال ظلالک علینا (زائل نہون تیرے سایے ہمپر) کی موجودگی مین اوسکا نام محمد کیسے رکھہ سکتا ہون آپکے سامنے مجھسے ایسی جرأت نہین ہوسکتی

پھر حضرت نے مبارک الفاظ سے فرمایا کیا تو نہیں جانتا ہے اور تجھے اس بات سے آگاہی نہیں ہے کہ میرے تین نام ابو الفتح - شمس الدین اور محمد - ہیں۔ پس تجھکو چاہیئے کہ اوسکا نام محمد رکھے اور شمس الدین پکارے -

حضرت راوی مذکور فرماتے تھے کہ اللہ تعالی کا شکر اور احسان ہے کہ اوس نے مجھے فرزند نرینہ عطا فرمایا - جیسا میرے حضرت والد نے مجھے فرمایا اور آگاہ کیا تھا ویسا ہی میں نے اوسکا نام محمد رکھا اور شمس الدین کہکر پکارتا تھا -

واللہ اعلم بالصواب

آٹھوین حکایت

حضرت عالم فاضل مرشد کامل شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم شیخ بدر الدین قدس سرہٗ سے نقل ہے - آپ فرماتے تھے کہ ایک روز فقرا اور ایک جماعت کثیر اور بہت سے اکابر علما و مشایخ فضلا وغیرہ حضرت والدی قطب الزمان یگانہ دوران عمدۃ الاتقیا العارفین قدوۃ الاولیاء الکاملین المتجلی بہ تجلیات الغافری (جلوہ گر ہونے والے اللہ کی جلوہ گریون سے) بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ العزیز کے مجلس راگ مین حاضر تھے - اور خدمت مبارک مین بکمال فروتنی اور نہایت ادب سے

بیٹھے تھے ۔ یکایک مین نے دیکھا کہ آفتاب محبت کا قلب مین حضرت کے طلوع ہوا اور اوسمین اللہ پاک کا وجود مبارک روشن ہوا ۔ مقام انسیت مین شراب محبت کا دور چلنے لگا ۔ اور حضرت پر حالت وجد اور ذوق وشوق کی طاری ہوتی ہی آپ کے فیض سے جمال محبوب لایزال سے تمام حاضرین جماعت کے قلب پر نسیم وصال چلنی شروع ہوئی اور اشتیاق والفت کی خوشبو شیدائیون کے دماغ کو معطر کرنے لگی ۔ سب کے سب مست ہوگئے اور اونپر وجد کی حالت ایسی طاری ہوئی کہ وہ اپنے سے بالکل بے خبر ہوگئے اوسی حالت وجد اور ذوق وشوق مین میرے حضرت والد قدس سرہ کی زبان دُرفشان سے الفاظ جل جلالہ (بزرگ ہے اوسکی بزرگی) جاری ہوے ۔ اور جس جانب توجہ کی تھی حضرت نے اوسی جانب سجدہ کیا اور ساتھہ ہی اس حضرت صاحب اسرار کی متابعت مین تمام حاضرین محفل نے بھی جس طرف وہ رخ کئے ہوئے تھے اوسی جانب سجدہ کیا ۔ جب سب لوگ وجد سے ہوشیار ہوئے اور اپنی حالت مین آئے تو اوہنون نے اوسوقت قسمین کھائین اور کہا کہ واللہ اس کام مین ہمارا کوئی قصد وارادہ نہ تھا اور ہم بھی نہین جانتے تھے کہ ہم کیا کر رہے ہین اور کسواسطے کر رہے ہین دراصل ہمکو ہمارے سجدے کی خبر ہی نہ تھی ۔

واللہ اعلم بالصواب ۔

نوین حکایت

حضرت ولی الباری بندگی مخدوم شیخ بدر الدین الشریف القادری قدس سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ مین نے شیخ ابراہیم گوکابندوی سے جو سنا تھا وہ یہہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت قطب الایام غوث الکرام عالم اسرار الہی ناظر انوار نامتناہی شیخ المشایخ بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے بلاکے اور ایک مکان کیطرف دست مبارک سے اشارہ کرکے زبان گوہربار سے فرمایا کہ اے ابراہیم اوس مکان کے صاحب خانہ کیطرف جا اور کہہ کہ وہ اور اوس کے آدمی گھر سے باہر نکل آئین کیونکہ اوس کی چھت ابھی گرنے کو ہے اور اس کام سے اللہ تعالی جل شانہ العزیز نے مجھے اطلاع دی ہے۔ پس مین گیا اور گھر والون کو اوس حال کی خبر دی وہ سب یہہ سنکے ساتھہ تمسخر سے پیش آئے۔ ہر آدمی مجھے ہنسی مین اڑانے لگا۔ انہون نے کہا کہ ہم اسبات کو صحیح نہین سمجھتے اسلیئے کہ چھت اس مکانکی مضبوط و مستحکم ہے اور یہہ زمانہ بارش کا بھی نہین ہے۔ اور لاخوف علیہا (ہمین خوف نہین) کہکر باہر آنے سے انکار کیا اور نہ آئے۔ مین نے اُنسے پھر کہا کہ اے میرے دوستو یہہ مین اپنے سے آپ تمہین نہین کہہ رہا ہون۔ اور تمہارے ساتھہ یہان دل لگی کرنے نہین آیا ہون بلکہ حضرت قطب جہان ولی زمان

شیخی مرشدی شیخ محمد قادری قدس سرہ نے یہ بات فرمائی ہے اور آپ نے ازروئے شفقت مجھے تمہارے پاس بھیجایا ہے۔ اگر آپ نے اس پر عمل نہ کیا تو رنج و نقصان سے متنبہ کرنے والی خبر لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ (نہ ڈالو اپنے ہاتھ سے خود کو ہلاکت میں) کی آفت میں گرفتار ہو ہو جاؤ گے۔ اور اپنے آپ کو ملک الموت کے حوالہ کر دو گے۔ جب انہوں نے حضرت شیخ قدس اللہ سرہ کا نام مبارک سنا تو فوراً اندر سے باہر آ گئے اور ابھی انہانے صحن میں قدم نہ رکھا تھا کہ چھت اوس مکان کی ڈھہ گئی اور قول مبارک تصدیق کو پہونچا۔ جب آدمیوں نے یہ حالت دیکھی تو سخت متحیر ہوئے اور قادر ذوالجلال کی جناب میں شکرانہ بجالایا اور کہا کہ یارب تو حضرت کو اپنی پناہ میں رکھ جیسا کہ حضرت نے اس خطرہ سے ہمکو محفوظ اور اس خوف سے خبردار کیا

واللہ اعلم بالصواب

دسویں حکایت

قدوۃ الصلحا عمدۃ الفضلا شیخ ایوب تلواری سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک رات حضرت قطب الاقطاب سلطان الاولیا والاحباب امام العشاق والعرفا درۃ البیضا (روشن موتی) قطب الوجود سیف اللہ الموجود غوث الصمدانی شفیع الربانی سید السادات ابا محمد محی الدین السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ

تعالی عنہ وارضاہ عنا کو خواب مین دیکھا - آپ نے مجھسے فرمایا کہ اے ایوب تو شیخ محمد قادری کے شہر کیطرف روانہ ہو اور اُنکے پاس پہونچکر اونکے ہاتھہ سے دلق خلافت لے - جب مین نیند سے جاگا تو مجھے یہ فکر لاحق ہوئی کہ مین چشتی ہون اور شیخ محمد قادری ہین - اس صورت مین مین اوس حضرت سے خرقۂ خلافت کیسے لے سکتا ہون -

مین اسی فکر مین تھا کہ دوسری رات سید السادات مخدوم المخادیم مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ جو میرے شیخ کے شیخ تھے میرے خواب مین تشریف لائے - اور فرمایا کہ اے ایوب شہر محمد آباد کی طرف جا - وہان میرے بہائی شیخ محمد قادری کے پاس پہونچکر اُنسے خرقۂ خلافت حاصل کر اور وہان میرے بیٹے ابی الحسن سے بھی تبرکاً خرقۂ خلافت لے - جسوقت مین بیدار ہوا تو پھر وہی فکر میرے دامنگیر ہوئی اور وہی خیال ملحوظ رہا - آخر مین نے اس سے بے پروائی کی اور غفلت کر گیا - پھر مین نے تیسری رات بھی خواب مین دیکھا کہ ایک وسیع صحرا مین خیمہ ہائے نورانی ایستادہ کیئے گئے ہین اور ایک بلند نورانی تخت رکھا ہوا ہے اوسپر حضرت سلطان الاولیا امام الاتقیا والعرفا قطب الارض والسما رئیس المحبوبین سید المعشوقین قطب الصمدانی سید السادات ابا محمد محی الدین السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نے ساتھہ ہیبت تمام اور کمال عظمت شان سے جلوس فرمایا مگر زبان دربار گوہر نثار سے ارشاد فرمایا - الاولیاء

تحت لوائی (ولی لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آئین)۔ بمجرد اس فرمان کے اولیا اللہ کی فوجین حضرت کے پاس حاضر ہوئین اور جس ادب سے بادشاہ کے آگے فوج اور اپنے مالک کے آگے غلام کھڑے ہوتے ہین اُسی طرح تمام اولیا اللہ صفین باندھکر تخت مبارک کے گرد بہ گرد دست بستہ نہایت مودب کھڑے ہوئے۔ اور ان ہی اولیا اللہ مین مین نے سید السادات مخدوم سید محمد گیسو دراز کو اوسی ادب و انکسار سے کھڑے ہوئے دیکھا۔ جب آپ کی نظر مبارک مجھہ پر پڑی تو فرمایا اے ایوب میرے بھائی شیخ محمد قادری کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت پہن اور کسی کا محتاج مت رہ۔ جب مین صبح خواب سے بیدار ہوا تو خواب کے واقع سے مطلع ہوکر شہر بیدر کیطرف روانہ ہوا۔ یہان تک کہ مین حضرت قطب الانام شیخ العظام شیخ محمد قادری قدس سرہ کی خانقاہ کے دروازہ پر پہونچا اور حضرت کے خادم کو کہا کہ جاکر اپنے مخدوم سے کہو کہ ایک مسافر آپ کے دیدار مبارک کا آرزومند ہوکر آیا ہے قدم بوسی سے مشرف ہونا چاہتا ہے اور در دولت پر حاضر ہوکر اجازت کا خواستگار ہے۔ خادم مذکور حضور فائض النور مین عرض حال کرکے واپس آیا اور مجھکو حضرت کے پاس لے گیا۔ مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر لوازم تعظیم و تسلیم بجالاکر حضرت کے سامنے نہایت ادب سے دوزانو بیٹھا۔ اس کے قبل کہ مین کوئی بات عرض کرون یا اپنے واقعات کی اطلاع دون خود

حضرت نے زبان گوہر فشان سے فرمایا کیا تجھے پہلی رات خواب میں حضرت سلطان الاولیا قطب الارض والسماء سید السادات محی الدین ابو محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نے نہ فرمایا تھا کہ شیخ محمد قادری کے شہر کو جا اور اوس کے ہاتھ سے خرقہ خلافت لے۔ خواب سے بیدار ہونے کے بعد تو نے فکر کی اور پس و پیش کرتے ہوئے خیال کیا کہ شیخ محمد تو قادری ہیں اور میں چشتی ہوں۔ اون کے ہاتھ سے خرقہ خلافت کیسے لوں میں نے کہا صدقت یا ولی اللہ (سچ کہا تو نے اے خدا کے ولی) پھر آپ نے فرمایا کیا تجھے سید السادات مخدوم سید محمد گیسو دراز حسینی الچشتی نے نہیں کہا تھا کہ شہر بیدر کی طرف روانہ ہو اور وہاں میرے بھائی شیخ محمد قادری کے ہاتھ سے خرقہ خلافت لے اور میرے بیٹے ابو الحسن سے بھی تبرکاً خرقہ دیگر حاصل کر۔ تب بھی تو نے وہی تامل کیا اور اس سے لاپروائی کی۔ میں نے کہا صدقت یا ولی اللہ (سچ کہا تو نے اے خدا کے ولی) اور پھر تیسری شب خواب میں مخدوم المخادیم سید محمد گیسو دراز نے تجھ سے نہیں کہا کہ اے ایوب خرقہ خلافت کا میرے بھائی شیخ محمد قادری کے ہاتھ سے پہن۔ میں نے کہا سچ ہے یا ولی اللہ۔

اس کے بعد حضرت نے یہ کہا کہ تو نے دیکھا اور جانا بھی مرتبہ حضرت قطب الاقطاب رئیس الاولیا و الاحباب سید السادا

صاحب البرکات محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کا کس ادب کے ساتھ اولیاء اللہ تعالے حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ وعن جمیعہم کے گرد کھڑے تھے۔ مین نے کہا صدقت یا ولی اللہ۔

راوی مذکور کہتے تھے کہ میرے رب کے عزت کی قسم ہے جو کچھ مین نے دیکھا تھا اس سے حضرت نے بمفصل طور پر مجھے خبر دی اور جس بات سے آگاہ کیا مین نے اُس مین سر مو تفاوت نہ پایا پس مین نے یقین جانا کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ ہر دم مجھسے مطلع تھے۔ اور ہمراہی تمام رکھتے تھے۔

پس حضرت نے خاص اپنے دست مبارک سے مجھے خرقہ خلافت قادریہ پہنایا اور اولیائے سلف کے طریق پر ارشاد فرمایا اور مجھکو اذکار قادریہ و مراقبات توحیدیہ و توجہات شیخیہ وغیرہ سکھائے اور دینی امور کی تعلیم دی۔

واللہ اعلم بالصواب +

گیارہوین حکایت

شیخ الکبیر شیخ فرید گجوبلی سے نقل ہے — وہ کہتے تھے کہ جسوقت مین نے خلایق کی افواہ اور دنیا بھر کے لوگون کی زبانی سنا کہ شیخ محمد بیٹے قاضی القضات قاضی ابراہیم القادری قدس سرہم شیخ معظم اور

مرشد مکرم ہین اور آپ ہر جگہ اور وقت کے غوث و زمانے کے قطب وطالبون کے حصول حاجات کے قبلہ اور قاصدون کے مقصود کے مقصد ہین تو مین نے چاہا اور ارادہ قطعی و مصمم کیا کہ حضرت کے شہر کیطرف روانہ ہون اور خدمت مبارک مین پہونچکر اپنے کو حضرت کے زمرۂ مریدان مین شریک کرون ۔ چنانچہ اسی ارادہ سے مین سوار ہوکر روانہ ہوا ۔ میرے گاؤن گجوبل اور اون صاحب نظر کے مسکن شہر بیدر کے درمیان پانچ روز کا راستہ ہے ۔ یہان تک کہ اس فاصلہ کو طے کر کے حضرت کی خدمت مین پہونچا ۔ اور پابوسی کی نعمت سے مشرف ہوکر سرفراز ہوا ۔ اور جیسے مین نے حضرت کے اوصاف سنے تھے اوس سے کہین زیادہ اوصاف حضرت مین پائے پس مین مرید ہوا اور حضرت قادریہ کے طریقہ مین اپنے کو شامل کر لیا ۔ اس کے بعد حضرت سے رخصت حاصل کر کے اپنے گاؤن کو واپس گیا ۔ لیکن حضرت شیخ نے مجھے کوئی بات اذکار قادریہ سے نہ سکہائی ۔ اور مراقبات توحید وطریق تفرید اور اونکی نشستین و توجہات شیخیہ اور بعض امور دینیہ کی تعلیم بہی نہ دی ۔ اسلئے مین نے ارادہ کیا کہ دوبارہ ہجرت کر کے حضرت کی بندگی کو روانہ ہون ۔ شاید کہ اس نعمت سے کامل حظ اوٹھانا میری تقدیر مین لکہا ہو ۔ آخر مین اس بزرگ اور متبرک امید کو دل مین لئے ہوئے روانہ ہوا یہان تک کہ اوس ندی کے قریب جو میرے موضع سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے پہونچکر ایک ساعت

کے لئے اسکے کنارہ پر بیٹھا۔ یکایک مین نے دیکھا کہ شہر بیدر کیطرف سے ایک شخص آرہا ہے۔ وہ زمین کو طے کرتا ہوا اور بیابان کو قطع کرتا ہوا میری طرف چلا آتا ہے۔ جب وہ میرے نزدیک پہونچا تو مین نے اوسے پہچانا اور جانا کہ وہ میرے شیخ میرے مرشد بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ تشریف لا رہے ہین۔ مین دیکھتے ہی حضرت کے پائے مبارک پر گر پڑا اور اٹھکر چاہتا تھا کہ اپنے مقصد کو عرض کرون مگر حضرت کی عظمت و جلال اور ہیبت کمال کا مجھہ پر ایسا پڑا کہ میرے دل نے اجازت نہ دی کہ کوئی بات زبان سے نکالون۔ خود حضرت نے زبان مبارک سے مجھسے فرمایا کہ تو جس جگہہ کھڑا ہے وہین بیٹھہ جا۔ تا کہ تجھکو جن باتون کی آرزو ہے یعنی اذکار قادریہ کے سنا و توحید کے مراقبے اور بعضے امور دینیہ کی تعلیم دون۔ پس جب ارشاد مین بیٹھہ گیا حضرت ان تمام باتون کی تعلیم دیکر میری نظر سے غائب ہوگئے۔ اس فعل سے متحیر ہوکر مین شہر بیدر کیطرف روانہ ہوا تا کہ اس عجیب و غریب واقعہ کی جو مجھہ پیش آیا اور جسکا مین نے مشاہدہ کیا حضرت کو خبر دون۔ جب مین حضرت کی خدمت مبارک مین پہونچا تو حضرت کو نماز ظہر گذارتے اور خدائے تعالی کی جناب مین مناجات کرتے پایا۔ حضرت کے پیچھے کہڑا ہوکر ادب و تعظیم کی رعایتون کو مدنظر رکھا یہانتک کہ حضرت شیخ قدس سرہ نے نماز سے فارغ ہوکر مجھکو اپنے نزدیک بلایا اور میرا کان پکڑکر فرمایا اذکر ما علمتک (یاد کر کیا سکھایا تھا مین نے تجھکو) یعنے کہہ جو کچھہ تعلیم مین نے تجھکو دی تھی مین نے

تمام ادا کیا پھر فرمایا کہ تجھکو چاہئے کہ یہ بات کسی سے نہ کہے اور اس سے کسی کو بھی آگاہ نہ کرے جب تک کہ میری زندگی رہے اور میں جیتا رہوں اور میں نے بھی ایسا ہی کیا کہ حضرت کی زندگی میں کسی سے نہ کہا۔

واللہ اعلم بالصواب ؛

بارھویں حکایت

بزرگوں کے پیشوا شیخ ابراہیم سہام گولکنڈوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں تیر بنانے کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ مگر درویشوں کی صحبت کی برکت سے اور اونکی کیمیا اثر نظر سے میں نے اپنا پیشہ چھوڑ دیا اور چاہا کہ ایسے شیخ کے ہاتھ سے جو اللہ تعالی کی بندگی کا ارشاد کرنے اور اوس کے طریق کی راہ نمائی کرے خرقہ خلافت لوں۔ میں نے دکن کے تمام شہروں میں سوائے قطب الانام مرشد الخاص والعام الی اللہ الغنی الباری ابو الفتح شمس الملت والدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں سنا جو اس دریا کے وحدت میں ڈوبا ہوا اور اس راہ طریقت میں کامل راہ نما اور ثابت قدم ہو۔ پس میں شہر بیدر کی طرف جو حضرت موصوف کا خاص وطن ہے روانہ ہوا۔ بیدر اور میرے شہر کے درمیان میں دو روز کا راستہ ہے۔ اس مسافت کو قطع کرنے کے لئے میں حضرت کی خدمت میں پہونچا۔ جیسی کچھ تعریف میں نے حضرت کی سنی تھی بعینہ اوسکا مشاہدہ

کیا بلکہ اوس سے بہی زیادہ فضیلتین حضرت مین دیکہین - پس حضرت نے مجھے مرید کیا اور زمرۂ قادریہ مین داخل فرمایا اس کے بعد توجہ دی اور شراب وحدت و محبت کا جام پلایا - مین اسیطرح ہر سال اپنے شہر سے بیدر روانہ ہوکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوتا اور آپ کی قدم بوسی سے مشرف و سرفراز ہوکر بہت سے فوائد حاصل کرتا تھا - اسی طریق پر ایک مدت مدید اور زمانہ بعید گذر گیا - یہانتک کہ مین بوڑہا ہوا اور حضرت کی خدمت مین حاضر ہونے سے معذور ہوگیا - بہت سے سال اور بیشمار مہینے مفارقت مین گذرے - مین نے دیکھا کہ میرے چند دینی امور مین بے ترتیبی اور شکستگی واقع ہوئی - میرا جذبہ شوق بہڑک اٹھا - جدائی کی تاب نہ رہی - حضرت کی قدم بوسی کا اشتیاق دل مین چٹکیان لینے لگا - آخر مین اسی ارادہ سے اٹھہ کہڑا ہوا اور شہر بیدر کی طرف روانہ ہوا - جب مین اپنے شہر کے دروازہ پر پہونچا تو یکایک حضرت کو وہان کہڑے ہوئے دیکھا - مین قریب گیا تاکہ حضرت کے قدم چومون اور کف پا سے آنکھین ملون - حضرت فوراً مجھسے سبقت اور جلدی کرکے تین قدم پیچھے ہٹ گئے مین نے پھر کوشش کی کہ حضرت کے دامن کو چھوؤن مگر اب بھی حضرت بہ تمام عجلت پیچھے ہٹے اور میری نظر سے غائب ہوگئے مین اسیطرح اس روز حضرت کو تین دفعہ دیکھا مگر دوسرے اور تیسرے روز حضرت نظر نہ آئے - جب مین بیدر پہونچکر حضرت کیخدمت

مبارک مین حاضر ہوا تو قبل اس کے کہ مین کوئی بات زبان سے نکالون حضرت نے مجھکو اپنے پاس بلایا- جب مین نزدیک گیا تو آپ زبان دربار گوہر نثار سے اسطرح گویا ہوئے کہ جب تو بیدر روانہ ہونے کے قصد سے اپنے شہر سے نکلا تو اوسوقت تجھپر حالت توحید کی طاری ہوئی- تیری عقل گم اور تیری سمجھ تجھسے دور ہو گئی تھی- اس سبب سے تو میرے شہر کی راہ بھول گیا تھا- پس مین نے اپنے نفس کو تجھپر عیان کیا اور خود ظاہر ہوکر تجھکو راہ راست پر لگایا- پھر حضرت نے مجھسے یہ بھی فرمایا کہ میری زندگی مین اس واقعہ کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اور نہ کسی کو آگاہ ہونے دے اور مین نے بھی ایسا ہی کیا کہ حضرت قطب الانام قدس سرہ کے زمانہ موجودگی مین کسی کو نہ کہا-

واللہ اعلم بالصواب

تیرہوین حکایت

صالحون کے پیشوا- فاضلون کے بہتر شیخ اخوند کوہیری سے نقل ہے- وہ کہتے تھے کہ مین رمضان مبارک کے مہینہ مین اپنے موضع مین حجرہ مین گوشہ نشین تھا- حضرت قطب الانام شیخ العظام ہادی خاص و عام مرشد الکرام میرے شیخ میرے مرشد میرے قطب با بندگی شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کے شہر سے میرے قریہ کی سکونت گاہ تین فرسنگ کے فاصلہ پر واقع تھی- ایک رات

شب کا تیسرا حصہ گذرنے کے بعد مین توحید کے مراقبہ مین بیٹھا تھا اور اوسی شغل مین محو تھا۔ اسوقت یکایک میرے شیخ۔ مرشد و قطب شیخ محمد قادری قدس سرہ اوسی وضع و صورت مین جس صورت مین مین نے آپکو پہلے دیکھا تھا میرے سامنے حاضر ہوئے۔ بمجرد اس واقعہ سے مجھے نہایت تعجب اور حیرت ہوئی مین نے پوچھا کہ حضرت پیادل تشریف لائے ہین یا سواری مین اور کسطرح آنا ہوا ہے؟ فرمایا میرے سوار یا پیدل آنا پوچھنے سے تجھے کام نہین مین جیسا کہون ویسا کر۔ اب میرا دامن پکڑ اور آنکھین بند کرلے مین نے ویسا ہی کیا اور آنکھ بند کر لی۔ اور جب کہولی تو ناگاہ اپنے کو ایک ایسے مکان مین کہڑے ہوئے پایا کہ اوسمین زمین کے قسم کی کوئی چیز نہ تھی۔ حضرت نے مجھے فرمایا یہ تیرا مقام ہے۔ یہان ٹھہر جا جب تک مین آؤن۔ اور خود غائب ہوکر میری نظر سے پنہان ہو گئے مین اوسی جگہہ کھڑا رہا۔ ایک ساعت کے بعد حضرت پھر تشریف لائے اور مجھکو فرمایا کہ میرا دامن پکڑ اور آنکھہ بند کرلے۔ مین نے ایسا ہی کیا۔ دامن مبارک ہاتھہ مین پکڑا اور آنکھین بند کرلین۔ جب کھولین تو اپنے کو اپنے خاص حجرہ مین جہان بیٹھا تھا پایا۔ مگر حضرت شیخ کو نہ دیکھا۔ گوشہ نشینی کے ایام ختم ہونے پر مین حضرت کے شہر کی طرف روانہ ہوا اور مسافت طے کرکے جب حضرت والا منقبت کی بندگی مین پہونچا تو اوسوقت آپکو مسجد مین بیٹھے ہوئے پایا۔ اور آپکی خدمت مبارک مین بہت سے علما مشائخ فقرا۔ فقہا اور صالحین حاضر تھے۔ جسوقت ان مین سے ایک ایک

کر کے سب روانہ ہو گئے اوسوقت حضرت نے مجھے اپنے نزدیک بلایا اور فرمایا کہ جو جگہ تو نے دیکھی اور جسمین ایک ساعت تک ٹھہرا رہا وہ آسمان دنیا تھی وہ رات شب قدر کی مبارک رات تھی - اُس شب مبارک مین مین نے چاہا تھا کہ تجھکو وہ چیزین جو عرش عظیم مین ہین اور جو اوسکے عجائب وغرائب سے ہین دکھلاؤن - لیکن تیرے حقمین مین آسمان دنیا سے ہمارے پروردگار کا حکم نہ ہوا - مین نے کہا یا قطبی لقد صدقت فیما قلت (اے میرے قطب جو آپنے کہا سچ کہا) واللہ اعلم بالصواب -

چودہوین حکایت

حضرت قطب زمان یگانۂ دوران قدوۃ العارفین عمدۃ الواصلین پیر و مرشد بندگی مخدوم الشیخ بدرالدین قادری قدس سرہٗ سے نقل ہے - آپ فرماتے تھے کہ ایک روز میرے بڑے بھائی مخدوم المخادیم شیخ ابراہیم معروف بہ مخدوم جی قدس سرہٗ میرے پاس تشریف لائے اور مجھسے کہا کہ اے میرے بھائی اے میرے مددگار میری زوجہ کے شہر گلبرگہ سے آدمی آئے ہین - وہ کہتے ہین کہ کفار نے اپنے دار حرب سے آکر شہر مذکور کو تمام لوٹ لیا - اور شہر کے باشندے کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب کو قید کر ڈالا - اور ساکنان شہر سے کسی کو بھی قدرت نہ ہوئی کہ اونپر غلبہ پا سکے - اور کسی کو اتنی جرأت اور طاقت نہ ہوئی کہ اونکے ہاتھ سے قیدیون کو چھڑا لائے - میری منکوحہ و لڑکے بھی اسی شہر مین تھے اور وہ

آگے سے یہین رہتے تھے۔ معلوم نہین کہ اونپر کیا گذری۔ انکا حال کیا ہوا اور وہ کہان رہے۔ اب تم ہمارے پدر بزرگوار کے پاس جاؤ اور خدمت مبارک مین التماس کرو کہ حضرت اونکے لئے دعا کرین اور اونکی خیریت بھی دریافت کرو۔ اگر حضرت نے تمام فرزندون وغیرہ کی سلامتی کی نسبت کوئی کلمہ خیر و طمانیت بخش فرمایا تو میری خاطر جمع ہو گی اور میرے دلکو قرار ہوگا۔ کیونکہ حضرت اہل تصرف سے ہین اور اپنے ملک باطن کے سیر کرنے والے ہین۔ اور ظاہر و باطن سب کچھہ جانتے ہین۔ نہین تو دل میرا غمگین رہیگا اور میری آنکھین اونکے تظلم کو سنکر آنسو بہاتی رہینگی۔ پس یہ سنکر مین اپنے والد قدس سرہٗ کی طرف گیا اور حضرت کو دیکھا۔ کہ آپ وضو کر رہے ہین اور نماز ظہر کے لئے تیار ہو رہے ہین۔ یہ دیکھکر مین نے پانی کا ظرف اپنے ہاتھہ مین لے لیا۔ اور حضرت کے دست مبارک پر پانی ڈالنے لگا۔ جو کچھہ بھائی نے مجھسے کہا تھا اسوقت حضرت سے عرض کیا اور اونکی پریشانی کا حال مفصل بیان کیا۔ حضرت نے سنکر زبان حال سے انکے احوال کی خبر دی اور زبان درفشان سے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کے پاس جا اور کہہ کہ اپنے دل مین کوئی غم اور وہم کو نہ آنے دے اور متردد و متفکر نہ رہ کہ تیرے اہل خانہ و متعلقین سلامت ہین اور ملامت سے محفوظ ہین۔ اور اسطرف کو چلے آرہے ہین۔ اور یہان سے تین فرسنگ کی راہ پر اوترے ہین۔ تیری منکوحہ کا باپ انہین اپنے ہمراہ لئے آرہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ

سب کل کے روز یہان پہونچینگے - مین نے دیکھا کہ کوئی بہی یہ خبر لیکر نہ پہونچا تھا - پس سمجھا کہ حضرت نے حضرت غیب دان سے آگاہ ہوکر فرمایا اور اسطرح اپنے صفائی باطن کی خبر دی - اس کے بعد مین اپنے بہائی کے پاس گیا اور جو کچھ حضرت والد قدس اللہ سرہ نے فرمایا تھا کہا - میرے بہائی نے کہا الحمد للہ لا حزنُ (شکر ہے اللہ کا کچھ غم نہین)

راوی حضرت شیخ بدر الدین فرماتے تھے کہ جب دوسرے روز صبح ہوئی تو میرے بہائی کے تمام متعلقین عصر کے وقت پہونچے جیسا کہ حضرت والد نے فرمایا تہا - اور جو آپ نے خبر دی تہی وہ سچ ہوئی -

واللہ اعلم بالصواب

پندرہوین حکایت

حضرت مرشد الکریم شیخ العظیم مخدوم المخادیم بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس سرہ سے نقل ہے - آپ فرماتے تھے کہ میری عالم جوانی مین پیشاب کی راہ سے پیپ نکلتا تہا - اور اسی حالت مین میرے بہت دن بسر ہوے - مین رات اور دن اس پیپ کو ایک ظرف مین ڈالدیا کرتا - چنانچہ ظرف مذکور مین نیچے اوس پیپ کے سفیدی سی آجاتی تہی میرا رنگ زرد ہوگیا اور حالت متغیر ہوگئی تہی کئی ایک حکیم میرے علاج کو آئے اور بہت سی دوائین دین مگر کوئی فائدہ نہوا کوئی صورت مرض کے رفع ہونے کی نظر نہ آئی - میرے علاج سے سب عاجز

آ گئے اور دوا دینے سے ہاتھ اُٹھایا - پس مین نے اس مرض کو مرض موت جانا - مین اسی تکلیف اور عذاب مین تھا اور فکر کرتا تھا کہ ناگاہ حضرت والد قطب الانام غوث الکرام مرشد الخاص والعام ولی اللہ الباری بندگی مخدوم شیخ محمد شریف القادری قدس سرہ میرے پاس تشریف لائے - اور اپنا دست شفا بخش مجھ پر پھیرا اور فاتحہ پڑھکر پھونکا اور پوچھا کہ اس ظرف مین سفید رنگ کی چیز کیا ہے؟ مین نے کہا کہ یا سیدی یہ پیپ ہے - فرمایا اُٹھا اور اسکو پھینکدے - مین نے چاہا کہ اس پیپ کو ظرف سے نکالکر پھینکدون - حضرت نے فرمایا کہ پھینک اس ظرف کو بھی اُٹھا اور ڈیوڑھی سے صحن خانہ مین باہر لیجا - حضرت کے فرمانے کے موافق مین نے تعمیل کی - پھر مجھے حضرت والد قدس سرہٗ نے بلایا اور خود واپس تشریف لے گئے - جس وقت سے کہ مین نے پیپ کا ظرف باہر رکھہ آیا پھر کبھی پیشاب کی راہ سے پیپ خارج ہوتا نہ دیکھا -

واللہ اعلم بالصواب

سولھوین حکایت

مناجی لشکری سے نقل ہے - وہ کہتے تھے کہ مین نے قدوۃ الفاضلین عمدۃ الصادقین اپنے شیخ مرشد حضرت شیخ جمال ابہتری سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب مین نے یہ سنا کہ شیخ الاسلام مرشد خاص وعام صاحب کرامات وحالات ناظر انوار و مقامات مظہر اسرار الٰہی بندگی مخدوم

شیخ بہاؤالدین قادری انصاری دولت آبادی کے جو دنیا مین ساٹھ متبرک بزرگ جلالت و روشن کرامات کے مشہور تھے خلیفون مین سے دو خلیفے ایک قطب الآفاق وہین فی الادوان مقتدائے اولیائے زمان گنجینۂ اسرار خزینۂ انوار المتجلی بتجلیات الثنا فیہی بندگی مخدوم شیخ محمد بن مخدوم شیخ ابراہیم القادری الملتانی قدس سرہٗ اور دوسرے شیخ الاسلام والمسلمین مرشد البرایا اجمعین والی ملک البناری مخدوم شیخ جلال القادری البرہانپوری قدس اللہ سرہٗ ہین تو چاہا کہ معلوم کرون کہ ان دونون مین سے کون افضل تر ہے ۔ اور دیکھون کہ حضرت قطب الاقطاب مرجع الاولیاء والاحباب غوث الثقلین قطب الکونین سلطان الاولیاء امام العشاق فی العرفاء رئیس المحبوبین سید المعشوقین قطب الصمدانی شفیع الربانی سید السادات محی الدین السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کے نزدیک ان مین سے کون بلند مرتبہ رکھتا ہے چنانچہ مین نے اس بات کو دل مین ٹھان کر ایک رات دو رکعت نماز استخارہ پڑھی ۔ گیارہ قدم عراق کی جانب گیا اور اوسی جاے اس نیت سے سو رہا ۔ خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک صحرائے وسیع مین تمام اولیاء اللہ تعالی حاضر ہین ۔ اور صف بہ صف دست بستہ ہو کر کمال ادب سے کھڑے ہین ۔ پس مین ان صفون مین گیا اور سیدھے بائین نظر کی ۔ سیدھے جانب کی صف مین اخیر پر شیخ جلال کو نہایت مؤدب کھڑے ہوئے دیکھا اور ہر دو جانب مین ان اولیاء اللہ کے درمیان شیخ محمد کو نہ پایا جب مجھے تمام اولیائے حضرت مذکور نظر نہ آئے تو سخت تعجب و حیرت ہوئی ۔ وہان سے آگے بڑھا تو کیا

دیکھتا ہون ایک بہت ہی بڑا تخت رکھا ہوا ہے - اور اوسپر حضرت سلطان الاولیا رئیس الاتقیا قطب الآفاق بالاتفاق غوث الصمدانی شفیع الربانی سید السادات سید محی الدین السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نہایت عظمت وشان سے جلوہ افروز ہین۔ اور حضرت کے گرد برگرد کرسیون پر حضرت کے صاحبزادے تشریف فرما ہین مین نے جو حضرت کی قدم بوسی سے مشرف ہونے کے ارادے سے نزدیک گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کے زانوی مبارک پر سر رکھ کے اوس تخت پر سو رہا ہے - مین نے حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ یا سیدی یہ شخص کون ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ ہے جسکو مین نے دکن کے شہرون پر مسلط کیا ہے اور وہ کل ملک اوس کے تفویض ہے اسکا نام محمد ہے یہ صاحب نظر شہر بیدر مین رہتا ہے اور وہی اسکا وطن ہے - جب مین بیدار ہوا تو شیخ محمد کا مرتبہ حضرت غوث الملکوت رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کے پاس خیال کیا اور معلوم کیا کہ آپکا کتنا بڑا درجہ ہے - پس مین نے اپنے خادم کو حضرت کی خدمت مین روانہ کیا اور حضرت سے نسبت قادریہ کی استدعا کی آخر خادم مذکور وہ لئے ہوئے میرے پاس پہونچا - الحمد للہ الذی جعلنی فی خلفائہ (شکر ہے اللہ تعالی کا جس نے کیا ہمکو اوسکے خلیفون مین)

واللہ اعلم بالصواب

ستر ہوین حکایت

حضرت قدوۃ الاولیا عمدۃ الاتقیا شیخ الشیوخ جلال القادری البرہانپوری سے نقل ہے ۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت قطب الانام غوث الکرام شیخ العظام مرشد الخاص والعام ولی اللہ الباری ابو الفتح شمس الدین منیاگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ کی ملاقات کی آرزو میرے دل مین غالب ہوئی اور دیدار مبارک کے اشتیاق نے بہت بیقرار کر دیا ۔ پس مین شہر برہانپور سے روانہ ہوا اور حضرت کے شہر بیدر مین پہونچا ۔ میرے شہر برہانپور اور حضرت کے شہر بیدر کے درمیان ایک مہینہ کا راستہ ہے ۔ میرے ساتھہ ایک جماعت کثیر تھی ۔ بہت سے آدمی پیدل و سوار ہمراہ تھے ۔ شہر بیدر کے قریب پہونچکر ایک مقام مین سب اُترے اور مین اُن تمام کو اُسی جگہہ چھوڑ کر اور کل اسباب و فرش وغیرہ وہین رکھکر مسافرانہ لباس پہنا اور لوٹا ہاتھہ مین لیکر بطور مسافر کے شہر مین داخل ہوا اسسے میری غرض حضرت کے امتحان کی تھی ۔ غرض جب حضرت شیخ کی خانقاہ کے دروازے پر پہونچا تو حضرت شیخ کے خادم کو کہا کہ اپنے شیخ کو خبر دے کہ ایک مسافر ملاقات کے ارادے سے آیا ہے اور خدمت فیضدرجت مین حاضر ہونے کی اجازت چاہتا ہے ۔ خادم مذکور نے اجازت حاصل کرکے مجھکو حضرت کے حضور مین لے گیا مین خدمت مین پہونچکر حضرت کے سامنے بیٹھا ۔ حضرت نے مسکراتے ہوئے مجھپر نظر کی

اور میرے پہونچنے پر مجھے تعلیم دی اور فرمایا کہ تمہارا نام شیخ جلال ناوری ہے۔ تمنے اپنے ہمراہیون اور فرش وسامان وغیرہ کو کہان چھوڑا۔ سب کو ساتھ کیون نہ لایا؟ اپنے دوست ہمراہیون کو بلاؤ اور سامان و فرش وغیرہ یہان لاؤ۔ پس مین پہچان گیا کہ واقعی حضرت صاحب باطن ہین۔ اور جو جو اوصاف حضرت کے سُنے تھے اون سے بھی زیادہ اونکا آپ مین پائے۔ مجھے یقین ہوگیا اور مین کامل طور پر سمجھا کہ حضرت ضرور اپنے باطن مین حضرت مالک الملک کے تمام ملک مین سیر کرنے والے ہین۔ پس مین اپنے تمام ہمراہیون۔ سامان اور سواریون کو اپنے پاس بلالیا۔ حضرت کے پاس چند روز اقامت کی اور آپ کو اللہ تک پہونچا ہوا اور اوسکی محبت مین ڈوبا ہوا اور مالک حالات وصاحب کشف وکرامات دیکھا۔ واللہ اعلم بالصواب

اٹھارہوین حکایت

قدوة الانام نتیجة الکرام شیخ نظام القادری ہنوری رحمة اللہ علیہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان المبارک مین حضرت قطب الانام غوث الکرام مخزن اسرار الہی معدن انوار نامتناہی شیخ مرشد کی حضرت شیخ محمد الشریف القادری خانقاہ کے حجرہ مین اعتکاف کے لئے بیٹھے تھے اور اپنے خادم سالار ناگوری کو اپنی خدمت کے واسطے حجرہ مطہرہ کے پاس بیٹھایا تھا اور اوسکو ضرورت امور دنیوی وحاجات انسانی

کے بروقت لورث کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ خادم مذکور نے ایک رات صبح کے بوقت ایک نور کا شعلہ دیکھا کہ حجرۂ مبارک سے نکلکر حضرت کی خانقاہ کا احاطہ کیا بلکہ مسجد مین بھی آیا۔ اوسکی سب طرف روشنی پھیل گئی۔ ہر شئی اوسکے نور سے منور نظر آنے لگی۔ مسجد مین جو لوگ تھے اونھون نے بھی اس سے اطلاع پائی۔ اوس نور کے شعلہ کو دیکھا اور گمان کیا کہ شائد حجرہ کو آگ لگ گئی مگر جب خوب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت مرشد کے پاس سے طلوع ہوا ہے اور حضرت کی جانب سے آرہا ہے۔ جب رات نے اپنا سیاہ جامہ اتارا۔ صبح صادق کے آثار اپنی نورانی جھلک دکھانے لگے اور آفتاب عالم تاب نے گریبان مشرق سے سر نکالا تو خادم مذکور نے شب کے پوشیدہ راز کو کھولدیا۔ ہر چھوٹے بڑے پر اسکی حقیقت ظاہر کردی۔ اسکی نحوست سے اُن عجیب غریب تجلیات کے مشاہدہ کی نعمت سے محروم رہا۔ اور معزول کیا گیا۔ اور جو دیکھا تھا اسکو دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ جب دوسرا سال آیا تو حضرت نے اپنی خدمت کے لئے حجرۂ مبارک پر مجھے مقرر فرمایا۔ اور اوسکو معزول کردیا۔ ایک روز حضرت کے صاحبزادے بحر العلوم شیخ الاسلام والمسلمین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ سالار ناگوری جو حضرت والد کی خدمت مین متعین تھا جو کچھ حضرت سے دیکھتا اور جو مکاشفات و تجلیات حضرت سے ظاہر ہوتے تھے اونکا اظہار بھی کیا کرتا اور یون ہی تجھے تمام باتون سے آگاہ کردیا

کرتا تھا اور برخلاف اوسکے تم اُن مین سے ایک بات بھی مجھہ نہین کہتے
اور نہ کچھہ آگاہ کرتے - اس سے مین یہ سمجھتا ہون کہ شاید جو باتین سالار کو
نظر آتی تھین وہ تمہین نہین دکھائی دیتین - یا تمہارے نصیب ہی
مین انکو دیکھنا نہین ہے - مین نے کہا کہ آپ کے والد بزرگوار صاحب
اسرار نے مجھے فرمایا ہے کہ اے نظام جسوقت مین گوشہ نشین ہون
اور اعتکاف مین بیٹھون تو تُو اوسوقت حجرہ کے پاس حاضر اور منتظر خدمت
رہ اور عجائب وغرائب سے جو بات تجھے نظر آئے تو تجھے چاہیئے کہ اسکو
پوشیدہ رکھے اور کسی پر اسکا اظہار ہرگز نہ کرے - کیونکہ جو شخص حضرات
اہل ولایت صاحب کمال و صالحون کی خدمت مین رہتا ہے تو اونکے
حالات اور مقامات سے کوئی نہ کوئی چیز اوسپر ضرور منکشف ہوتی ہے
اور ایسے عجیب وغریب باتین نظر آتی ہین - اگر انکو پوشیدہ رکھے اور
کسی کو نہ کہے تو دوبارہ بھی وہ اسکو دکھائی دیتی ہین - اور وہ انکا مشاہدہ
یون ہی ہمیشہ کیا کرتا ہے اور اگر کسی کو کہدیا تو پھر وہ محروم رہتا ہے - پس
اگر تو بھی کوئی چیز دیکھے تو کسی پر اوسکا اظہار نہ کرے اور کسی کو آگاہ نہ ہونے
دے وگرنہ سالار کے موافق بعد از اظہار تو بھی اس نعمت سے بے نصیب
ہوگا اور معاینہ سے محروم رہیگا - یہہ سنکر حضرت بدرالدین نے فرمایا کہ اگر
اوسکے اظہار سے تمکو حضرت نے منع فرمایا ہے تو مجھکو مفصل یا مجمل نہ کہو
بلکہ بطریق اشارہ کے کچھہ کہو اور اوس سے تھوڑا سا بیان کرو تا میرے
دل کو قرار ہو اور راحت جان حاصل ہو - مین نے کہا کہ سالار نے تو وہ

کیفیت ایک ہی دفعہ دیکھی تھی اور مین نے وہی کیفیت ہر رات بارہا دیکھی ہے ۔ لیکن یہ کسی سے نہین کہتا ہون کہ وہ کیا ہے اور کیا تھی اور وہ کہان سے آتی ہے اور کہان جاتی ہے ۔ مولف

رباعی

اگر چیزے عجائبت رو نماید ۔ ✻ زدرو نشانِ حق ہرگز نشاید
کہ گوئی راز ایشان پیش ناکس ✻ وگر گوید حصولش باز ناید

والله اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب

انیسوین حکایت

قدوۂ عظام شیخ نظام القادری تہنوری رحمت اللہ علیہ سے سے نقل ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ جب کبھی حضرت شیخی مرشدی قطبی ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ پر وجد و سماع اور ذوق و شوق کی حالت ظاہر ہوتی تو حضرت کے ساتھہ تمام حاضرین کے دلون پر بھی وہی حالت طاری ہوتی ۔ سب مست ہوجاتے اور کل سامعین کی ارواح ساتھہ ہی طرب مین آتی تہین ۔ چنانچہ سب پر کچھہ ایسا اثر ہوتا تہا کہ وہ اپنے وجود سے غائب ہوجاتے اور اپنی موجودگی سے بے خبر ہوجاتے تھے مگر مین ہی کچھہ ایسا تہا کہ میرے دل و روح پر کچھہ اثر نہ ہوتا تھا ۔ وجد اور مستی کی حالت مطلق نہ ہوتی تھی ۔ نہ اوسکی محبوبیت کی روشنی میرے دل کو منور کرتی اور نہ اوسکے وصال

کی خوشبو میرے دماغ کو معطر کرتی تھی - مین حالت طرب سے محروم تھا اور اسی
لئے اکثر محزون و غمگین رہا کرتا ہمیشہ ندامت سے اپنے آپ کو ملامت کیا
کرتا تھا کہ کاش جب مجھے میری مان نہ جنتی تو اچھا ہوتا کہ مین اس نعمت
عظمی سے محروم نہ رہتا - غرض ایسے ہی کلمات کہتا اور اپنی حالت بیان
کیا کرتا تھا - یہان تک کہ حضرت قطب الانام مرشد الکرام شیخ العظام
مخدوم المخادیم شیخی مرشدی شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ نے
میری یہ کیفیت سنی جب مجھے اپنے نزدیک طلب کرکے فرمایا کہ حضرت قطب
الاقطاب سلطان الاولیاء والاحباب سید السادات صاحب البرکات
بندگی مخدوم سید محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری
الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کے عرس کے ایام مین تین روز
روزے رکھہ - صرف خرمہ سے افطار کر اور مثل عوام کے کہانا نہ کہا -
غرض جب حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عرس شریف
کے دن آئے - تو مین نے جس طریق پر حضرت نے مجھے روزے رکھنے
کو فرمایا تھا اوسیطرح تین روزے رکھے - تیسرے روزہ کے ختم ہونے پر
نماز عشا کے بعد حضرت کی مجلس اعلی و محفل معلی مین حاضر ہوا حضرت
کی خانقاہ مین ادمیون کی بہت بڑی جماعت دیکھی - بہت سے مشائخ -
فقرا - صلحا اور علما حضرت کی خدمت شریف مین نہایت مودب بیٹھے
تھے - حضرت کے سامنے قوال فارسی اور ہندی تصوفانہ اشعار گا رہے
تھے - پس اوسیوقت حضرت شیخی مرشدی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف

القادری پر حالت وجد وسماع کی ظاہر ہوئی اور حضرت کے فیض اور توجہ سے
تمام حاضرین مجلس پر حالت وجد اور مستی کی طاری ہوئی - مگر مین اپنی قدیمی
حال مین جیسا تھا ویسا ہی تھا - مین نے اپنے مین وجد وطرب کا مطلق
اثر نہ پایا - اسی حالت وجد مین حضرت شیخ نے مجھے بھی دست مبارک سے پکڑ کر اپنی جگہہ پر کھڑا
کر دیا اور خود اپنے حجرۂ مقدسہ مین تشریف لے گئے - قوالون نے میری طرف
رجوع کی اور گانا جاری رکھا اور مین کھڑا ہوا حضرت کے حجرۂ مطہرہ کے دروازہ
کیطرف متوجہ تھا - پس جسطرف میری توجہ ہوتی اوسیطرف چار قدم جاتا اور ویسا ہی
پیچھے قدم واپس آتا - اور ایسا ہی کئے گیا لیکن وجد کی حالت مجھہ مین نہ آئی -
مین نے چاہا کہ بیٹھہ رہون - اسی اثنا مین ایک نور کا شعلہ مثل چودہوین
رات کے ماہ کامل کے حضرت کے حجرہ سے نکلکر میرے سینہ پر آلگا - اوسکے
لگتے ہی میرا وجود پگلا اور مین اپنی ہستی سے غائب ہوا - میرے ساقی نے
عشق ومحبت کی شراب کا ایک ایسا جام بھر دیا کہ مین اوسکے پیتے ہی مست
ہو گیا - اور مجھہ مین حالت وجد وسماع بے انتہا غالب ہوئی جیسی کہ کل
حاضرین کی تھی - مین نے اوس شراب وحدت کے نشہ مین ایک چیز ایسی
دیکھی کہ جسکا بیان زبان سے راست نہ آئیگا - اور یون اوسکا کہنا بھی جائز
نہین ہے مگر اس بات کو اور اسکی کیفیت وحقیقت کو وہی خوب جانتا ہے
جو اس رنگ مین ڈوبا ہوا ہو اور اس حالت کو چکھا ہوا ہو - شراب
وحدت کا مزہ چکھا ہوا اور ساقی نے اوسکو ایک آدھہ جام پلا دیا ہو -
غرض وہ حالت پھری اور مین اپنے مین آیا - انہین ایام عرس مین

حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ العزیز نے مجھے خرقۂ خلافت پہنایا اور تمام نعمت قادر اور شطاریہ عطا فرمائی الحمد للہ آنا مریدہٗ خلیفتہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیسوین حکایت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سلطان العارفین پیری مرشدی بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہٗ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ مین ایک روز شارع عام پر کھڑا ہوا تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص طوق و زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے اور سخت مصیبت مین گرفتار ہے۔ بہت سے آدمی اور خلائق بیشمار اوسکے دیکھنے کو جمع تھے۔ شور و غل بہت ہو رہا تھا۔ اسیطرح حصار کے باہر لوگ اوسے لئے جا رہے تھے۔ مین نے اوسکا حال لوگون سے دریافت کیا اور اوسکی گرفتاری کا سبب پوچھا۔ لوگون نے کہا کہ یہ مرد قاتل ہے۔ اسے قتل کرنے کو لئے جاتے ہین اور بادشاہ کے حکم سے اسکی گردن مارنی چاہتے ہین۔ جب مین نے اوسپر نظر ڈالی تو اوسے ہیبت سے مانند نیم جان کے پایا اور آدمیون کی کشاکش سے وہ بیجان ہوا جا رہا تھا۔ اور دیکھا کہ انکی ہیبت سے اوسکا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ مین اوسکی یہ حالت ہرگز دیکھ نہ سکا۔ میرا دل پسیجا اور شفقت غالب آئی۔ مین نے فی الفور حضرت والد قدس اللہ سرہٗ کے خانہ ملایک آشیانہ کیطرف دوڑا گیا اور وہان حضرت کو کھڑا ہوا پایا۔ مین نے اوسی وقت اوسکی عجز اور بیچارگی کا حال عرض کیا اور اوس حال مین اوسکے خوف کھانے اور ہیبت زدہ

ہونے کی ہیبت بیان کی اور ساتھہ ہی یہ بھی استدعا کی کہ اے والد بزرگوار صاحب اسرار حضرت آفریدگار سے اوسکے حیات کی زیادتی اور اس بلا سے اسکی خلاصی کے لئے دعا فرمائے کیونکہ انہ ربی سمیع الدعا (پروردگار عالم تحقیق دعا کا سننے والا ہے) ۔ پس حضرت مراقبہ مین سر جھکائے اور بہت دیر تک بحر مکاشفہ مین مستغرق رہے ۔ یہان تک کہ اثر رحم شفقت کا بشرۂ مبارک سے ظاہر ہوا ۔ اسکے بعد حضرت نے سر اوٹھایا لیکن مجھسے کچھہ نہ کہا ۔ اس سے مین سمجھہ گیا اور مجھے اچھی طرح یقین ہوا کہ حضرت کی دعاے بیلے ریا اوس کے حق مین مستجاب ہوئی اور مقام قبولیت مین پہونچی مین پھر اوسی جگہہ لوٹ گیا جس جگہہ اوسکو دیکھا تھا ۔ وہان کیا دیکھتا ہون کہ نہ وہ بھیڑ ہے نہ وہ شور وغل ہے ۔ وہ مرد مذکور طوق اور زنجیرون سے چھٹکارا پاکر نہایت شادمان وخندان اور مفرح الحال و فارغ البال دیس چلا آرہا ہے اور اوسکے ہمراہ نہ اوسکا کوئی وکیل ہے نہ ضامن ہے واللہ اعلم بالصواب

اکیسوین حکایت

حضرت قطب الزمان یگانۂ دوران ولی مالک یوم الدین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ سے نقل ہے ۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے والد قطب الاولیاے عظیم محی العظام باذن اللہ وہی رحیم شیخ زمان علیمی ازان غوث الصمد پیری مرشدی ابی الفتح شمس الدین بندگی شیخ محمد اشرف القادری کے مکان کے صحن مین ایک بیری کا جھاڑ تھا ۔ مین ایک روز

اوس درخت کے قریب گیا تو دیکھا کہ ایک چیل اوسپر بیٹھی ہے۔ وہ زمانہ میرا لڑکپن کا تھا میں ابھی سن بلوغ کو نہ پہونچا تھا۔ کھیل اور بازی کے طور پر ایک ڈھیلا اوسکی طرف پھینکا۔ اتفاقاً وہ ڈھیلا اوسکو لگا وہ درخت سے نیچے گری اور تڑپ کر جان دے دی میں اس فعل سے بہت پشیمان اور اس کام سے نہایت پریشان ہوا کہ کیوں ایک بے گناہ پرندہ کی جان لی اور ناحق ایسے فعل کا مرتکب ہوا۔ میں اپنے پر ملامت کرتے ہوئے اپنے والد بزرگوار کے پاس گیا اور کہا ای حضرت ابا جان میں نے آج اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اپنے آپ کو ماخوذ کرایا ہے۔ حضرت نے مجھسے پوچھا کہ آخر معلوم تو ہو کہ کیا بات واقع ہوئی اور اوسکی کیا وجہ ہے۔ میں نے کہا کہ ایک چیل میرے ہاتھ سے مری وہ اپنی جان اپنے جان بخش کو سونپی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے ناحق کیوں مارا اور اب اُسے کہاں ڈالا ہے؟ میں نے کہا وہیں بیری کے درخت کے نیچے مری پڑی ہے۔ یہ سنکر حضرت خود اٹھے اور جھاڑ کے قریب جہاں وہ چیل مری پڑی تھی آگئے۔ اوسکو بائیں ہاتھ سے اٹھایا اور یہ کہتے ہوئے کہ اس لڑکے نے تجھے مارا ہے اور اوس کے حال پر تعجب کرتے ہوئے آپ نے اپنا سیدھا ہاتھ اوسپر پھیرا۔ اوس شیخ زمان کا دست مبارک پھیرتے ہی وہ مردہ چیل زندہ ہوئی اور خوشی کی آواز کرتی ہوئی اوڑی اور چلی گئی ——

واللہ اعلم بالصواب

بائیسوین حکایت

قدوۃ الانام شیخ ابراہیم سہام القادری الگوکنڈوی سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے ایک روز ارادہ کیا کہ حضرت شیخ مرشدی قطبی ابوالفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہٗ کے شہر کیطرف روانہ ہوون اور آپ کی قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوون - اسی نیت سے روانہ ہوا اور شہر بیدر کی راہ لی - اثناے راہ مین میری عجیب کیفیت ہوئی - مجھپر ایک ایسی حالت وارد ہوئی کہ جس سے میرا وجود گداز ہوا اور مین اپنی ہستی سے غائب ہوا - مجھے خبر ہی نہ تھی کہ مین کہان ہوون اور کون ہوون - مجھے ہر طرف میرے شیخ و مرشد حضرت شیخ محمد قدس سرہٗ نظر آتے تھے - میری انکھون مین انہین کا جلوہ سمایا تھا - ہر شش جہات مین جدہر نظر پڑتی تھی - حضرت ہی حضرت نظر آتے تھے مین نے جس صورت اور جس وضع مین حضرت کو دیکھا تھا وہی وضع اور وہی صورتین ہر طرف نظر آرہے تھے - چنانچہ پہلے ہی دل بیقرار کی آرزو تھی کہ دیدار حاصل ہو - مجھے بھی اشتیاق آپکے پاس لئے جا رہا تھا - اب جبکہ حضرت نظر آنے لگے تو جوش الفت کو ٹھیس لگی اور عشق پنہان بھڑک اٹھا طرب اور بے خودی کی حالت ایسی طاری ہوئی کہ اوسوقت حضرت کی ذات کے مشاہدہ کے سوائے کوئی شئے دکھائی نہ دیتی تھی - بلکہ مجھکو غیر کا وجود ہی معلوم نہ ہوتا تھا - شعر

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری ٭ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

غرض جب میں پھر اپنی حالت میں آیا اور اپنے سے خبردار ہوا تو جسطرف جا رہا تھا اودھر ہی روانہ ہوا۔ تین روز کے بعد حضرت کے شہر میں پہونچا اور جب حضرت کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو اوسوقت حضرت نماز فجر ادا فرمارہے تھے۔ جب آپ نے نماز سے فراغت پائی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ اے خدا کو ایک جاننے والے میں سب سے اول تجھے جتائے دیتا ہوں کہ تو نے مجھے اوس جگہہ راہ میں جس صورت میں دیکھا اوسی صورت میں تجھے ہمیشہ اپنے دل میں دیکھیگا۔ اغرق بقلبک ابدًا (میں ہمیشہ تیرے دل میں رہونگا)۔ لیکن تجھکو چاہئے کہ اس حاصل شدہ واقعہ کو پوشیدہ رکھے کسی کے سامنے اشارتًا اسکا ذکر تک نہ کرے جب تک کہ میں زندہ رہوں میں نے بہی ایسا ہی کیا کہ جب تک حضرت زندہ رہے کسی کو اس واقعہ کی اطلاع نہ دی۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسویں حکایت

قدوۃ الصلحا شیخ راجا محمد الگجراتی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک رات نصف شب گذرنے کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا اور اوس مسجد کے پہلو میں حضرت قطب الانام غوث الباری محی النظام شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہٗ کا حجرہ واقع تھا۔ میں جسوقت مسجد میں پہنچا تو اوس وقت حضرت اپنے حجرہ میں تھے۔ اور دروازہ بند تھا

یکایک مسجد کے صحن مین ایک کوکب تابان اور ستارہ درخشان نمودار ہوا۔ مین نے اوسے اچھی طرح دیکھا۔ وہ ستارہ حضرت کے حجرہ مین گیا۔ بعد ایک ساعت کے پھر باہر آکر اوسی صحن مین کچھہ عرصہ تک گردش کرنے لگا اور پھر حجرہ مین گیا۔ اسی طرح وہ تیسرے بار آیا اور چلا گیا۔ مین یہ کیفیت دیکھہ رہا تھا اور نہایت متحیر تہا۔ جب رات نے اپنا سیاہ ریشمی برقعہ اوتارا تو صبح کا نور چمکا اور عالم دنیا کو منور کرنے کے لئے اُفق سے شہسوار مشرق کے برآمد ہونے کے آثار کچھہ کچھہ ہی نورانی جھلک دکھانے لگے اوسوقت حضرت شیخ حجرۂ مبارک سے باہر تشریف لائے اور نماز فجر کی ادائگی کے لئے قدوم فیض لزوم مسجد تک رنجہ فرماے اور جماعت کے ساتھہ نماز پڑہی۔ جسوقت کہ نماز سے فارغ ہوے تو مجھے اپنے ساتھہ حجرہ مین بلایا مین گیا اور بکمال توجہ اور نہایت ادب سے حضرت کے سامنے بیٹھا۔ حضرت قطبی قدس سرہ نے اپنا عمامہ مبارک پیشانی پر سے اُٹھایا تو مجھکو وہی ستارہ مانند ایک منور چراغ کے روشن حضرت کے سر مبارک پر نظر آیا۔ حضرت نے مجھے فرمایا کہ میری زندگی مین اس واقعہ کی اطلاع کسی کو نہ کرا اور اس واقعہ کی تھوڑی بہی کیفیت ظاہر نہ کر پس مین نے بہی حضرت کی زندگی مین کسی سے نہ کہا واللہ اعلم بالصواب۔

چوبیسوین حکایت

حضرت قدوۃ العلما شیخ ابراہیم تبرگر گوالنڈوی سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے

کہ ایک رات میں مسجد میں ایک جانب بیٹھا تھا اور حضرت شیخ قطب الارض والسما ابو الشیخ شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف الشادری قدس سرہ دوسری طرف تشریف رکھتے تھے۔ میرے اور حضرت کے درمیان کوئی شئے حایل نہ تھی۔ میں نے دل میں کہا کہ اے میرے شیخ تو کون ہے اور تو کس مقام پر ہے؟ ابھی میں نے اپنے دلمیں یہ بات تمام نہ کہی تھی کہ حضرت نے مجھکو فرمایا اور اشارہ ابروے مبارک میری جانب کرکے خطاب فرمایا اور عمامہ پیشانی پر سے اٹھایا۔ میں نے سر مبارک پر ایک ستارہ مانند چراغ کے درخشان تابان دیکھا۔ فی الفور اوسکی طرف سجدہ کیا۔ حضرت نے مجھے بلند آواز سے فرمایا تو ابھی آغاز توحید میں ہے اور ابھی دور پر ہے اور تیرے لئے ابدال کا خطاب ہے۔ جب حضرت یہ فرما رہے تھے تو میں اوسوقت سجدہ میں تہا۔ پھر حضرت نے مجھے فرمایا کہ سر اٹھا۔ میں نے اپنا سر سجدہ سے اوٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر طرف حضرت ہی حضرت نظر آرہے ہیں۔ شش جہات میں کوئی جگہ حضرت کے جلوہ سے خالی نظر نہ آئی۔ حضرت کے سوا کوئی چیز نہ پائی۔ ایک ساعت کے بعد کیفیت بدل گئی۔ اور حضرت شیخ جسطرح میرے سامنے آگے بیٹھے تھے اب بھی بیٹھے ہوئے میرے سے باتیں کر رہے تھے۔ حضرت نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ جب میں نزدیک گیا تو فرمایا کہ تو نے اسوقت جو کچھ دیکھا ہے میری زندگی میں اسکو کسی سے نہ کہیو۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا کہ حضرت کی زندگی میں کسی سے نہ کہا۔

واللہ اعلم بالصواب

پچیسویں حکایت

قدوۃ الصلحا عمدۃ الفضلا مقبول اللہ شیخ عبد اللہ چیپوری علیہ الرحمتہ سے نقل ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت شیخی مرشدی قطب الاولیاء زمان غوث المشائخ اوان المتجلی بہ تجلیات الغاری (جلوہ گر ہونے والے اللہ کے جلوہ گری سے) ابو الفتح شمس الدین مخدوم شیخ محمد بن الشیخ عبد القادری قدس سرہ کے تمام صاحبزادے میرے پاس تشریف لائے اور مجھسے پوچھا کہ اے عبد اللہ ہمارے پدر بزرگوار صاحب اسرار کے پاس تمکو مرتبہ حاصل ہوا اور تمکو حضرت سے بہت التفات بے تکلفی بھی ہے۔ پس تم حضرت کے پاس جاؤ اور آپ سے آپ کے بلند مرتبہ اور عالی درجہ کی نسبت کچھ حال دریافت کرو۔ شاید تمہارے اس استفسار سے ہمارے حضرت الا اپنے مقام کا حال تمپر ظاہر کر دینگے۔ اگر پورا نہ ظاہر کیا تو غالبا اتنا تو ہوگا کہ اپنے احوال سے کچھ کیفیت بیان فرما کے آگاہ کر دینگے۔ انکا یہ ارشاد سنکر میں متفکر ہوا کہ یہ کام مجھسے کیسے ہوگا۔ میں بے ادبی کے لحاظ سے بہت گھبرایا۔ اور اپنے دل میں کہا کہ یہ امر عظیم ہے حضرت قطب کریم سے اسکو کسطرح پوچھوں اور آپ سے کیونکر سوال کردوں اور اپنے دریافت کی کیا وجہ بتلاؤں۔ چنانچہ اسی شش و پنج میں میں نے اس معاملہ کو ٹالنا چاہا اور اسی لئے غفلت و پہلو تہی کی۔ مگر ان حضرات نے میرا پیچھا نہ چھوڑا اور سر ہو گئے۔ مجھے اس کام پر حرص دلائی اور ہمت بڑھائی۔ آخر مجبوراً میں حجرۂ مبارک کی طرف روانہ ہوا۔ پس و پیش کرتا ہوا کچھ عجیب حالت میں جا رہا تھا ایک قدم آگے بڑھاتا تو دوسرے قدم پر اندیشہ کرتا تھا۔ غرض اسیطرح حجرۂ مبارک تک پہونچا۔ اسوقت حضرت کو حجرۂ مطہرہ میں قبلہ

کیطرف رخ کئے ہوئے بٹھایا گیا۔ مین حضرت کے آگے مؤدب دوزانون بیٹھا
حضرت نے مجھسے پوچھا کہ تو کیون آیا ہے اور تیری کیا آرزو ہے مین نے کہا اے
میرے قطب کچھہ دریافت کرنے کے لئے آیا ہون اور خدمت اقدس مین عرض
کرنا چاہتا ہون۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھہ کہنا چاہتا ہے کہہ اور مت ڈر۔ مین نے
عرض کیا اے میرے شیخ اے میرے مرشد مجھے یقین کامل ہے کہ حضرت
کو ولایت اور قطبیت حاصل ہے اور اسمین کسی نوع کا شک و شبہ نہین ہے اور
ہرگز نہ ہونا چاہئے۔ حضرت جن عالی منازل پر ہین ان اعلی مقامات اور درجون
کرامات سے کچھہ مجھہ خاکسار پر اظہار فرمایا جائے۔ تاکہ کسیقدر اوس سے مجھکو
آگاہی حاصل ہو مین ہرگز یہ بات کسی سے نہ کہونگا اور اس سے کسی کو اطلاع
نہ ہونے پائیگی۔ حضرت یہ سنکر خاموش رہے اور بہت وقت تک سکوت
فرمایا۔ اس سے مین سمجھا اور یقین جانا کہ حضرت اپنے احوال اور اسرار
پوری بصیرت رکھتے ہین۔ اور آنکے اظہار کرنے مین اندیشہ فرماتے ہین۔
پس مین نے مغلظ قسمین کھانی شروع کین کہ واللہ باللہ انی لا اقول لاحد
(قسم ہے اللہ کی مین تحقیق کسی سے نہ کہونگا) حضرت نے زبان دربار گوہر نثار
کرامت نشان و معجز بیان سے فرمایا کیا یہہ راز پوشیدہ کرنے اور ایسے اسرار
نہان رکھنے کے قابل نہین ہین؟ مین نے کہا قسم ہے اللہ تعالی کی مین اس
امانت مین خیانت نہ کرونگا اور ہرگز اسکا اظہار کسی پر نہ کرونگا۔ پس اسوقت
حضرت نے جو حجاب کہ میرے اور آپکے درمیان تھا اوٹھا دیا۔ سبحان اللہ
وہ بلند مرتبہ جسکو حضرت نے حاصل کیا تھا مجھکو دکھلایا۔ وہ عالی منزلت

دیکھنی نصیب ہوئی جن کے فیض سے مجھے مستفیض ہونا میری قسمت مین لکھا تھا اور حضرت نے بھی اوس کی چند نعمتین مجھپر نثار فرمائین ۔ جب مین اوس جگہہ سے باہر ہوکر حضرت سے جدا ہوا تو پھر حضرت کے تمام صاحبزادون نے آگھیرا اور مجھسے پوچھنا شروع کیا کہ ہمارے والد بزرگوار کو تم نے کس مرتبہ پر پایا اور کونسے مقام پر دیکھا ؟ مین نے کہا کہ آپ کے والد بزرگوار مفخر الابرار والاخیار نے مجھسے سخت سخت قسمون کے ساتھہ اقرار استوار لیا ہے اُسکے اظہار سے منع کیا ہے اور نہایت سخت تاکید و تہدید فرمائی ہے کہ کسی فرد بشر کو اوسکی اطلاع نہ ہو ۔ پھر صاحبزادون نے فرمایا کہ جب حضرت نے منع ہی فرمایا ہے تو جو کچھہ تمنے دیکھا ہے ہمسے مفصل نہ کہو بلکہ بطریق اختصار تھوڑا سا بیان کرو جس سے اصل رمز عیان ہو اور اس سے ہمارا دل مطمئن ہو ۔ اور اس قطب الانام کے مقام سے ہمین کچھہ آگاہی حاصل ہو مین نے کہا کہ اس زمانہ مین شرق سے غرب تک سوائے آپ کے پدر بزرگوار کے کوئی بڑا نہین ہے جتنے اولیاء اللہ اس زمانہ مین ہین سب پر فوقیت و فضیلت و منزلت انہین کو حاصل ہے اور ولایت مین اللہ تعالی کے پاس ایسا کوئی قریب اور کوئی ذی رتبہ نہین ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

چھبیسوین حکایت

شیخ نظام القادری ہنوری سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مین ایک رات تیسرے پہر بیدار ہوا اور اوس ویران باولی کے نزدیک جو مسجد کے صحن کے

عقب مین واقع تھی اس ارادہ سے گیا کہ اوس کے بازو مین بیٹھکر پیشاب کرون حضرت شیخی مرشدی قطب الجن والانس بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کا حجرہ بھی وہین مسجد کے قریب واقع تھا۔ جسوقت کہ مین وہان پیشاب کررہا تھا یکایک جنات سے ایک جن اُس کوین سے نکلکر مجھپر جھپٹ پڑا اور مانند شیر کے حملہ آور ہوا۔ ہم دونون مانند پہلوانون کے ایک دوسرے سے چمٹ گئے اور کشتی کرنے لگے۔ وہ چاہتا تھا کہ مجھے اوس باؤلی مین گرادے۔ اندر دھکیلنے کے لئے اپنی پوری قوت سے جدوجہد کررہا تھا۔ اسی اثنا مین مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوتی غیب سے پیدا ہوئی اور اوس مردود سرکش جن کے مونہہ پر زور سے لگنے لگی۔ پھر تو مجھے اسنے چھوڑ دیا اور اس کوئین مین گم ہوگیا۔ مین نے اوس جوتی کو دیکھا تو وہ حضرت قطبی قدس سرہ کے نعلین مبارک سے تھی۔ مین نے فوراً اٹھالی اور اوسکو بوسہ دیکر اپنے سر اور آنکھون پر رکھی اور حضرت کے حجرۂ مطہرہ کیطرف روانہ ہوا۔ جب حجرۂ مبارک کے قریب پہونچا تو دہلیز کے قریب دیکھا کہ وہان صرف ایک ہی جوتی رکھی ہے حجرہ کا دروازہ بند تھا اور اندر میرے حضرت شیخ تکیے سے بیٹھے تھے۔ مین نے وہ جوتی وہان دوسری جوتی کے ساتھہ ملا کر رکھدی۔ حضرت کے حجرہ اور اوس ویران باولی کے درمیان تین دیوارین حائل تھین۔ اور ایک سے دوسری دیوار مین درمیانی فاصلہ بھی بہت تھا۔ پس جب رات نے اپنا سیاہ شامیانہ کھولدیا اور سیاہ فرش اٹھا ڈالا۔ اور آفتاب جہانتاب گریبان مشرق کو چاک کرکے بام افق پر ساتھہ عظمت وشان وکر و فر تمام کے

جلوہ افروز ہوکر عالم دنیا کو اپنا نورانی چہرہ دکھا کر اپنے نور سے ہر کہ و مہ کو منور کرنے لگا تو مین حضرت کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہونے کے لئے خدمت اقدس و اعلیٰ مین حاضر ہوا۔ قبل اس کے کہ مین کوئی بات خدمت مبارک مین عرض کرون مسکراتے ہوئے حضرت نے میری طرف نظر کی اور فرمایا کہ یہہ ممکن نہین کہ کوئی اندھیرون مین اوس چاہ کے پاس جائے اور اپنے کو شیاطین کے پنجہ مین نہ پھنسائے۔ وہ ایسے ہی ویران جگہون مین رہتے ہین۔ اور شب کے تیسرے پہر مین کھولدئے جاتے ہین۔

واللہ اعلم بالصواب۔

ستائیسوین حکایت

قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس سرہٗ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ مین نے یہ کیفیت حضرت والد بزرگوار محبوب پروردگار قطب الباری بندگی مخدوم شیخ محمدؒ الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ العزیز سے سنی اور یاد رکھی ہے۔ آپ زبان گوہر فشان و معجز بیان سے فرماتے تھے کہ مین نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ ایک مرد قابل مجھے یہ کہہ رہا ہے اور خبردار کر رہا ہے کہ فلان شخص جسکا نام شیخ محمدؒ ہے عرصہ عنقریب مین مرنے والا ہے۔ تجھکو اسکے جنازہ پر ہرگز نماز نہ پڑھنی چاہیئے اسکو اس سے بے نصیب رکھ کیونکہ وہ آدمی عذاب کیا گیا ہے اور آیندہ بھی عذاب کیا جائیگا۔ اسطرح وہ اپنی سزا کو پہونچیگا۔ تجھکو مفوضہ سکے

جنازہ پر نماز پڑھنی چاہیئے تو ایسے معذب شخص کے جنازہ پر ہرگز نماز نہ پڑھ اگر تو اوسپر نماز پڑھیگا تو حضرت غفور اوسکو بخش دیگا - مگر تیرے خدا کی یہ مرضی نہین ہے - وہ اوس کے معاملہ مین برخلاف ہے - اوسکا حکم نہین ہے کہ وہ بخشا جائے چنانچہ اوسکے لئے وہ عذاب مہیا کیا ہے - اور یہ عذاب اوس شخص سے ٹلنے کا نہین - جب مین بیدار ہوا تو اس خواب کی کیفیت اپنے کل فرزندون سے بیان کی -

اس واقعہ کے روایت کرنے والے حضرت شیخ بدرالدین فرماتے تھے کہ اوس شخص کا مکان حضرت کے آستانۂ مبارک کے ہمسایہ ہی مین واقع تھا - اور وہ آدمی اوسوقت تنومند - تندرست اور زندہ تھا اور کوئی مرض جو اسکی مضرت کا باعث ہو اسکو لاحق نہ تھا - مین اس شخص کی یہ حالت دیکھکر اور حضرت کے خواب کی کیفیت سنکر متحیر ہوا اور اوس پیشوائے دوجہان کے قول سے متعجب ہوا - پس تین روز کے بعد کیا دیکھتا ہون کہ اوس شخص نے کل من علیہا فان (جو اوسپر ہے فانی ہونے والا ہے) کے حکم کی تعمیل کی اور نقد جان قابض الارواح کے سپرد کردیا - اوس کے دوست اور قرابتدار جمع ہوئے اور تجہیز و تکفین کے بعد اوسکا جنازہ حضرت والد قدس سرہٗ کی مسجد مین لے آئے - انہون نے چاہا کہ نماز جنازہ حضرت سے پڑھوائین - کیونکہ آپکا پڑھانا موجب مغفرت تھا - اوسکا جنازہ لاتے ہی حضرت کی پیٹ مین درد ہونے لگا - جب حضرت والد اوسپر نماز پڑھانا چاہتے تو درد زیادہ ہوتا اور بیتاب کردیتا - چنانچہ آپ نماز نہ پڑھا سکے - دوسرے

کوئی صاحب نے نماز پڑھا دی۔ بعد نماز جب آدمی اوسکا جنازہ لے گئے تو اوسوقت حضرت کا درد شکم دفع ہوا ایسا کہ ہوا ہی نہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اٹھائیسوین حکایت

مضمون آنکہ شیخ عبداللہ القادری المجیبوری سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ مین ایک رات حضرت شیخی مرشدی قطب الاولیا رالصمدانی ابی الفتح شمس الدین مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کے حجرۂ مطہرہ کے دروازے کے نزدیک سویا ہوا تھا۔ حضرت اپنے اُس حجرۂ مبارک مین آرام فرماتے تھے مین شب کے تیسرے حصہ مین بیدار ہوا۔ حجرہ کے دروازے کے روزن مین سے جو نگاہ کی تو دیکھا کہ حضرت رو بہ قبلہ بیٹھے ہین اور اُدھر ہی متوجہ ہین حضرت کے آگے ایک شمع جل رہی تھی۔ اوسکے نور سے تمام حجرہ منور معلوم ہوتا تھا اسی اثنا مین مین نے دیکھا کہ ایک کالا چوہا جو بہت ہی سیاہ تھا چراغ کے پاس آیا چراغ کو بجھانے کی کوشش کی اور اوسکو بار بار حرکت دیتا تھا اور چاہتا تھا کہ کسیطرح چراغ کو بجھا کرے۔ حضرت نے اوسکو منع کیا اور اوس فعل سے باز رکھا اُس نے پھر چاہا کہ چراغ کو گل کرے۔ حضرت نے پھر اُسکو منع فرمایا مگر وہ ویسا ہی بار بار دخل دیکر تکلیف دے رہا تھا اور خاطر مبارک کو منتشر اور پریشان کرتا تھا۔ یکایک اوس جگہہ ایک نہایت سفید رنگ کی بلی نمودار ہوئی اور اوس چوہے کو پکڑی اور میری نظر سے غائب ہو کر چلدی۔ اسکے بعد مین نے دیکھا کہ ایک اور بزرگ

اندر تشریف رکھتے ہین اور ہمارے حضرت شیخ اونکے آگے نماز کی نشست کی ہیئت
بزانوی ادب بیٹھے ہین اور ادب کی رعائیتون کو مدنظر رکھکر لوازم تعظیم وتکریم
بجالا رہے ہین ۔ اور بہت ہی بہت تواضع وانکسار ظاہر کر رہے ہین ۔
اوس بزرگ نے حضرت سے کچھہ فرمایا جسکو مین نے سنا مگر بالکل سمجھہ نہ سکا
اور نہ اوسکا مضمون معلوم کر سکا ۔ اوس بزرگ کے حجرہ کے اندر تشریف
لانے سے مجھے نہایت تعجب وحیرت ہوئی ۔ کیونکہ دروازہ بند تھا اور
مین خود وہان بیٹھا تھا جب رات ختم ہوئی اور صبح صادق کے نور سے
سیاہی کافور ہوئی گریبان سحر چاک ہوا ۔ سیارے ایک ایک کرکے
روپوش ہوگئے ۔ چراغ ٹھنڈے ہوئے ۔ شمعین گل ہوئین ۔ اور آفتاب
نے خانۂ مشرق سے بلند ہوکر طرف مغرب کے قدم بڑہایا تو مین قدم بوسی
کے لئے حضرت کے پاس گیا اور یہہ بھی ارادہ کئے ہوئے گیا کہ شب
کے واقعہ کا حال دریافت کرون لیکن حضرت کی ہیبت سے مجھہ مین اتنی
جرائت نہ تھی کہ کچھہ پوچھہ سکون ۔ قبل اس کے کہ مین کوئی بات زبان سے
نکالون خود حضرت نے زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا وہ بوڑہا جو کل رات
تو نے دیکھا ابلیس لعین تھا ۔ وہ اس لئے آیا تھا کہ مجھکو حق جل وعلیٰ
کے شغل سے برگشتہ کرے توجہہ کو اوس راہ سے پھیرے اور دل مین
وسوسہ ڈالے ۔ وہ سفید بلّی اوسکے دفع کرنے کے لئے حضرت قطب الاقطاب
غوث جہانی محبوب سبحانی بندگی مخدوم سید السادات سید محی الدین ابی محمد
الشیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

سکے جانب سے بھوائی گئی تھی اور وہ بزرگ حضرت سلطان الاولیا خود تھے اور اس غرض سے تشریف لائے تھے کہ مجھکو خبر کرین کہ کسطرح آپ نے سفید بلی کو بھیجکر شیطان کو دفع کرایا اور آپنے مجھے یہ بھی بشارت دی کہ مین ہمیشہ تیری اولاد اور تیرے پیرؤون کے دشمنون کو یون ہی دفع کیا کرونگا

واللہ اعلم بالصواب

اونتیسوین حکایت

ذاکر الصالحین سعید الدین شیخ حسین بن حضرت مرشد الکریم بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی بن قطب الآفاق بالاتفاق عالم اسرار نہانی بندگی شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ سے نقل ہے - وہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان المبارک کے ایام تھے - مین ایک رات آخر شب خواب سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ بادلون کے ٹکڑے آسمان پر پھیلے ہوئے تھے - افق سفید و شفاف ابر سے گھرا ہوا تھا - اسی کی سفیدی کچھ کچھ مجھے صبح صادق کے آثار بتائے دیتی تھی - مین نے سمجھا کہ سپیدہ صبح کو ابر نے چھپا رکھا ہے اسلئے اسکا نور اچھی طرح نہین چمکا - مگر رات ختم ہوئی اور صبح اب قریب ہوگی اسی گمان سے مین مسجد مین گیا - اذان دی اور نماز فجر کی تیاری مین مشغول ہوا - بانگ نماز سنکر اصحاب مسجد میرے پاس جمع آئے اور مجھسے کہا کہ تمنے اسوقت اذان کیون کہی ابھی تو رات تھی

باقی ہے۔ یہہ کہکر وہ سب کہانے پینے کیطرف متوجہ ہوئے اور سحری کرنی چاہی۔ مین نے انہین منع کیا اور سحری کہانے سے باز رکہا اور دوڑتے ہوی جلدی سے حضرت جدی قطب زمان قدس اللہ سرہٗ کے خانہ مبارک کیطرف گیا۔ وہان حضرت کو آپنے حجرۂ مطہرہ مین بیٹہے ہوئے پایا۔ مین نے کہا اے حضرت دادا جان احباب مسجد کہتے ہین کہ ابہی رات باقی ہے اور سحری کہانی چاہتے ہین۔ پس حضرت نے فرمایا کہ تو بہت جلد انکے پاس جا اور کہہ کہ اسوقت کچہہ کہائین یا پئین نہین کیونکہ صبح صادق ہو چکی ہے۔ مین مسجد مین آیا۔ جو کچہہ حضرت نے فرمایا تہا انسے کہا۔ مین نے ابہی بات تمام نہ کہی تہی کہ ابر پہٹکر ہرطرف عالم اور جہان صبح کے نور سے منور ہوا۔ حضرت کا قول مبارک تصدیق کو پہونچا اور سب نے بہی تصدیق کی اور کہا کہ قطب الانام نے اپنے باطن سے یہہ معلوم کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تیسوین حکایت

قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین مقبول ملک الباری شیخ ایوب تلواری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تہے کہ مین نے ایک رات خواب مین حضرت قطب الاقطاب سلطان الاولیاء والاحباب غوث الصمدانی بندگی محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کو دیکہا کہ آپ کی ایک چشم مبارک بند اور دوسری

کھلی ہوئی ہے۔ میں آپ کے نزدیک گیا۔ قدم بوسی و لوازم عبودیت بجا لانے کے بعد بانکسار تمام و باادب تمام خدمت اقدس و اعلیٰ میں عرض کیا کہ اے میرے قطب الاقطاب آپ کی چشم مبارک شریف کو کیا ہو گیا ہے؟ کیوں بند فرمائی ہے؟ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس آنکھ میں شیخ محمد قادری کو رکھتا ہوں اسلئے اسکو بند رکھی ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو چاہا کہ یہ واقعہ حضرت قطبی شیخی مرشدی بندگی مخدوم شیخ محمد قادری قدس سرہ العزیز سے عرض کروں اور آپ کو اس سے آگاہ کروں چنانچہ اسی غیبت سے میں حضرت کی خدمت فیضدرجت میں گیا۔ قبل اس کے کہ میں کوئی بات زبان سے نکالوں خود حضرت نے مجھے اوس سے آگاہ کیا اور اوسکو اس معنی میں ظاہر فرمایا۔ لی مقعد صدق عند ملیک مقتدر (مقتدر بادشاہ کے پاس میرے لئے صدق کی ایک نشست گاہ ہے)۔ پس میں سمجھا اور حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے پاس آپکا مقام و مرتبہ معلوم کیا۔ ولا حرمنا من برکات شفاعتہما فی الدنیا والآخرۃ (اور نہ محروم کرے ہمکو ان دونوں کی شفاعت سے دنیا اور آخرت میں)۔

واللہ اعلم بالصواب

اکتیسویں حکایت

حضرت ولی الفاضل الکامل شیخ الاسلام والمسلمین بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت قطب الاقطاب امام

سلطان الاولیاء الکرام قطب الصمدانی سید السادات محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے ایام عرس مین ایک روز حضرت والدی قطب العظام غوث الکرام ولی الباری ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ العزیز نے مجھے زبان مبارک سے فرمایا کہ آدمی جمع ہوئے ہین اور مریدان حضرت قادریہ کے زمرہ مین داخل ہونا چاہتے ہین۔ تو اپنے بھائی شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی کے پاس جا اور اوس سے کہہ کہ وہ میری جگہہ مین بیٹھے اور وہ خود اپنے ہاتھہ سے تمام کو مرید کرے۔ مین اپنے بڑے بھائی کے پاس گیا۔ جو کچھہ حضرت والد قدس اللہ سرہٗ نے مجھسے فرمایا تھا اُنسے کہا۔ حضرت کا یہ ارشاد سنکر اُنہون نے عذر و انکار درمیان لایا اور لوگون کو مرید نہ کیا اور فرمایا کہ مین اس امر عظیم کی لیاقت نہین رکھتا ہون۔ اس بڑے کام کے اوٹھانے کی توانائی مجھہ مین نہین ہے اور نہ اتنی جرأت ہے۔ مین حضرت والد کے پاس گیا۔ جو کچھہ میرے بھائی صاحب نے مجھسے کہا تھا عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تو دوبارہ جا کر اوس سے کہہ۔ غرض مین نے دوسرے وقت بھی جا کر کہا مگر انہون نے قبول نہ کیا اور لوگون کو مرید نہ فرمایا۔ پھر تو حضرت والدی قدس اللہ سرہٗ خود باہر تشریف لائے اور خاص دست مبارک سے سب کو مرید فرمایا اور حضرت قادریہ کے سلسلہ مین انہین منسلک کیا۔ اس واقعہ کے وقوع ہونے کے تین روز بعد میرے بڑے بھائی شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس اللہ سرہٗ میرے پاس تشریف لائے اور مجھسے کہا کہ اے

بھائی شیخ بدرالدین جسوقت حضرت والد نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ لوگون کو مرید کر- مگر مین نے حکم نہ مانا اور مرید نہ کیا تھا اوسوقت سے مین اپنے مین غیب کے واردات پسندیدہ حالات اور ذوق وشوق کے قلبی مکاشفات سے کوئی بات نہین دیکھی- سب باتین گم ہوگئی ہین - مین یکایک ان نعمتون سے محروم ہوگیا ہون - حضرت کا حکم ماننا تو مجھپر ضرور تھا مگر مین نے صرف حضرت کے ادب کی رعایت اور تعظیم کے لحاظ کو مدنظر رکھکے مرید نہ کیا اور اپنے عجز و انکسار سے انکار کیا تھا- اب تم میرے والد ماجد کی خدمت اقدس مین جاؤ حقیقت حال عرض کرکے میری شفاعت کرو اور کہو کہ اوسوقت سے میرے بھائی نے ارشاد مبارک کی تعمیل نہ کی اور حسب الحکم مرید نہ کیا تمام اسرار قلبی گم ہوگئے اور کل حالات دلی دور ہوگئے ہین اب وہ واقعہ گیا گذرا ہوا وہ حضرت کے امر مبارک مین سر تسلیم خم کرنے سے کبھی انکار نہ کرتا مگر صرف حضرت کی بزرگی و آداب کا لحاظ تھا کہ اوسکی تعمیل سے عذر کیا گیا- میرے بھائی کے اسرار و حالات اوسے واپس دیجئے اور اوس سے نظر شفقت علیحدہ نہ کیجئے- غرض مین حضرت کے پاس گیا اور جو کچھ میرے حضرت بھائی صاحب نے مجھسے کہنے کو فرمایا تھا وہ حضرت سے عرض کیا اور کل حقیقت ظاہر کی- حضرت نے مجھے فرمایا کہ اپنے بھائی کو میرے پاس بلا- مین حسب الحکم بلا لایا- حضرت نے اپنا سینۂ مبارک اونکے سینہ سے ملایا اور بھائی صاحب نے جو اسرار کھو دیے تھے وہ سب پائے بلکہ اون سے بھی زیادہ پائے- واللہ اعلم بالصواب

بتیسویں حکایت

صالح ذاکر العاشق مقبول کونین شیخ حسین بن حضرت مرشد الاکرم شیخ ابراہیم بن حضرت قطب زمان یگانۂ دوران ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد ابن [illegible] القادری قدس سرہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک روز ارادہ کیا کہ قرآن مجید حفظ کروں۔ ان ایام میں میری عمر چودہ سال تھی جب میرے حفظ قرآن کی نیت اور ارادہ سے میرے چچا کے بیٹے عارف باللہ ذو الجلال شیخ جمال بن حضرت ولی ذو الاشواق شیخ اسحاق بن حضرت قطبی شیخ محمد الشریف القادری اور برگزیدۂ آفاق شیخ عبد اللہ بن حافظ قرآن قطب الجلیل شیخ اسمٰعیل بن حضرت جدی شیخ محمد القادری قدس سرہم نے اطلاع پائی تو وہ دونوں صاحبزادے میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ ہم بھی حفظ قرآن کرنا چاہتے ہیں اور یہ ارادہ مصمم رکھتے ہیں اس وقت ان دونوں صاحبزادوں کی عمر بارہ بارہ برس کی تھی۔ پس ہم تینوں بھائی جمع ہوئے اور حضرت جد بزرگوار کی خدمت میں گئے۔ جب حضرت کے خانۂ ملاقات اشیانہ میں پہنچے تو آپ کو ہم نے وہاں بیٹھے ہوئے پایا۔ قدم بوسی کے بعد دعا عرض کر کے حضرت سے طالب اجازت ہوئے۔ حفظ قرآن اور اسکی کشائش کے لئے آگے دامن بڑھا کر آپ سے فاتحہ کے لئے ہم نے التماس کی۔ پس حضرت نے اپنی نظر کیمیا اثر شیخ جمال پر ڈالی اور فاتحہ پڑھکر ستحفظ ستحفظ ستحفظ (یعنی قریب ہے کہ حفظ کریگا) تین مرتبہ فرمایا اور پھر

فاتحہ پڑہی - بعدہ شیخ عبد اللہ کی جانب نظر کی اور فاتحہ پڑہکر فرمایا کہ تجہکو بہی
حفظ قرآن حاصل ہوگا اور تیرے ذہن سے وہ بہولا نہ جائیگا - پہر گوشۂ التفات
کو میری طرف پہیرا - کچہہ وقت تک سرنگون ہوکر مراقبہ مین رہے بعد سر
اوٹھاکر مجہسے فرمایا کہ تیرے فرزندون کو حفظ قرآن ہوگا یہ نعمت حق سبحانہ
تعالیٰ تیرے فرزند کو عطا فرمائیگا - اور اسکو حاصل کرنا اوس کے نصیب مین ہے
مین اوس زمانہ مین فرزند نہ رکہتا تہا - بلکہ میری منکوحہ بہی نہ تہی - حضرت
کے اس سخن سے بہت تعجب کرکے ہم تینون وہان سے باہر آئے اور قرآن کو
حفظ کرنا شروع کیا - پس اوس حضرت بندہ نواز کی وفات کے ایک مدت
درازکے بعد اون ہر دو صاحبزادون کو حفظ قرآن میسر ہوا وہ اعلیٰ درجہ کے
حافظ و قاری ہوئے - راوی مذکور کہتے تہے کہ مین جسوقت قرآن شریف
یاد کرنا شروع کرتا تو اپنے مین ہرگز اوسکے حفظ کرنے کا ملکہ نہ پاتا - الحاصل
مینے جو اس نعمت کے حاصل کرنے کی کوشش کی وہ لاحاصل ہی ثابت ہوئی
مین بالکل قدرت نہ پاسکا - یہان تک کہ مین جوان ہوا - اور ایک عورت
سے میرا نکاح ہوا - خدا تعالیٰ نے مجہے ایک لڑکا عطا فرمایا اوسکا نام
مینے محمد رکہا اور حضرت کے ہمنام گردانا - جب وہ نو برس کا ہوا تو
اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کلام اللہ حفظ کیا اور حافظ و قاری ہوا - حضرت کا
قول مبارک ہم تینون کے حق مین صحیح ہوا اور تصدیق کو پہونچا -

واللہ اعلم بالصواب

تینتیسوین حکایت

قدوۃ الصلحا حافظ علی ابن شیخ حسان کو ہیری سے نقل پہونچی - فرماتے تھے کہ ایک روز مین اور میرے والد حضرت قطب الابرار عالم اسرار غوث وقت الصمدانی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے - مین اوس زمانہ مین کودک صغیر تھا - جب ہم خدمت مین پہونچے تو اوسوقت حضرت اپنی مسجد مین تشریف رکھتے تھے - اور حضرت کے مریدون سے بہت سے علما - صلحا اور فقرا آپ کے گرد بگرد بیٹھے تھے - ہم بھی حضرت کے آگے نہایت تواضع اور بہت ادب سے بیٹھے اسوقت حفظ قرآن کرنے کا خطرہ میرے دل مین گذرا اور اسکا ارادہ مصمم ہوا - پس مین اس خیال سے حضرت کے نزدیک ہوا کہ آپ سے عرض کرکے اوسکی اجازت حاصل کرون - یہان تک کہ حضرت نے میری طرف نظر کی اور اپنی توجہ میرے حال پر مبذول فرمائی - قبل اس کے کہ مین کوئی بات عرض کرون خود حضرت نے زبان گوہرفشان سے فرمایا اے شیخ حسان یہ بچہ تیرا بیٹا ہے ؟ والد نے جواب دیا ہان قطب الاعظم فرمایا کہ یہہ تیرا فرزند قرآن حفظ کریگا اور حافظ ہوگا - وہ جب تک زندہ رہیگا اوس سے قرآن بھولا نہ جائیگا - حضرت کے یہ فرماتے ہی مین خود اٹھہ کھڑا ہوا اور فاتحہ کے لئے حضرت کی طرف دامن بڑہایا - حضرت نے فاتحہ پڑہی اور میرے لئے دعا فرمائی - پس مین جب جوان ہوا تو لشکر مین بھرتی ہوا

اور حفظ قرآن کی طرف کچھہ توجہہ نہ کی - اسی طریق پر میرے بہت سے سال اور بےشمار مہینے گذر گئے - ایک روز حضرت کا قول مبارک مجھے یاد آیا - تو اپنا پیشہ لشکری چھوڑکر قرآن یاد کرنا شروع کیا اللہ تعالی کی توفیق سے تھوڑے ہی عرصہ مین حفظ مجھکو نصیب ہوا اور مین حافظ قران ہوگیا - اوسوقت حضرت رحلت فرما چکے تھے اور دار نعیم مین اپنے محبوب قدیم کے پاس پہونچ گئے تھے - مین اسوقت تک قرآن بھولا نہین ہون وہ مجھے اچھی طرح حفظ ہے - فذکرت صادق قولہ (پس یاد کیا مین نے اوس کے قول کی سچائی کو) واللہ اعلم بالصواب

تیسوین حکایت

منقول آلہ شیخ عبداللہ القادری المغربی سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے شہر مین قرآن مجید کے بیس ۲۰ پارے یاد کئے تھے - اور آخر کے دس ۱۰ پارے ہرچند حفظ کرنے کی کوشش کرتا لیکن انکے یاد کرنے کی اپنے مین قدرت نہین پاتا تھا - اور ہرگز قادر نہ ہوسکا - یہان تک کہ مین نے اپنا شہر چھوڑا اور اللہ تعالی کے شہرون مین سفر کرتے ہوئے سیر کرنے لگا - میرا ارادہ تھا کہ کسی اہل اللہ قادری کو پاؤن اوسکے ہاتھہ پر بیعت کرکے اوسکا مرید ہوجاؤن جب دکن کے شہرون سے شہر بیدر مین پہونچا اور اندر داخل ہوا تو ایک مرد نورانی مظہر آثار سبحانی باساتھہ تمام ہیبت و شان و عظمت کے میرے سامنے آیا اور کہا اے عبداللہ جا اور شیخ محمد سے ملاقات کرکہ وہ ولی اور قادری ہے - اوسکے میرا نام لیتا سننے سے مجھے تعجب ہوا کیونکہ مین اوسے

پہچانتا نہ تھا اور نہ کبھی دیکھا کہیں تھا۔ پس حضرت کے خانۂ ملائک آشیانہ کی طرف میرا گذر ہوا۔ میں نے حضرت کو آپ کی خانقاہ میں بیٹھا ہوا پایا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے مجھ پر نظر کی اور فرمایا تو اپنے ارادہ سے نہیں آیا ہے بلکہ حضرت قطب الاقطاب سلطان الاولیاء والاحباب غوث الصمدانی سید السادات محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی اجازت و اشارہ سے یہاں پہنچا ہے۔ وہ حضرت میرے شیخ ہیں اور میں قادری ہوں۔ پھر مجھسے فرمایا کہ ایک طرف بیٹھ۔ میں بیٹھ رہا۔ ایک ساعت کے بعد حضرت نے مجھ کو اپنے نزدیک بلایا۔ بزرگان سلف کی طریق پر ارشاد فرما کر مرید فرمایا اور ٹوپی میرے سر پر رکھی۔ میں حضرت کا ملازم ہوا اور خدمت شریف میں رہا کرتا تھا اور قرآن کے حفظ کرنے کی نیت مہینوں سے میرے دل میں تھی۔ یہاں تک کہ رمضان المبارک کا چاند آسمان پر ظاہر ہوا اور اپنے نور سے روئے جہان کو منور کیا۔ اوس وقت حضرت قطب الجلیل بندگی شیخ اسمٰعیل قدس سرہٗ کے صاحبزادے حاضر نہ تھے اگر وہ ہوتے تو نماز تراویح ختم قرآن کے ساتھ انکی متابعت میں گذاری جاتی کیونکہ وہ حافظ قرآن تھے۔ حضرت شیخی مرشدی بندگی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ العزیز نے مجھسے پوچھا کیا تجھے قرآن حفظ ہے؟ میں نے جواب دیا اے میرے شیخ مجھے صرف بیس پارے یاد ہیں۔ دس اجزائے آخری کو بھی ہرچند حفظ کرنا چاہا لیکن اپنے میں اسکی قدرت نہ پائی یہ سنکر حضرت نے مجھے

فرمایا کہ میرے نزدیک آ۔ مین گیا۔ آپ نے فرمایا منہہ کہول۔ مین نے منہہ کہولا اسوقت آپ نے میرے منہہ مین کچھہ پڑھکر دم فرمایا اور لعاب مبارک کا کچھہ اثر میرے حلق مین پہونچایا۔ اوسیوقت خدائے تقدس تعالی نے مجھے قدرت بخشی۔ جملہ دس پارے بقایہ مین سے ہر روز ایک پارہ یاد کرتا اور اچھی طرح حفظ کر لیتا تھا اور اوسی رمضان مبارک مین نماز تراویح مین پورا قرآن پڑھا۔ واللہ اعلم بالصواب

پینتیسوین حکایت

ان ہر تین بہائیون شیخ الصالح المعی پسندیدہ افعال شیخ جمال و شیخ الکامل و خیر الفاضل مقبول ملک یوم الدین شیخ شمس الدین اور شیخ العارف باللہ تعالی شیخ علیلی غفر اللہ عنہم سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنی والدہ منکوحہ حضرت شیخ العارف باللہ الرزاق بندگی شیخ اسحاق بن حضرت قطب الصمدانی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس اللہ سرہ سے سنا ہے اور یاد رکھا ہے۔ وہ فرماتی تہین کہ ایک روز حضرت سرور اولیا مرجع الاتقیا محبوب صمد شیخ محمد قدس اللہ سرہ اپنے مکان کے برآمدہ مین تشریف رکہتے تھے اور مین اندر مکان مین تھی۔ مین نے حضرت کے آگے ایک تیغ رکہی دیکہی۔ دل مین کہی کہ حضرت کو لوگ خدا کا ولی کہتے ہین اور اسرار کا جاننے والا سمجھتے ہین۔ اگر حضرت نے وہ تیغ میرے پاس بہجوایا اور مجھے دیدیا تو جب مین تحقیق جانون گی کہ آپ کو ولایت قطبیت

ضرور حاصل ہے یہ بات مین نے ابہی اپنے دل مین تمام نہ کہی تہی کہ حضرت کی نیک بخت خادمہ زینب میرے پاس آئی اوس نے پوچہا کہ تمہارے بیٹے شمس الدین کہان ہین ؟ انکے حضرت دادا جان نے انہین یاد فرمایا ہے اور اپنے پاس بلایا ہے - جہان لڑکا تہا مین نے اوسے اوس جگہہ کا نشان دیا اور دکہا بہی دیا - پس وہ خادمہ مذکورہ اسکو حضرت کی خدمت مین لے گئی بعد ایک ساعت کے میرا بیٹا شمس الدین وہی ترنج میرے پاس لیے ہوئے آیا اور کہا کہ میرے حضرت جد بزرگوار مظہر اسرار نے تمہارے پاس بہیجا ہے اور مجہے فرمایا ہے کہ تو اپنی والدہ سے کہہ کہ انی راضی عنک (مین تجہسے راضی ہون) مین اس فعل سے نہایت متحیر و متعجب ہوئی اور حضرت کی ولایت و قطبیت کا اقرار کیا اور یقین جانا کہ آپ صاحب باطن ہین

والله اعلم بالصواب

چھتیسوین حکایت

مقبول ذوالمنن شیخ علی سے جنکو علی قریشی بہی کہتے ہین نقل ہے وہ کہتے تہے کہ میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ مین مرید اوس شخص کا ہوجاؤن جو مجہے کہے کہ تو میرا مرید ہے - اسی خواہش کو دل مین لیے ہوئے کئی شہرون مین سفر کرتا - اور جابجا پہرتا تہا - جو کوئی مرشد کامل اور شیخ واصل کا پتہ بتاتا مین وہان پہونچتا اور اوس سے ملاقات کرتا تہا چنانچہ اسی حالت مین بارہ برس گذرے مرشد کی طلب مین اتنی مدت تک کہان سے

کہاں پھرتا رہا مگر اپنی مراد کے موافق کسی کو نہ پایا۔ یہاں تک کہ جب حضرت گنجینۂ اسرار توحید و خزینۂ نکات تفرید قطب العظام مرشد الخاص والعام محیی الغنی الباری شمس الدین ابوالفتح شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہٗ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ مخلوق سے سنے، تو حضرت کے پاس آیا۔ حضرت مسجد مین تشریف رکھتے تھے۔ بہت سے حضرت یزدان کے طالب اپنے سر نیچے کئے ہوئے عالم مراقبہ مین ڈوبے ہوئے نہایت تواضع اور توجہ کے ساتھ حضرت کے گرد برگرد باادب بیٹھے تھے۔ حضرت کی وجاہت و ہیبت دیکھتے ہی میرا دل دھڑکا اور میرے سینہ کی ہڈیاں پارہ پارہ ہو کر گرنے کو ہوئین۔ جب مین نزدیک پہونچا تو حضرت نے اپنی زبان مبارک سے مجھے فرمایا کہ تو میرا مرید ہے۔ مجھ سے مرید ہو۔ یہ سنتے ہی مین حضرت کے پائے مبارک پر گرا آپ نے مجھے مرید کیا اور اپنے دست مبارک سے قادریہ کی ٹوپی میرے سر پر رکھی اور تمام اذکار قادریہ و شطاریہ۔ جلسے و مراقبے انکی سوا اور بہت سی باتوں کی مجھے تعلیم دی مین نے زمانے کے تمام مشائخون مین بابت کرامات جلیہ و مقامات علیہ مین کسی ایک کو بھی حضرت کے برابر نہ پایا حضرت اپنی آپ نظیر تھے فی الحقیقت مین نے کسی کو ایسا صاحب کمال نہین دیکھا۔

واللہ اعلم بالصواب

ستائیسوین حکایت

مفخر الانام شیخ محمد بن شیخ نظام القادری الہتنوری سے

نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے والد شیخ نظام سے (جنکا ذکر اوپر آچکا ہے) سنا اور یاد رکھا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ مین اپنے دل مین یہ ارادہ کئے ہوئے تھا کہ مین یون ہرگز کسی کا مرید نہونگا۔ جب تک کہ وہ خود اپنی صورت مجھے خواب مین نہ دکھائے اور مجھے تو مرید میرا ہے نہ کہے میرے باپ اور دادا چشتی تھے۔ اور عقیدہ چشتیہ سے بہت خلوص رکھتے تھے۔ اسی ارادہ مین میرے دن گذرے اور ایک زمانہ انصرام کو پہونچا ایک رات مین نے ایک مرد مہیب کو خواب مین دیکھا چنانچہ مین اوسکے دیکھنے کی ہرگز تاب نہ لاسکا۔ اُسنے مجھسے کہا کہ تو میرا مرید ہے اور اسی خواب مین اُسنے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مرید کیا۔ جب مین نیند سے چونکا اور خواب سے بیدار ہوا تو میرے مرید کرنے والے کی صورت مجھہ سے بھولی نہ گئی وہ ہمیشہ میری پیش نظر رہتی تھی۔ مین نے اپنے شہر مین کسی کو اس صورت کا نہ پایا۔ یہان تک کہ مین شہر بیدر مین آیا۔ یہان بہت سے چھوٹے بڑے مشایخ دیکھے۔ اکثر مشایخون سے ملاقاتین بھی کین لیکن کسی کو اس صورت وہیئت کا جسکی شباہت مین نے خواب مین دیکھی تھی نہ پایا۔ یہان تک کہ ایک کہنے والے نے غیب سے ندا دی اور اس بات کو ظاہر کیا کہ اگر تو ایسے مرشد کو چاہتا ہے جو بحر وحدت مین ڈوبا ہوا ہو اور ایسے شیخ کو تلاش کرتا ہے جو آتش محبت مین جلا ہوا ہو تو تُو شیخ محمد قادری کے پاس جا اور آپ سے ملاقات کر کہ وہ اس زمانہ کے شیخ عظیم اور با

لد قطب کریم ہیں ۔ پس میں حضرت کے مکان کیطرف روانہ ہوا جب وہاں پہونچا تو حضرت کو اپنی مسجد میں بیٹھے ہوئے پایا اور فقرا ۔ صلحا اور علما کی ایک کثیر جماعت حضرت کے گرد بیٹھے دیکھی ۔ ان میں سے کسی نے مجھے نہ پہچانا ۔ جب میں نزدیک پہونچا تو ان میں اپنے چچا شیخ بڈہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا ۔ جب میں نے قطب الانام شیخ العظام بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری کیطرف نظر کی تو بعینہ وہی صورت دیکھی جو اوس رات خواب میں دیکھی تھی میرے چچا شیخ بڈہ نے میری جانب اشارہ کر کے حضرت سے کہا کہ اے قطب الانام عالی مقام یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے حضرت نے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہہ تو میرا مرید ہے ۔ میں نے اسکو اپنے ہاتھ سے پکڑا ہے اور دینی کاموں میں اسے تائیدی ہے ۔ یہ کہکر حضرت نے مجھے اپنے نزدیک بلایا ۔ بزرگان سلف کے طریقہ پر ارشاد فرمایا ۔ قادریہ کی ٹوپی مجھے پہنائی اور تمام اذکار و مراقبات و جلسات کی مجھے تعلیم دی اسوقت سے میں حضرت کا ملازم ہوا اور آپکی خدمت میں رہکر بہت سے فوائد حاصل کئے ۔ اس زمانہ میں کسی کو بھی ولایت میں حضرت کے برابر نہ دیکھا حضرت اپنے آپ ہی نظیر تھے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

اڑتیسویں حکایت

قدوۃ الصادقین برگزیدۂ درگاہ یاہو میاں بابو المخاطب بہ اشرف خان بن قاضی فرید تلواری سے نقل ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ ایک روز میں اسنے

ارادہ کیا کہ شہر بیدر جاؤں اور وہاں سید ابوالحسن رحمتہ فرزند دلبند اوّل آپ مخدوم المخادیم شیخ العظیم ولی کارساز بندگی مخدوم سید محمد گیسو دراز الحسینی قدس سرہ کے اولاد سے تھے اور آدمیوں کو ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی نیت سے میں روانہ ہوا اور آپ کے شہر کی راہ لی۔ جب میں اوس شہر کے دروازے پر پہونچا تو میرے دل میں حضرت قطب الآفاق بالاتفاق صاحب حالات والکرامات بندگی شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کی ملاقات کا خطرہ گذرا۔ میں نے ارادہ کیا کہ پہلے اس مرشد الابرار کے دیدار فیض آثار سے مشرف ہولوں۔ کیونکہ حضرت کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ عالم دنیا کی افواہ سے بہت سنے تھے۔ لیکن حضرت کو دیکھا نہ تھا۔ اور شرف پابوسی سے مشرف نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت کے دیدار کا اشتیاق غالب آیا۔ اور میں حضرت کے ہی دولت سرائے کیطرف روانہ ہوا۔ جب در دولت پر پہونچا تو حضرت کو وضو کرتے ہوئے پایا۔ ایک خادم پانی کا ظرف ہاتھ میں لئے کھڑا تھا اور حضرت شیخ کے دست مبارک پر پانی ڈال رہا تھا۔ پس میں نے اپنے دل میں نیت کی کہ اگر حضرت پانی کا ظرف جسکو خادم لئے کھڑا پانی ڈال رہا ہے مجھے دلوادیں اور دست مبارک پر مجھے پانی ڈالنے کو فرمائیں تو میں حضرت مرید ہونگا اور اپنے کو سلسلہ قادریہ میں منسلک کراؤنگا۔ یہ بات میرے دل میں ابھی تمام نہ ہوئی تھی کہ اس حضرت بے نظیر روشن ضمیر نے مجھے اپنے نزدیک بلایا اور وہ آپ ظرف جسکو خادم لئے ہوئے تھا مجھے دلوایا اور

اپنے دست مبارک پر پانی ڈالنے کو فرمایا۔ مین اوسیوقت اطاعت مین سرِ تسلیم خم کیا اور اسکو اپنی سرفرازی و کامرانی سمجھکر ویسا ہی کیا جب تک حضرت نے وضو ختم نہ کرلیا مین نے وہین اقامت کی۔ اور پانی ڈالتا رہا۔ غرض جب حضرت نے وضو اور نماز سے فراغت پائی تو مجھے اپنے نزدیک بلاکر بٹھایا اور پوچھا کیا تو مرید ہونا چاہتا ہے؟ مین نے جواب دیا ہان اے قطب الامم۔ پس حضرت نے مجھے اپنے دست مبارک سے پکڑ کر مرید کیا بزرگان سلف کے طریق ارشاد فرمایا اور تمام اذکار و اوراد کی تعلیم دی الحمد للہ الذی جعلنی مریدہ (شکر ہے اوس اللہ کا جس نے گردانا مجھکو اوسکا مرید) واللہ اعلم بالصواب۔

انتالیسوین حکایت

صالح الذاکر الشاغل شیخ ایوب تلواری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ جب مین نے حضرت قطب الانام غوث الکرام مفخر الاولیا بر الزمانی ابی الفتح شمس الدین محمد الشرف القادری الملتانی قدس سرہٗ کے دست مبارک سے خرقۂ خلافت پہنا تو وہین چند روز حضرت کی ملازمت مین رہا مین ایک رات کچھ خواب اور کچھ بیداری کی حالت مین تھا۔ اسوقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کے بلند مقام سے مین نے ایک آواز سنی۔ ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سلطان الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین ابی القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم اور شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ پر ولایت ختم ہے۔ اور تمام انبیا حضرت سلطان الانبیاء

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر فخر کرتے ہین کہ آپ اُمّتی ہین اور تمام اولیا اللہ تعالیٰ حضرت شیخ محمد قادری ولی زمانہ پر ناز کرتے ہین کہ آپ جیسے ولی اللہ تعالیٰ اون مین موجود ہین۔ پس جب مین جاگا اور نیند سے بیدار ہوا تو حضرت کا اعلیٰ درجہ اور بلند مرتبہ معلوم کیا۔ مین نے چاہا کہ اس واقعہ کی حضرت کو اطلاع دون اور آپ کو اوس مرتبہ سے آگاہ کرون۔ مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ قبل اس کے کہ مین کوئی بات عرض کرون حضرت نے مجھے فوراً ہی اوس کے اظہار سے منع فرمایا اور تاکید کے طور پر مجھکو ہدایت کی کہ خبردار میری زندگی مین اس واقع کو کسی سے نہ کہنا واللہ اعلم

بالصواب

چالیسوین حکایت

وہی مذکورہ بالا شیخ ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ جب حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قدوۃ العارفین مرشد الخلایق ولی الغنی الباری شیخ جلال القادری البرہانپوری ایک جماعت کثیر کے ساتھ جسمین بہت سے آدمی۔ پیادے اور سوار شامل تھے شہر بیدر مین آگئے اور آپ نے حضرت قطب الانام غوث الکرام المتجلی بتجلیات الغافری (جلوہ گر ہونے والے اللہ کی جلوہ گریون سے) ابی الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ کے خانۂ ملائک آشیانہ مین نزول فرمایا تو میرے دل مین یہ خطرہ پیدا ہوا اور یہ خیال جاگزین ہوا کہ یہ دونون حضرات حضرت

بشیخ العارفین مرشد المفردین قطب العالمین مخدوم شیخ بہاء الدین القادری الانصاری الدہلوی الدولت آبادی کے خلیفے ہین۔ پس ان دونون بزرگوار صاحب اقتدار ہین سے اللہ بزرگ و برتر کے نزدیک کسکو بزرگی و برتری زیادہ حاصل ہے مین نے اس نیت کا ارادہ کیا اور اسی خیال سے سو گیا۔ مین نے خواب دیکھا کہ ایک آدمی کہتا تھا کہ کہان شیخ محمدؒ اور کہان آپکا فضل۔ خداوند ان قرب و ولایت سے اللہ تعالی عزوجل کے نزدیک آپ سے بڑھکر کسی کو رسائی نہین ہے کوئی آپکے مانند ہرگز پہونچ نہین سکتا۔ اور شیخ جلال کو ابھی کچھ دنیا کی خواہش باقی ہے اور وہ بند عقبا مین گرفتار ہین۔ جب مین بیدار ہوا تو پروردگار کے نزدیک اُس حضرت کی منزلت معلوم کی اور خدمت کی ملازمت کو بخوبی سمجھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اکتالیسوین حکایت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بندگی مخدوم شیخ بڈاالدین نور اللہ مرقدہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ مین ایک روز حضرت والدی قطب العظام مفخر الانام شیخی مرشدی ابی الفتح شمس الدین بندگی شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے حجرہ مقدس مین چلا گیا۔ وہان حضرت کو قبلہ کی طرف متوجہ بیٹھے پایا۔ اور ایک عورت جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھی حضرت والد کے آگے دست بستہ کھڑی ہوئی دیکھی۔ میرے اندر قدم رکھتے ہی فوراً وہ عورت فرار ہوئی۔ حضرت نے اوسکو پکڑنے کے لئے مجھے حکم فرمایا۔ وہ میرے آگے سے

بھاگتے ہی میں اوسکا پیچھا کیا اور تعاقب میں دوڑا۔ جب میں نے اپنا ہاتھ اوسپر مارا تو اوسکے کپڑے کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں رہا اور وہ نظر سے ناپدید ہو گئی میں اس کپڑے کے ٹکڑے کو لئے ہوئے حضرت قدس اللہ سرہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ آپ نے زبان دربار گوہر نثار سے مجھسے پوچھا کیا تو اس عورت کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ عورت دنیا تھی وہ ہر روز میرے پاس آتی ہے اور گڑگڑا کر مجھسے کہتی ہے کہ تم مجھے قبول کرلو اور اختیار کرو۔ اسکے بعد آپ نے اپنا ہاتھ داڑھی مبارک پر پھیر کر فرمایا کہ جب تک میں محمد قادری زندہ ہوں۔ ہرگز وہ اور میں ایک جا نہیں ہونگے اور مجھکو اسی قدر واسطے روزگار کے کافی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

بیالیسویں حکایت

میرے پیر و مرشد حضرت داداجان بندگی شیخ بدرالدین مذکور قدس سرہٗ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت والدی قطب الباری شیخ محمد الشریف القادری واسطے زیارت کے ایک مقبرہ کیطرف روانہ ہوئے آپ تفریح کرتے ہوئے تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کے ہمراہ فقرا۔ فقہا اور صلحا کی ایک کثیر جماعت تھی اور میں بھی تھا۔ جسوقت حاکمۂ زمان بی بی ریحان رحمۃ اللہ علیہا کے قبر پر پہنچے تو حضرت اس جگہہ ایک طویل عرصہ تک کھڑے رہے۔ اور ہم تمام آپ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے رہے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو ہم نے اس قطب الانام سے اس طول قیام کا

سبب پوچھا ۔ حضرت والد نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مین نے قبر مین بی بی کو دیکھا کہ وہ اوسوقت قرآن کی تلاوت کر رہی تھین ۔ ایسی حالت مین مین نے نہ چاہا کہ قرآن کے ادب کی رعایتون کو ترک کرون اور یون ہی چھوڑ دون ۔ اس لیے مین نے توقف کیا ۔ اور جب بی بی نے اپنا وظیفہ تمام کیا اور قرآن مجید کو گرا دیا تو اوسوقت مین پھرا اور وہان سے مراجعت کی ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

تینتالیسوین حکایت

قدوۃ الصادقین حاجی علاؤ الدین علیہ الرحمۃ سے نقل ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے دل مین نیت کی اور یہ ارادہ کیا تھا کہ مین مرید اوس شخص کا ہونگا جو مجھے قبل از استماع میرے نام سے بلائے ۔ چنانچہ اسی آرزو مین میرا ایک زمانہ گذرا ۔ مین اس خواہش مین اللہ تعالی کے ملک مین سفر کرتا پھرتا تھا ۔ اور جس جگہہ کسی بزرگ کا نام سنتا وہان جاتا اور اوس سے ملاقات کرتا تھا ۔ لیکن کسی کو بھی اپنی مطلب کا نہ پایا ۔ یہان تک کہ حضرت سلطان العارفین قطب الواصلین ولی الباری بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سنے ۔ پس مین حضرت کیطرف روانہ ہوا ۔ جب مین حضرت کی خدمت اقدس اعلی مین پہونچا تو آپ نے مجھے میرے نام سے پکارا اور میری نیت اور دلی ارادہ کا اظہار بھی فرمایا ۔ مین نے حضرت کو جیسا سنا تھا اوس سے سو درجہ بہتر پایا ۔ علاوہ اسکے اور بہت سی خوبیان آپ مین دیکھین جو کبھی سنی

نہ تھین - پس مین ایسے مرشد کامل کے ملنے سے بہت خوش ہوا اور حضرت صمدیت کا شکرانہ بجالایا - مین مرید ہونے کے لئے حضرت کے نزدیک گیا - مگر آپ نے اس سے انکار کیا اور مرید نہ فرمایا اور یہ کہا کہ تیرے پیر مکہ معظمہ مین ہین مین آپ کے اس سخن سے متحیر ہوا - مین اسوقت مکے کا قصد نہ رکھتا تھا کیونکہ مین تیار نہ تھا اور روانگی کے اسباب بھی سر دست دکھائی نہ دیتے تھے - بارے کچھ روز مین نے اس خداوند کی بندگی مین گذارے یہانتک کہ خدا کے کرنے سے مجھے حجاز سفر کا اتفاق ہوا اور میرا مقصود مجھے حاصل ہوا پس مین حاجیون کے ہمراہ روانہ ہوا - مکہ پہونچکر حج ادا کیا اور وہین اپنے پیر کو پایا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا - مین مرید ہوا اور وہان سے واپس ہوکر حضرت کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا صدق قولہ فیما قال (سچ ہوئی انکی بات جس امر مین کہی تھی) -

واللہ اعلم بالصواب

چہالیسوین حکایت

حضرت مرشد الکریم مخدوم المخادیم بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی نور اللہ مرقدہ سے نقل ہے - یہ حکایت آپ نے اپنے حضرت والد سے سنی تھی - آپ فرماتے تھے کہ میرے کار خیر کے لئے حضرت والد مظہر انوار الٰہی مخزن اسرار نامتناہی قطب الباری شمس الدین شیخ محمد المعروف [illegible] قدس اللہ سرہ نے مخدوم فیض لزوم گلبرگہ شریف تک رنجہ فرمائی

اور وہان پہونچکر ایک منزل مین نزول کیا بعد حضرت ولی کارساز بندگی مخدوم سید محمد گیسو دراز نور مرقدہٗ کی زیارت کا قصد آپ نے فرمایا۔ اور حضرت موصوف کی گنبد کی طرف روانہ ہوے۔ اسوقت بہت سے آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ جب گنبد کے دروازے پر پہونچے تو آپ نے ایک قدم مبارک دروازے کے اندر رکھتے ہی فوراً زیارت نہ کرکے پانون باہر کھینچ لیا اور پچھلے پانون واپس ہوئے۔ لوگون نے اس بازگشت کا سبب پوچھا تو آپ نے زبان گوہر فشان سے اسطرح فرمایا کہ جسوقت مین نے اندر قدم رکھا تو دیکھا کہ اوسوقت حضرت کی روح پرفتوح قبر مین حاضر نہ تھی۔ اوس جگہہ سے رب تعالی کی طرف گئی تھی بعد واپسی کے وقت آپ قدوۃ الصالحین عمدۃ الکاملین مقبول الہ شاہ یداللہ قدس اللہ سرہٗ کی گنبد مین گئے۔ اور اسوقت اونکی روح کو قبر مین حاضر پایا۔ آپ اونکی زیارت مین مشغول ہوئے۔ پس شاہ یداللہ کی روح قبر سے ظاہر ہوئی اور آپ پر منکشف ہوتے ہی آپ نے بھی قالب شریف سے اوپر اپنی روح مبارک کا پرتو ڈالا پھر حضرت اونکی ملاقات مین متوجہ ہوئے اور گوشۂ خاطر اونکی طرف رجوع فرمایا اتنے مین آپ یکایک کیا دیکھتے ہین کہ امام العشاق والعرفا حضرت سلطان الاولیا قطب الاقطاب مرجع الاصفیا امام المتقین محبوب سبحانی سید محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کا نور بالیقین قبر سے ظاہر ہوا۔ شاہ یداللہ کا نور اس نور کے شعاع کی پرتو سے نیست ہوکر چلا گیا۔ اور حضرت سلطان الاولیا اوسوقت یہ الفاظ یا بنیّ الیّ الیّ۔

(اے میرے بیٹے آ میری طرف) کہتے ہوئے ظاہر اور بجنسہ آپ اپنی صورت میں حاضر ہوئے۔ پس حضرت والدی بندگی شیخ محمد فرماتے تھے کہ میں ادھر شاہ یداللہ کی طرف ملتفت تھا حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کو دیکھتے ہی ادھر سے پلٹ کر آپ کی طرف متوجہ ہوا اور حضوری کے شرف سے مشرف ہو کر واپس آیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پینتالیسویں حکایت

حضرت ولی ذوالاشواق مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ جب میرے چچیرے بھائی شیخ فتح اللہ بن شیخ احمد بن مخدوم شیخ ابراہیم علیہم الرضوان والغفران بیمار ہوئے تو میرے والد حضرت قطب الباری بندگی شیخ محمد الشریف القادری اپنے بھتیجے کے لئے بہت غمگین ہوئے۔ کیونکہ آپ انکو بہت دوست رکھتے تھے۔ اور آپس میں نہایت الفت تھی۔ حضرت نے مجھے بلا کر فرمایا کہ آپکے لئے مشغول ہو کر دیکھو کہ انکی کیا کیفیت ہے اور کیا ظاہر ہوتا ہے۔ مجھے یہ کہکر ادھر آپ بھی مکاشفہ میں مشغول ہوئے اور میں اُس ذوالمنن کے حسب ارشاد اس حال کے معلوم کرنے میں متوجہ ہوا۔ میں نے غیب سے آواز سنی کہ ایک کہنے والا کہہ رہا تھا اور اسم جلال تھا در پیر کمال کی تسبیح یا ممیتُ یا ممیتُ (اے مرنے والے اے مرنے والے) پڑھ رہا تھا۔ پس یہ کیفیت مشاہدہ کرتے ہی میں اپنے والد کے پاس گیا اور جو کچھ سنا تھا خدمت

مبارک مین عرض کیا ۔ مگر حضرت کو اس کے قبل ہی مکاشفہ ہو چکا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مین بھی اسی شغل مین تھا کہ حضرت قطب المعشوقین بندگی حضرت سید محی الدین رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بجنسہ دکھائی دئے اور مجھے اے میرے فرزند کے لفظ سے سرفراز کرکے آپ نے مجھے فرمایا بنی اسکت (اے میرے بیٹے چپ رہ) مین اب اسی بات کے اندیشہ مین تھا کہ تم آگئے اور جو کچھ تم نے بھی سنا تھا مجھ سے کہا پس اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ یقین ہوتا ہے کہ اب اوسکی زندگی کے دن ختم ہو گئے ۔ حضرت خالق الاکوان کا حکم بھی یون ہی تھا ۔ آخر انہون نے اسی مرض مذکور سے وفات پائی ۔ اور حق کی رحمت کے ہمسایہ مین پہونچ گئے ۔ فقلت یا ابتاہ انہ حق وصدق صحیح ۔ {پس مین نے کہا اے باپ (جو فرمایا تھا) حق ہے اور سچ ہے}

والله اعلم بالصواب

چھیالیسوین حکایت

قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسمٰعیل بن حضرت ولی الباری ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ سے نقل ہے ۔ آپ فرماتے تھے کہ اوسوقت کا خلیفہ اور اوس ملک کا بادشاہ قاسم برید مشائخین زمان سے چندان اعتقاد واعتماد نہ رکھتا تھا ۔ اوس نے ایک روز چاہا کہ تمام مشائخون اور درویشون کو جامع مسجد مین جمع کرنے اور اونکے ساتھ نماز جمعہ پڑھے ۔ چنانچہ یہ بات ہر ایک کو کہلا بھیجی اور اوسکی اطلاع حضرت

والد کو بھی دی - حضرت نے اوسکی درخواست قبول کی - راوی حضرت شیخ اسمعیل کہتے تھے کہ قاسم برید کا پیغام پہونچنے سے قبل میرے حضرت والد نے میرے بھائی شیخ بدرالدین کو اپنے نزدیک بلاکر فرمایا کہ مین کل جامع مسجد جاؤنگا جانے کا اسباب مہیا رکھین اور چلنے کو مستعد رہین - مین نے عرض کیا کہ اے قطب الابرار کبھی حضرت جمعہ کو دوسری جگہہ تشریف نہین لے گئے اور ہمیشہ اپنی ہی مسجد مین نماز جمعہ پڑہی مگر آج کیا باعث ہے کہ حضرت جامع مسجد تشریف لے جانے کا عزم رکھتے ہین - حضرت نے فرمایا کہ ہم بندۂ محکوم ہین - جو اوسکی رضا ہو اوسپر عمل کرتے ہین - ہم اپنا اختیار نہین رکھتے مین نے اوسیوقت دیکھا کہ قاسم برید کے آدمی اطلاع دینے آئے کہ حضرت جامع مسجد تک قدوم فیض لزوم رنجہ فرمائین دیگر تمام مشایخین بھی آنے والے ہین - جب حضرت جامع مسجد پہونچے تو مین نے دیکھا کہ وہان قاسم برید اور تمام مشایخین پہلے سے آ گئے ہوئے ہین - حضرت نے منبر کے نزدیک اپنا مصلا بچھوا کر تشریف رکھی - بعض مشایخین نے جو اپنے آپکو بڑا سمجھتے تھے اور دعوی بزرگی کا کرتے تھے از روئے تکبر تعصب مین آکر قاسم برید سے کہا کہ انکو (یعنی حضرت کو) جناب والا کہین کہ وہ وہان سے اوٹھکر نیچے آ بیٹھین - کیونکہ کسیطرح اونہین جائز نہین ہے کہ ہم سے برتر درجہ پر بیٹھین - چونکہ قاسم برید خود بھی بے بصر تھا اور اس صاحب کرامات کے حالات و مقامات سے واقف نہ تھا - آدمی کو کہکے حضرت کے پاس کہلوایا کہ آپ وہان سے اوٹھین اور نیچے آکر بیٹھین - حضرت والد نے

اوسکے جواب مین اوس آدمی کو کہا کہ اپنے بادشاہ سے کہو کہ مین اللہ تعالی کے حکم سے اس جگہہ بیٹھا ہون۔ تکبر اور غرور کا خیال مجھہ مین نہین ہے اور مین ایسا بھی نہین ہون کہ تیرے کہنے سے اوٹھکر نیچے جا بیٹھون پس وہ بھیجا ہوا آدمی واپس گیا اور جو کچھہ سنا تھا عرض کیا۔ بادشاہ نے پھر کہلا بھیجا کہ بس کوئی بات نہین وہان سے اوٹھو۔ حضرت نے بھی پھر وہی جواب دیا جو آگے فرمایا تھا۔ تیسری مرتبہ بادشاہ نے غضب مین آکر بلند آواز سے کہا جسکو حضرت نے بھی سنا۔ پس حضرت بھی جلال مین آئے اور دست مبارک اوسکی طرف بڑھایا۔ درمیان مین اوسکے اور حضرت والا منقبت کے دس بارہ گز کا فاصلہ تھا۔ آپکا دست مبارک اتنا دراز ہوا کہ اوسکی گردن تک پہونچا۔ اور پانچون انگشت مبارک کا اثر اوسکے گلے پر ظاہر ہوا۔ آپ نے قاسم فرید کا ایسا گلا گھوٹا کہ وہ مضطرب ہوگیا۔ پھر تو وہ رہ راست پر آیا اور اپنے کہے سے سخت پشیمان ہوا۔ توبہ و استغفار کی۔ اور نہایت معذرت و عجز و انکسار سے میان خدا بخش کو جو حضرت کے خلفاؤن مین سے تھے اور حضرت سے اعتقاد اور نسبت بہت رکھتے تھے عذر خواہی اور شفاعت کے لئے حضرت کی خدمت بابرکت مین بھجوایا کہ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (اور کہانے والے غصہ کے اور درگذر کرنے والے لوگون سے) میان خدا بخش مذکور نے حضرت کے پاس حاضر ہوکر اوسکی شفاعت کی اور اوسکی توبہ اور پشیمانی ظاہر کی۔ یہان تک کہ حضرت نے اونکی شفاعت قبول کی اوسکے گناہ سے درگذر فرمایا اور خوش ہوئے۔ اور خندہ پیشانی

ظاہر کرنے لگے جیسا کہ کوئی واقعہ خلاف طبیعت پیش آیا ہی نہین ۔ پہر قاسم برید خود آکر حضرت کے پائے مبارک پر گرا اور عذر و انکسار و عجز بے شمار سے اپنا سینہ خاک پر رگڑا ۔ حضرت نے اُسکو فرمایا کہ بار دیگر کسی فقیر کے مزاحم نہو اور خود کو اوسکے پنجہ مین نہ دے کہ مبادا حالت غضب و جلال مین وہ تجھے اپنی تیر کا نشانہ بنائے جس سے جان کی صعوبت کے ساتھہ دینی تکلیف بہی تجھپر عاید ہو ۔ اسکے بعد قاسم برید نے نہایت تائب ہوکر آپکا معتقد ہوا اور بارہا کہا کرتا تہا کہ ملک دکن مین دو مخدوم ہین ۔ ہر ایک اپنے زمانہ مین ولایت مین اپنا نظیر نہین رکھتے ہین ۔ وہ اپنے آپ یکتا ہین ۔ ایک تو حضرت شیخ محمد قادری ملتانی اور دوسرے حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز قدس سرہ ۔ واللہ اعلم بالصواب

بینتالیسوین حکایت

قطب الواصلین پیری مرشدی حضرت جدی بندگی مخدوم شیخ بدرالدین نور مرقدہ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ قاسم برید کا بیٹا امیر برید مجھسے نہایت اعتقاد رکہتا تہا اور اسکو مجھسے نہایت محبت و کمال اتحاد تہا ۔ جب اسکا باپ قاسم برید بیمار ہوا ۔ تو اسکے آثار کچھہ ٹھیک نظر نہ آتے تھے کیونکہ وہ نہایت سخت مرض مین مبتلا ہوگیا تہا اسوقت امیر برید میرے پاس آیا ۔ اور کہا کہ آپ اپنے حضرت والد بزرگوار صاحب اسرار کی خدمت مین جائین اور میرے والد کے مرض کی نسبت پوچھین کہ کیا وہ

اس مرض سے جانبر ہوگا اور صحت کلی حاصل ہوگی یا اسی سے اسکا انتقال ہوگا
مجھے یقین کامل ہے کہ اسکی عقدہ کشائی اور میری طبیعت کی یکسوئی ضرور ہوگی
کیونکہ آپکے حضرت والد اس حضرت عالم غیب دان سے علم رکھتے ہین اور
اسرار پنہان سے مطلع ہین حضرت ضرور معلوم کر لینگے کہ اوسکی حالت کیا ہوگی
غرض مین بھی ارادہ کرکے حضرت کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور قاسم برید
کے مرض کا حال عرض کرکے نتیجہ دریافت کیا۔ حضرت والد نے سنکر سر نیچے
جھکایا اور اسیطرح بہت دیر تک مراقبہ مین سرنگون رہے۔ بعد آپ نے سر
اٹھا کر فرمایا کہ اس مرض سے اسکو کوئی ضرر نہ پہنچیگا۔ اور عرصہ قریب مین
شفائے کامل حاصل ہوگی۔ پس مین یہ سنکر وہان سے واپس ہوا اور
یہ مژدہ جانفزا جو حضرت سے سنا تھا امیر برید سے کہا۔ خدا کی قدرت
ہے کہ اوسی وقت سے قاسم برید کی صحت کے آثار ظاہر ہونے شروع
ہوئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مین اوسے شفائی کلی حاصل ہوئی جیسا کہ
میرے حضرت والد نے مجھے فرمایا تھا۔

ایک زمانہ بعید کے بعد قاسم برید پھر مرض سے رنجیدہ و ماندہ ہوا۔
اس وقت بھی اوسکا بیٹا امیر برید اوسی تمنا مین میرے پاس آیا اور اس
دفعہ بھی اوسکی بابت حضرت سے استفسار کرنے کی مجھے ترغیب دی۔ مین
حضرت سے پوچھنا اور آپ کو بار بار تکلیف دینا مناسب نہ سمجھتا تھا مگر
امیر برید کے زیادہ گڑگڑانے اور اصرار کرنے سے مجبور ہوکر حضرت قطب
الابرار کی خدمت مبارک مین گیا۔ قدم بوسی سے مشرف ہونے کے بعد پوچھا

ادب سے اوسکا حال عرض کرکے نتیجہ کے اظہار کی استدعا کی۔ اس دفعہ حضرت سنتے ہی غضب مین آگئے اور زبان عتاب سے ساتھہ اس خطاب کے فرمایا کہ کیا تونے مجھے منجم سمجھہ رکھا ہے جو ہر بار آ آکر اس معاملہ کو مجھسے پوچھتا ہے تجھے ان باتون سے بالکل ناواقفیت ہے جنکو خالق السموات نے پنہان رکھا ہے اور اون کے نہان رکھنے مین اپنی حکمتین بھی پوشیدہ رکھی ہین لہذا ان باتون کو ظاہر کرنا اور اونسے سب کو آگاہ کرنا ہرگز میرے سزاوار نہین ہے۔ مین نے جسوقت یہ کلمات اُس صاحب حالات کی زبان درفشان سے سنے تو مجھے یقین ہوا اور مین سمجھہ گیا کہ حضرت اس سے اچھی طرح مطلع ہین۔ حقیقت حال اور نتیجہ اخیر کی خوب خبر رکھتے ہین۔ لیکن مجھسے کہنا نہین چاہتے۔ خیر مین اسوقت تو خاموش ہو رہا۔ دوسری دفعہ خوش وقتی کا موقع دیکھکر وہی بات پھر دریافت کی اور نہایت عجز و انکساری ظاہر کی۔ پھر تو حضرت نے میرے حال پر شفقت فرمائی اور زبان مبارک سے فرمایا کہ قاسم برید کا مرض مرض موت ہے اور وہ اوسکے مرنے پر زبان حال سے گواہی دیرہا ہے کہ اوسکی حیات ختم ہوئی ہے اور اوسکے ایام معیشت اختتام کو پہونچ چکے ہین۔ پس حضرت نے اوسکی نسبت جو کچھ فرمایا تھا اوس سے مین امیر برید کو آگاہ کیا اور کل حقیقت حال کہہ سنائی۔ اللہ کا کرنا بھی ایسا ہی ہوا کہ قاسم برید نے اسی مرض مذکور مین موت کا شربت پیا۔ جامہ کفن پہنا اور اس جہان فانی سے رخصت ہوا۔

راوی مذکور حضرت شیخ بدرالدین فرماتے تھے کہ جب حضرت نے اس اسرار کا مجھپر اظہار فرمایا اور میری دلجوئی کی تو اوسوقت آپ حجرہ مطہرہ سے وضو کرنے کیلئے باہر تشریف لائے۔ آپ کے پیر مبارک مین لکڑی کے کھڑاوین تھے۔ کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ اوسوقت حضرت کا پیر مبارک بے اختیار پھسلا اور وجود مبارک کو اس سے صدمہ پہونچا۔ تبھی آپ نے نزدیک بلاکر فرمایا کہ تیرے لئے کا یہ رنج سبب مجھے بھگتنا پڑا (اور یہ بیتا پڑی) حق سبحانہ و تعالی نے اس راز کو پوشیدہ رکھا تھا لیکن مین تیری خاطر اسکو ظاہر کیا۔ اوسی کی نحوست سے مجھپر یہ صدمہ گذرا۔

واللہ اعلم بالصواب

اڑتالیسوین حکایت

مین نے یہہ نقل شاہ عالم سے سنی ہے۔ اُنہون نے اپنے والد شیخ عبداللہ سے سنی اور شیخ عبداللہ نے اپنے والد بندگی مخدوم شیخ اسمٰعیل قدس اللہ سرہ سے سنی تھی وہ کہتے تھے کہ جب قاسم برید کا مرض طول کھینچا اور تمام لوگون کو اوسکی صحت سے ناامیدی ہوئی تو اختیار خان جو امیر برید کا اتالیق تھا اوس سے کہا کہ تیرا باپ انتقال کے قریب پہونچا ہے اور حالت نزع مین ہے وہ اب کوئی گھڑی کا مہمان ہے۔ اوسکے مرنے کے بعد مجھے یقین ہے کہ تمام اعیان و ارکان سلطنت تیرے بڑے بھائی کو اوسکے منصب جلیلہ پر نصب کرینگے۔ کیونکہ وہ تجھسے بڑا ہے اور جائز

حق دار بھی سب کی رائے میں وہی ہے۔ ایسی صورت میں اور اوسکی موجودگی
میں تیری طرف کوئی بھی التفات نہ کریگا۔ اور جب وہ بادشاہ ہوگا تو اوسوقت
تجھکو اوس سے بہت سخت صدمہ اٹھانا پڑیگا۔ بلکہ عجب نہیں جو وہ تجھے
جان کی تکلیف دے اور تیری کیسی کچھ حالت ہو۔ پس بہتر و اولی بات
یہی ہے کہ تو اب اس شہر سے نکل جا۔ جب تک کہ تیرے باپ کا دم باقی
ہے اس مقام سے باہر ہو جاو گرنہ اوسوقت جانا بھی ناممکن ہوگا اور
فرار ہونے کی کوئی صورت نظر ہی نہ آئیگی۔ چنانچہ امیر برید کو اسکی نصیحت
پسند آئی۔ وہاں سے نکل جانے کا ارادہ مصمم کیا اور سفر کا اسباب
مہیا کر کے شہر بیدر سے باہر ہو کر روانہ ہوا۔ اوسوقت اوسکا گذر تاج
باغ پر کہ اسکو ستی باغ بھی کہتے تھے ہوا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اوسیوقت
قطب زمان حضرت والدی متصرف دو جہانی شیخ محمد الشریف القادری الملتانی
قدس اللہ سرہ نے بھی باغ مذکور میں سیر و تشریف کے لئے قدوم فیض لزوم
رنجہ فرمائے تھے۔ امیر برید نے اس سے اطلاع پائی۔ اور حضرت سے
اجازت حاصل کر کے نکل جانا غنیمت جانا۔ اپنے مرادوں کے حاصل
ہونے کا سبب معلوم کر کے حضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اور حقیقت
حال عرض کر کے اجازت چاہی اور دامن بڑہا کے فاتحہ کے لئے التماس کی
حضرت قطب جلیل ایک طویل عرصہ تک مراقبہ میں سر نگون رہے۔ بعد از
سر اٹھا کر چند کھجور جو اوسوقت حضرت کے نزدیک موجود تھے ہاتھ میں
لیکر اوسکے دامن میں ڈالے اور زبان گوہر فشان سے فرمایا کہ تو شہر کو دا

اور اپنی جگہہ پر رہہ اللہ تعالی کے حسب الحکم۔ تؤتی الملک من تشاء (دیتا ہے تو ملک جسکو چاہتا ہے) مین نے تجھے برید کا لقب دیا اور اس ملک کی امیری تجھکو بخشی۔ اور اس کلمہ کا آپنے تین بار اعادہ کیا او تکرار و تاکید فرمائی۔ امیر کے حاضرون اور ساتھیون مین سے ہر ایک نے اوس سے یہی کہا کہ جہان پناہ شہر مین واپس تشریف لے چلین اور آپ ہرگز متردد و متفکر نہوون اور کوئی وسوسہ کو دل نازک مین راہ ندین کیونکہ اب سرفرازی ہو چکی یہ امر شدنی ہے۔ ہر طرح ہوکر رہیگا۔ پس امیر وہان سے پلٹا اور اپنے مکان کو واپس گیا۔ جب اختیار خان مذکور نے اوسکو واپس آیا ہوا دیکھا تو اوس سے واپس آنے کا سبب پوچھا اور کیفیت حال دریافت کی۔ امیر نے کل حقیقت کہہ سنائی اور کہا کہ حضرت کے ارشاد سے واپس آیا ہون۔ اختیار خان مذکور نے جب یہ ماجرا سنا تو بہت خوش ہوا اور کہا کہ مین ابہی سے تجھے خوش خبری اور مبارکباد دیتا ہون کہ تو بے شک و شبہ بادشاہ ہوگا۔ اور حضرت نے جو فرمایا ہے وہی ہوکر رہیگا۔ چند روز کے بعد تمام ارکان دولت نے قاسم برید کے مرض کو جب مرض موت دیکھا تو انہون نے متفق ہوکر مشورت کی کہ اوسکے انتقال کے بعد اوسکا عہدہ کس کے تفویض کیا جاوے۔ انہون نے بادشاہ کے بڑے لڑکے کو شایستہ روزگار اور اس کام کے لایق نہ دیکھا۔ ہر ایک نے امیر کے تقرر سے اتفاق کیا اور اوسکی بادشاہی تسلیم کی۔ اور سب اوس کے حکم پر سر تسلیم خم کرنے کو راضی ہوگئے۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت نے امیر کو بلوایا اور اوسکو

اس بھید سے آگاہ کر کے تخت شاہی کو اوسکی قدم سے زینت دہ ہونے کی استدعا ظاہر کی۔ بعد ایسا ہی ہوا کہ قاسم برید اس جہان سے رخصت ہوا اور اپنی جان جان بخش کو سونپی۔ پس تمام عمائدین سلطنت نے جنہوں نے امیر برید کے ساتھہ اتفاق کیا تھا اوسکو تخت سلطنت پر بٹھایا اور تاج شاہی سر پر رکھا اور تمام خاص وعام نے اوس کی اطاعت فرمان برداری مین اپنی اپنی گردنین جھکائین۔ پس امیر برید بادشاہ ہوا اور میرے حضرت والد کا قول مبارک تصدیق کو پہونچا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

انچاسوین حکایت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اوس وقت کے خلیفہ اور اوس ملک کے بادشاہ امیر برید نے حضرت والدی قطب الباری بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کی ملاقات کا عزم بالجزم کر کے حضور فائض النور کے شرف سے مشرف ہونا غنیمت جانا۔ امیر برید کے خدمت مبارک مین حاضر ہونے سے قبل امان اللہ جو بادشاہ کے مقربون مین سے تھا اور میرے ساتھہ اتحاد و محبت بہت رکھتا تھا میرے پاس آیا۔ اوسنے امیر کے آنے کی خبر دی اور مجھسے یہ بھی کہا کہ آپ اپنے والد بزرگوار صاحب اسرار سے کہین کہ امیر کے ساتھہ بے نیازی سے گفتگو فرمائین اپنی ذو الفقاری ظاہر کرین۔ اور پہلے لوشہ و بے پروا بنے رہین۔ کیونکہ یہ بادشاہ ہے

بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ جس کسیکو بے پروا دیکھتے ہیں اوسے بہتر جانتے ہیں پس میں نے بھی اوسکی بات بہتر جانی اور تحقیق کرکے اوسکا عزم کیا۔ اسی نیت سے اپنے حضرت والد کی خدمت میں میں حاضر ہوا۔ اوسوقت آپ مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ آپ نے مجھے دیکھکر اپنے نزدیک بلایا اور اپنے دست مبارک پر پانی ڈالنے کو کہا۔ میں نے پانی کا ظرف اپنے ہاتھ میں لیا اور حسب الارشاد پانی آپکے دست مبارک پر ڈالنے لگا۔ اسی موقع میں میاں امان اللہ نے جو کچھ مجھسے کہا تھا عرض کیا۔ حضرت اس بات کے سنتے ہی غضب میں آگئے اور مجھسے فرمایا کہ تیری غرض مجھے معلوم ہوگئی میں تیرا مطلب سمجھ گیا۔ تو چاہتا ہے کہ میں اوس سے اس طریق سے بات کروں کہ وہ میرا معتقد ہو جائے۔ میں ان باتوں کی پروا نہیں کرتا۔ میں ایسی خواہشوں کو اپنے دل میں ہرگز پھٹکنے نہیں دیتا۔ استغفر اللہ جو کبھی میں نے آج تک ایسا خیال بھی کیا ہو تف ہے ایسے کاموں پر۔ میں ایسی باتوں پر لاحول بھیجتا ہوں میں ان کاموں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہوں یہ تو خوب کہنے آیا ہے۔ ایسی باتیں دور رکھ۔ تو مجھسے کیا کہیگا اور تو مجھے کیا سکھائیگا۔ میں سب معلوم کئے بیٹھا ہوں اس بات کو جان اور آگاہ رہ کہ آج تیس برس کا زمانہ گذرا ہے اسوقت سے اب تک میرا یہی حال چلا آیا ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کے حکم کے بغیر کوئی بات زبان سے نہیں نکالی اور کوئی کام اوسکی رضا کے بغیر نہیں کیا۔ جب میں نے آپ کی یہ کیفیت سنی اور ان اسرار سے اطلاع پائی تو بہت کچھ توبہ کی اور اپنے برادر میاں امان اللہ

مذکور پر ملامت کی کہ اس نے حضرت کے بلند مرتبہ اور عالی درجہ سے خبر نہ رکھکے تا حق مجھے اس کام پر بھجوایا - جسکو حق سبحانہ وتعالی سے الہام ہوتا ہو اوسے کسی کے تعلیم کی کیا حاجت ہے -

بعد حضرت نے وضو ختم کیا اور نماز ظہر جماعت سے پڑھی - ان باتوں سے فراغت پاکے آپ اپنی جگہہ جانماز پر بیٹھے ہی تھے کہ امیر بید آپہونچا اور شرف پابوسی سے مشرف ہوکر اس قطب العظام کے آگے نہایت موؤدب بیٹھا - حضرت اوسیطرح بیٹھے رہے جسطرح بیٹھے ہوئے تھے - آپ نے کوئی بات نہ فرمائی - اور مراقبہ مین سرنگون ہوئے - تمام حاضرین مین حضرت کی نہایت ہیبت وجلال سے دم مارنے کی مجال نہ تھی بلکہ آنکھین تو ذرا ہلنے تک کی قدرت نہ تھی - پس مین نے جانا اور یقین کیا کہ وہ قدوۃ الابرار اپنے پروردگار کی اجازت کے انتظار مین ہین - آپ جو کچھہ کہینگے حق سبحانہ وتعالی کی رضا سے کہینگے - آخر وہ قطب الجلیل نے ایک زمانہ طویل کے بعد سر اوٹھاکر زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا - دنیا دار کس گھمنڈ مین ہین - مال ودولت کی محبت مین آخرت کو کیون بھول بیٹھے ہین - یہہ دنیا کی محبت عقبی مین انکے کس کام آئیگی - دنیا تو دو روزہ ہے - یہ عالم بے ثبات ہے - آخر سب فنا ہونے والے ہین

شعر
کارخانے جتنے ہین دنیا کے سب ہین بے ثبات
آنکھہ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا ++

ان دنیاداروں کی عقل پہ مجھے سخت تعجب ہوتا ہے - ان کی سمجھہ پر یہ کیسا پردہ پڑگیا ہے - حق تعالی نے انہین ایک ذرا بھی دنیا کیا دی ہے

کہ اوسکو گمشدہ مین اور اوسکی محبت اور اوسکی بخشش کو بھول گئے ہین اور اس عارضی دنیاوی خوشی مین اِتراتے اور اوسپر فخر کرتے ہین لیکن یہ نہین جانتے اور اسکی خبر نہین رکھتے کہ حق تعالیٰ جس کو اپنے سے دور کرنا چاہتا ہے اوسکو دنیا مین گرفتار و مبتلا کرتا ہے اور آخرت مین اوسکو بے نصیب و محروم رکھتا ہے جب سے حق سبحانہ و تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے کوئی وقت نظر رحمت سے اسکو نہین دیکھا۔ ہمیشہ اسکو اپنا اور اپنے اہل کا مورد غضب کیا۔

اسیطرح آپ نے دنیا دارون کی مذمت بیان فرمائی اور انکی ایسی خبر لی کہ باید و شاید۔ قیامت کے دن ایسے لوگون کا جیسا کچھ انجام ہونے والا ہے اوسکو ایسے موثر الفاظ مین آپ نے عیان کیا کہ بادشاہ امیر برید اور اوسکے مقربین اور تمام حضار مجلس وجد مین آگئے اور زار زار رونے لگے۔ حضرت کے خاموش ہوتے ہی خاموشی نے پھر اپنا سکہ جمایا اور سب پر سکوت طاری ہوا۔ کچھ وقت کے بعد امیر نے واپسی کی اجازت چاہی۔ اور اٹھکر حضرت کے پائے مبارک پر اپنا سر رکھا۔ پاؤن کو آنکھون سے ملا اور کف پا کا بوسہ لیا۔ حضرت نے اپنی شہادت کی انگلی اسکی پیٹھ پر ماری اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو اپنے باپ سے بزرگ ہوگا۔ جب امیر برید نے اوس مجلس شریف سے مراجعت کی تو مجھسے کہا کہ آپ صحیح جانئے اور یقین تصور کیجئے۔ قسم ہے اللہ کے عزت کی مین سچ کہتا ہون کہ جب تک مین حضرت کی خدمت مین بیٹھا رہا۔ مین جانتا ہی نہ تھا۔ کہ مین کون ہون۔ مجھے یہ مطلق خیال ہی نہ تھا کہ مین اس ملک کا امیر

اور اس زمانہ کا بادشاہ ہون - اور اوس ولی زمان و والی دوجہان کے نزدیک مین نے اپنی قدر کمینون سے کمتر پائی - اب مین حضور فایض النور سے علیحدہ ہوا ہون تو پہر وہی غرور پادشاہی و دنیا داری اپنے مین دیکہہ رہا ہون - کہ مین امیر ہون - یہہ سنکر مین نے اوس سے کہا کہ جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل نشین ہوتی ہے اور جو بات ظاہرا کہی جائے اور اوسپر دل نہو تو وہ موثر نہین ہوتی ہے - واللہ اعلم بالصواب

پچاسوین حکایت

آنحضرت کی نیک بخت خادمہ زینت سے نقل ہے - وہ کہتی تھی کہ خلیفۂ زمان سلطان محمود البہمنی علیہ الرحمہ والغفران کا چاشنی گیر نعمت خان حضرت قطبی بندگی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کا مرید تھا وہ حضرت کے فقر و مشقت کی حالت مشاہدہ کرتا اور اپنی محبت و اعتقاد سے جو خوراک سلطان کے دربار سے اسکو ملتی تھی وہ حضرت کی خدمت مین بھجواتا - اسکا یہ طرز عمل آگے سے ہر روز چلا آتا تھا - لیکن حضرت اوس غذا سے کوئی چیز تناول نہ فرماتے اور آپ نے تمام فرزندون اور اہلخانہ کو بھی کہانے نہ دیتے بلکہ وہ سب غذا فقیرون مین تقسیم کرا دیا کرتے تھے ایک روز مجھکو اسکا خیال آکر مین نے اپنے دل مین کہا کہ اگر یہ غذا حضرت خود تناول نہین فرماتے ہین تو اپنے فرزندون اور پوترون کو کیون نہین کہانے دیتے کہ ان پر فاقہ پر فاقہ گذرتا ہے اور بہوکے رہتے

میں۔ ابھی یہ بات میرے دلمیں تمام نہ ہوئی تھی کہ مجھے آپ نے نزدیک بلایا اور وہ غذا ابھی منگوائی۔ اور اسمیں جو چاول پکے ہوئے تھے اسکو آپ نے اپنے دست مبارک میں لیکر نچوڑا۔ میں کیا دیکھتی ہوں کہ جسطرح کسی جانور کو ذبح کرنے سے خون بہتا ہے اُسیطرح آپ کے نچوڑتے ہی اوسمیں سے خون روانہ ہوا۔ میں یہ دیکھکر نہایت درجہ متحیر و متعجب ہوئی اور قریب تہا کہ مجھے غش آجائے۔ میں نے حضرت سے اسکی حقیقت پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ بادشاہوں کے گھر کا کہانا مشکوک ہوتا ہے۔ وہ آدمیوں کا خون اپنے پر لیتے ہیں۔ مگر وہ اس سے بالکل بے خبر رہتے ہیں۔ اس لئے میں یہ نہیں چاہتا کہ میں اور میرے فرزند اسکے کہانے سے ماخوذ ہوں۔ مگر فقرا کے پریشان حال و شوریدہ دل ایسی غذا کو ہضم کر سکتے ہیں اور عارف لوگ جب حلال سے ہی پرہیز کرتے ہیں تو وہ حرام کو کب چھوڑتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

اکانویں حکایت

حضرت میری مرشدی بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہٗ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ عادل شاہ شہر بیدر میں آیا ہوا تھا۔ اوسکے آنے سے تمام شہر میں فتور برپا ہوا اور فساد عظیم بھڑک اوٹھا ساکنان شہر سے ہر چھوٹے بڑے نے شہر کے بڑے حصار میں پناہ لی۔ اور اپنے عیال و اطفال وہیں رکھے۔ حضرت والدہ علیہ الرحمہ نے مجھسے کہا کہ تو اپنے پدر بزرگوار

صاحب اسرار مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے پاس جا اور کہہ کہ سب لوگون کے موافق ہم بہی بڑے حصار مین جا رہین تا ظالمون سے پناہ ملے اور نالایقون کے ہاتھہ سے محفوظ رہین - پس مین حضرت کیخدمت مین گیا اور جو کچہہ حضرت والدہ صاحبہ نے مجہسے کہنے کو فرمایا تہا عرض کیا - حضرت نے اس معروضہ کو سُننے کے بعد کچہہ وقت تک سرنگون ہوکر تامل فرمایا - اور پہر سر اوٹہاکر زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ مین بندۂ امیدوار ہون اور اُسی سے ہر بات کی امید رکھتا ہون اور اوسی ذوالجلال قادر پر کمال کی عالی بارگاہ مین التجا کرتا ہون - وہی سب کا حافظ و نگہبان ہے - وہ رب العزت وہ غفور الرحیم قیامت کے دن مجہ بندون کے احوال کا رسوائی گاہ ہے مجہکو میرے اہل و اطفال کو اور ان لوگون کو جو مجہسے منسوب ہین ہرگز رسوا نہ کریگا اور سبکو اپنی عصمت پر قائم رکہیگا - پس اس جہان مین جو مقام قیامت نہین ہے کیون وہ ہمین فضیحت کرنے چلا - تو اپنی والدہ سے کہہ کہ وہ خاطر جمع رکھین اور اپنی جگہہ ہی پر رہین انکو کسی قسم کا خوف ہرگز نہ کرنا چاہیئے - انکا کوئی مزاحم نہ ہوگا - کسیصورت سے انہین کوئی ضرر نہ پہونچیگا - پس ہم یون ہی اپنے مکان مین رہے - بیگانے لشکر سے کوئی متنفس ہمارے گہر کے گرد نہ پہٹکا - بلکہ اس کی طرف رخ تک نہ کرسکا -

والله اعلم بالصواب

باونوین حکایت

مولانا داؤد سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ مین ایک روز مجلس مین میر عبد الاول کی جو ایک دانشمند زمانہ و علامہ یگانہ تھے حاضر تھا۔ اِن کے پاس کثیر لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ اور مین بھی ہمیشہ انکی خدمت مین آتا جاتا تھا۔ وہ عالم متبحر تھے ہر علم سے وقفیت تامہ رکھتے تھے اور ہر ایک علم سے بحث کیا کرتے تھے۔ غرض انہون نے اسوقت مجھسے کہا کہ میری تمام عمر مین مجھسے صرف پانچ مسائل حل نہو سکے انکا حل کرنا مجھپر مشکل رہا۔ اب تک مین نے بہت سر مارا۔ اپنی عمر انکے حل کرنے مین صرف کردی اور اس مشکل کو دانشمندان و علماء دہلی و گجرات و دکن سے دریافت کیا لیکن کسی نے بھی جواب باصواب نہ دیا اور گرہ اس مشکل کی نہ کھولی۔ مجھے اب اِنکے حل کرنے والے کے ملنے کی مطلق امید نہین ہے اور اس زمانہ موجودہ مین میری نظر مین کوئی ایسا نہین ہے۔ کہ ان مسائل کو حل کرے۔ اور اس مشکل کا زنگ میرے آئینہ دل سے دور کرے۔ چونکہ مین حضرت قطب الصمدانی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ سے اعتقاد کلی رکھتا تھا کہا اے حضرت امیر اگر مین اِن مسائل کو حل کرا کے لادون اور اس مشکل کی عقدہ کشائی کرا کے پیش کرون تو آپ مجھے کیا اِنعام دینگے اور اسکے صلہ مین مجھے کیا عطا فرمائینگے۔ کہا کہ اُن مسائل پنجگانہ سے ہر ایک کے حل کے لئے تجھے ایک دینار زر دونگا۔ بلکہ یہ ہی نہین تیرا بہت ہی بہت احسان مانونگا۔ پس انہون نے وہ پانچون مسائل لکھکر مجھے دئے۔ مین انکو لئے ہوئے حضرت قطب یگانہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اسوقت حضرت کو مسجد مین بیٹھے ہوئے پایا۔ گفتگو ہی گفتگو مین

مین نے وہ پرچہ حال عرض کرکے مسائل مذکور دست مبارک مین دیدئے - آپ نے اوسیوقت بلا تامل و تفکر پانچون مسائل حل کرکے انکے جوابات لکھکر مجھے دئے - مین وہ جوابات لئے ہوئے امیر عبد الاول کے پاس آیا - اور جو کچھ حضرت نے لکھا تھا خود معلوم کرکے اونکو دیا - وہ ان حل کردہ جوابات کو دیکھکر بہت خوشحال ہوئے - اور بموجب مجھے دینے کو قبول کیا تھا وہ عنایت فرمایا - بعدہ خود حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اوس صاحب حالات و کشف و کرامات کی شرف ملاقات سے مشرف ہوکر اونھون نے پوچھا کہ اے حضرت یہ جوابات جو آپ نے تحریر فرمائے ہین کہان سے ملاحظہ کرکے لکھے ہین؟ آپ نے کونسی کتاب کی نقل دیکھی ہے؟ ان کو کہان سے ڈھونڈ نکالا ہے؟ ان کے لئے کوئی سند بتلانی چاہیئے تا انکو لوگ قبول کرین - حضرت نے فرمایا کہ فلان کتاب کے حاشیہ پر وہ بات لکھی ہوئی ہے - چنانچہ اسیوقت کتاب مذکور منگوائی گئی - ورق الٹ کر وہ حاشیہ دیکھا تو وہان خط خوب سے وہی تقریر جو حضرت نے تحریر فرمائی تھی لکھی دیکھی - اور کمال یہ کہ اس تحریر اور اوس تحریر مین سر مو فرق نہ تھا اصل تحریر کتاب سے کوئی بات کم یا کوئی بات زیادہ نہ تھی بلکہ بعینہ وہی تحریر تھی - میر عبد الاول یہ بات دیکھکر نہایت متحیر ہوگئے - اور فرمایا کہ مین نے بارہا اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے لیکن کسی وقت وہ لکھا ہوا میری نظر نہ پڑا پس سب نے اس کو اوس پیشوائے دین کی کرامت سمجھی - اور متفق اللفظ ہوکر کہا کہ حضرت نے اپنی ولایت کی قوت سے اون مسائل کو حل

فرمایا اور اپنی صفائی باطن سے اس مشکل کا انکشاف کیا - پس سید عبید الاول نے حضرت کی ولایت اور قطبیت کا اقرار کیا اور بہت معتقد ہوئے اور اسوقت سے حضرت کی خدمت مین آنا جانا شروع کیا واللہ اعلم بالصواب

تیئسوین حکایت

بحر العلوم بندگی مخدوم شیخ مدار الدین قدس اللہ سرہ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ عماد شاہ بادشاہ اور اوسکے بہائی نظام شاہ بادشاہ احمدنگر کے درمیان جنگ و جدل کی ٹھہری - جب دونو بہائی برسرپیکار آمادہ ہوئے - تو اوسوقت عماد شاہ مذکور نے حضرت والدی قطب الباری مخدوم شیخ محمد قادری قدس سرہ کے قدوم فیض لزوم کی آرزو کرکے آپ کی خدمت مبارک مین ایک خط بہجوایا اوسمین بہت ہی عجز وانکسار کے بعد اپنا شوق دیدار ظاہر کیا میرے حضرت والد قدس سرہ نے اوسکی یہ استدعا قبول نہ کی لیکن مجھے اور میرے بہائی مخدوم حی قدس سرہ کو اجازت دی کہ تم دونون جاؤ اور اُس سے ملاقات کر آؤ ہم نے کہا کہ ہم بندہ محکوم ہین ہمین جانے مین ہرگز عذر نہین - حضرت ہمین جو ارشاد فرمائین - ہم بجان و دل و بسر و چشم بجالانے کو حاضر ہین - لیکن عرض یہ ہے کہ یہہ عماد شاہ آدمی بزدل ہے - اسکی طبیعت عاجز ہے جب جنگ کرتا ہے ہربار شکست کہاتا ہے - کسیوقت بھی منصور و مظفر نہ ہوا - اب پھر وہ مقابلہ پر آمادہ ہوا ہے - اگر وہ شکست کہائیگا تو ہماری کوئی قدر نہ رہیگی اوسوقت ہمارا کیا حال ہوگا - یہ سنکر

سنکر حضرت والد نے زبان مبارک سے فرمایا بہلا کوئی اپنے بچون کی برائی بہی چاہتا ہے۔ انشاء اللہ تعالی تمہارا قدم اوسکو مبارک ہوگا۔ پس اُس قطب الانام کے اس کلام سے معلوم ومفہوم ہوا کہ درحقیقت اُسکی فتح ہونے والی ہے۔ ہم دونون بہائی ادہر روانہ ہوئے اور جب عماد شاہ کے پاس پہونچے تو اوس سے کہا کہ ہم تمہارے لئے فتح کی خوشخبری لائے ہین اور جو رخصت کے وقت ہمارے اور حضرت والد کے درمیان ماجرا گذرا تہا وہ بہی ہم نے بیان کیا۔ وہ اس بشارت کے سنتے ہی شاد ہوکر میدان کارزار مین گیا۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت والد نے فرمایا تہا ویسا ہی وہان سے مظفر ومنصور ہوکر واپس آیا۔ اور ہمین بہت سا انعام واکرام دیا اور بڑی معذرت کرکے نہایت قدر ومنزلت سے واپس کیا۔

والله اعلم بالصواب

چودہوین حکایت

علی خان اور قوام الملک سے نقل ہے۔ یہ ہر دو آپس مین بہائی اور بادشاہ شہر بیدر کے وزیر تہے۔ وہ کہتے تہے کہ ہم دونون بہائیون کے کوئی اولاد نہ تہی۔ ہم اتفاق کرکے حضرت قطب الآفاق بالاتفاق بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کی خدمت مبارک مین حاضر ہوئے۔ اور فرزند کے متعلق اپنی آرزو عرض کی۔ حضرت یہ سنکر کچہہ وقت تک مراقبہ مین سرنگون رہے۔ بعدہ سر اٹہاکر قوام الملک کیطرف

نظر کی اور اوسکو لڑکے کی خوشخبری دی - پھر آپ نے علی خان کیطرف ملتفت ہوکر اوسکو دختر حاصل ہونے کی بشارت دی - ہم دونون بھائی وہان سے واپس ہوکر گھر آگئے - اُسی سال حضرت ذوالجلال قادر پرکمال نے اپنی قدرت کاملہ سے ہم دونون کو اولاد بخشی جسطرح حضرت نے فرمایا تھا لڑکا اور لڑکی پیدا ہوے اور ہم دونون پر آپکا قول مبارک راست آیا اور تصدیق کو پہونچا واللہ اعلم بالصواب —

پچیسوین حکایت

راویان صادق اور ناقلان واثق سے نقل ہے - وہ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت غوث الانام ہادی الخاص والعام ولی اللہ الباری بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ اپنی جانماز پر بیٹھے ہوے تھے - اور ہم تمام آپکی خدمت فیضدرجت مین حاضر تھے - اوسوقت آپ یکایک اپنی جگہہ سے غایب ہوکر ہماری نظر سے پوشیدہ ہوگئے - ہم سب یہ نظارہ دیکھکر سخت متعجب و متحیر ہوئے - تھوڑی دیر کے بعد ہمنے دیکھا کہ آپ پھر اسیطرح ظاہر ہوئے جسطرح پہلے اپنی جگہہ پر بیٹھے ہوے تھے مگر آپکی دونون آستین مبارک بھیگی ہوئی تھین ہم آپکی غایت ہیبت وخوف سے غائب ہونے کا سبب آپ سے پوچھہ نہ سکے - لیکن وہ دن اور اس مہینہ کی تاریخ لکھہ رکھی - اس واقعہ کو ایک مدت مدید اور زمانہ بعید گذر گیا - ایک روز حضرت کے مریدون مین سے

ایک مرید آپ کی خدمت شریف مین حاضر ہوا اور قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہونے کے بعد جو نذرانہ لئے آیا تھا خدمت اقدس مین پیش کیا - اور نہایت ادب سے دست بستہ کہڑا رہا - ہم سب نے اوسے گہیر لیا اور اوس سے ماجرا پوچھا - اور نذر لانے کا سبب دریافت کیا - اوس نے کہا کہ مین ایک کاروان کے ساتہہ کشتی مین بیٹھا تہا اور حج کے لئے مکہ معظمہ جا رہا تھا - فلان روز و فلان تاریخ (وہی روز وہی تاریخ جو ہم نے اوس روز لکھہ رکھی تھی) دفعتہً باد مخالف کا زور ہوگیا - اور کشتی بہت زور زور سے جہوکے کہانے لگی - تلاطم امواج لحظہ بلحظہ بڑہتا جاتا تھا - اور طوفان کا زور برابر بڑہتا گیا - یہان تک کہ چند لحظون کے اندر ہی یہ عالم ہوگیا کہ کشتی ڈوبنے کے قریب ہوگئی اور جان کے لینے کے دینے پڑگئے - اوسوقت آدمیون کی آہ و فغان اور نالہ و فریاد کی انتہا نہ تہی - اسی اثناء مین موجون کے تہپیڑے اس زور سے پڑنے لگے کہ کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی - تمام آدمی غرق ہوکر ہلاک ہوگئے - مین بہی دریا مین گرا اور ہلاکت کے قریب پہونچا تہا کہ مجہے اس تضرع اور اضطرار کی حالت مین میرے شیخ یاد آئے - مین نے اوسوقت حضرت سے استعانت چاہی اور آپکا نام مبارک پکارا اور یہ مقدار جو آج مین نے لائی ہے اوسوقت نذر مانی - اوسیوقت مین نے دیکہا کہ حضرت بجنسہ اپنی صورت و وضع مین برسر موقع حاضر ہوئے اور مجہکو دست مبارک سے پکڑ کر دریا سے کنارہ پر لائے اور خود میری نظرون سے غائب ہوگئے - واللہ اگر اوسوقت میرے قطب نہ آتے تو

مین ہلاک ہوجاتا۔ جب ہم نے اوسکا یہہ واقعہ سُنا تو اوس روز کی حالت یاد کی اور تحقیق جانا کہ حضرت اوسکی استعانت کو گئے تھے آپ نے اوسکی فریاد رسی کی اور ہلاکت سے جان بچائی واللہ اعلم بالصواب **بیت**

اے قادری عجب مکن از صاحب نظر ٭ فعلے عجیب ازوے نماید ترا اگر

چھپنوین حکایت

بحر العلوم حضرت جدی مخدوم شیخ بدر الدین نور مرقدہٗ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ ایک دن ایام بارش مین اس قطب زمان پیری و مرشدی حضرت والدی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ کے تشریف رکہنے کی جگہہ کے ٹھیک مقابل اوپر مسجد کی چھت ترک کر کہلی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس راہ سے پانی ٹپکتا تہا اور بارش ہوتے وقت کوئی اوسکے نیچے کہڑا نہ رہ سکتا تھا۔ میرے حضرت والد نماز جمعہ کے لئے مسجد مین آئے اور اپنی جگہہ پر تشریف رکھے۔ اوسوقت بارش نہ تھی۔ دفعتہً ابر اُٹھکر آسمان پر محیط ہوگیا اور بادل تہہ بہ تہہ ہوکر ہر طرف سے اُمنڈ آئے۔ بارش اس زور سے ہونے لگی کہ گویا آسمان سے بجائے قطرات باران کے پانی کی چدرین بہنے لگین۔ میرے دل مین حضرت پر پانی ٹپکنے کا خیال پیدا ہوا اور اس سے مجھے تفکر و تردد ہونے لگا مگر اوسوقت مین نے عجیب بات دیکھی کہ جب تک حضرت قطب زمان اس جگہہ بیٹھے رہے ایک قطرہ بھی وہان سے نہ ٹپکا۔ اگرچہ بارش اوسوقت نہایت شدت سے

ہو رہی تھی - جب آپ نماز سے فارغ ہوکر اُس جگہہ سے اُٹھے تو بارش کا پانی
مانند پرنالے کے اوس جگہہ سے بہنے لگا - جیسا کہ موسم بارش مین ہر وقت
بہا کرتا تھا - واللہ اعلم بالصواب

ستاونوین حکایت

حضرت شیخ بدرالدین مذکور سے نقل ہے - آپ فرماتے تھے کہ ایام لڑکپن مین ایک روز انتہا کے محتاجی سے ہم تمام پر تین فاقے گذر گئے - کہین سے طعام کی بو تک ہمارے دماغ مین نہ پہونچی - اور چوتھے روز بھی ظاہرا کبھی چیز کے ملنے کی امید نظر نہ آتی تھی - بہوک کی شدت سے سخت مجبور ہوکر مین نے حضرت والدی قطب الاولیاے العظام مرجع الاتقیاء والکرام المتجلی بتجلیات النافری بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ کی طرف رجوع کی - جب مین خدمت مبارک مین حاضر ہوا تو آپ کو اپنے حجرہ مطہرہ مین قیلولہ کے لیے تکیہ کئے ہوئے پایا مین نے آپکے پاے مبارک دبانے شروع کئے مین نے حضرت کو خوش دیکھکر اور وہ وقت مناسب سمجھکر اُس حالت مین شکایت کی اور اپنی بہوک کی تکلیفین بیان کین اور عرض کیا یا سیدی کیا سبب ہے کہ حضرت قدوۃ الابرار نے اسقدر فقر اختیار فرمایا ہے - اور دنیا کو اسقدر پہٹکار رکھا ہے کہ پاس آنے نہین دیتے اور نہ کچھ قبول کرتے - تاہم پر تو نظر کیجئے کہ ہم کیسے بہوکے ہین - بیتاب ہوکر کسقدر مصیبت جھیل رہے ہین - ہماری حالت زار قابل رحم ہو رہی ہے - للہ کرم فرمائیے

یہ سنانے کے بعد مجھ سے آپ نے پوچھا کیا تو نہیں جانتا ہے کیا تجھے شیخ فرید شکر گنج کے حال سے آگاہی نہیں ہے کہ وہ کیسے مرد بزرگ تھے انہوں نے کیسی کیسی مشقتیں اٹھائی ہیں۔ کیا کچھ مصیبت جھیلی ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ برسوں پا پیادہ سفر کرتے رہے۔ اور بدنوں بھوکے رہے۔ تشنگی کی حالت میں مسافرت کی۔ اور تو ان تین ہی روز میں چلا اٹھا ہے اور اس کی تاب نہ لا کر میرے پاس شکایت لائی ہے۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے۔ چونکہ بھوک کی آگ مجھ میں حد سے زیادہ بھڑک رہی تھی میری زبان سے یہ نکلا کہ وہ شیخ فرید تھے جو انہوں نے اتنی مشقتیں کیں اور صعوبتیں جھیلیں۔ ان کے مقابل میں ہم کون ہیں کہ ہم اون کے ساتھ مقاومت اور برابری کریں اور اونکے موافق رہیں۔ جب آپ نے میرا یہ کلام سنا تو مجھے اپنا پاس لے کر مبارک مارا اور زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ جان اور آگاہ ہو کہ اگر وہ شیخ فرید تھے تو تیرا فرید میں ہوں یہ جہان پردہ پوش ہے۔ جب پردہ عالم اٹھا دیا جائیگا تو جو حق ہے وہ عیاں ہوگا۔ اوسوقت معلوم و مفہوم ہوگا کہ تیرا مقام کہاں ہے اور اللہ تعالی کے پاس بزرگی و برتری کسکو حاصل ہے۔ جب میں نے اس قطب الانام سے یہ کلام سنا تو توبہ کی اور سخت نادم ہوا۔ اور حضرت کی فضیلت و مرتبت یقینی طور پر معلوم کی۔

دوسری نقل

حضرت راوی مذکور فرماتے تھے کہ میں نے حضرت والدی قدس سرہ سے سنا ہے اور یاد رکھا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خالق ذوالمنین نے رفعت ایک دکھنا

میرے حوالے کیا ہے اسکا تصرف میرے ہاتھہ مین دیاہے اور بقیہ نصف کے لیے بھی مجھے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب

اٹھانوین حکایت

راویان مذکور اور ناقلان مسطور سے نقل ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ مرشد الکریم مخدوم المخادیم ولی کارساز بندگی مخدوم حضرت سید محمدؒ گیسو دراز الحسنی الحسینی قدس اللہ سرہٗ نے اپنے حکایات کی کتاب مین چند کلمات مشتمل اوپر ان ولایت کے حالات کے جو حالت وجد مین واقع ہوے اور عالم وحدت سے نشے کے غلبہ مین جو کرامات آپ سے ظاہر ہوے بیان فرمایا ہے ۔ ظاہرا یہ حالات شرع شریف کے موافق نہین ہین اور مذہب کے خلاف معلوم ہوتے ہین ۔ چنانچہ اسی وجہہ سے شیخ تبانان نے جو بہت علم رکھتا تھا ان حالات کے صحیح تسلیم کرنے مین انکار کیا ۔ اور وہ واقعہ اسیر حضرت سید ابو الحسن کے ساتھہ جو حضرت مخدوم موصوف کے اولاد سے تھے بما حسنہ سے پیش آیا ۔ اسنے آپ سے کہا کہ آپ کے حضرت داداجان یہ باتین فرما گئے ہین ۔ اور آپ اون حضرت کے پوترے ہین ۔ اگر آپ ان باتون کو جانتے ہین تو انکو شرع شریف کے حکم کے مطابق عیان کرین اور مجھے متنبہ فرمادین ۔ ورنہ معترض ہوکر کفر کا اطلاق کرین ۔ چونکہ سید ابو الحسن مذکور اپنے داداجان کے حالات و مقامات کے وارث نہ تھے ۔ جواب سے عاجز ہوکر متحیر و متفکر ہوگئے آپ نے اوسی شب اپنے جد بزرگوار مخدوم سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ کو خواب مین دیکھا ۔ آپ نے ان کو فرمایا اے فرزند ارجمند جان اور آگاہ رہ کہ اس

زمانہ مین ایسا کوئی نہین ہے جو میرے کلام کو بیان کرے اور اوسکی رموز و معانی کو عیان کرے مگر میرے بھائی شیخ محمد جو ولی روزگار اور عالم اس اسرار کے ہین اس سے خوب واقفیت رکھتے ہین ۔ اور کامل طور پر آگاہ ہین کیونکہ مین اور آپ ایک ہی میدان کے آدمی ہین اور ایک دوسرے سے پہچانت تمام رکھتے ہین ۔ تو میری کتاب کو اوس قطب زمانہ کے پاس بھیج ۔ وہ تجھسے اسکے مطالب احسن طور پر بیان کرینگے اور شرع شریف کے موافق عیان فرماینگے ۔ جب سید ابو الحسن خواب سے بیدار ہوئے تو آپنے خواب کی کیفیت لکھکر مع کتاب حضرت قطب الاقطاب مظہر اسرار ربانی مصدر انوار سبحانی ابی الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ کی خدمت مین بھیجی ۔ حضرت نے اس کتاب کی شروع سے آخر تک شرع شریف کے موافق شرح لکھی ۔ اوسکے رموز نہانی کے حل اور مطالب و معانی کی شرح سے شیخ خابان کو آگاہ کرکے اوس کے کل اعتراضون کے جوابات آپنے نہایت عمدگی سے شرع شریف کے مطابق ادا فرمائے ۔ اور ان باتونکو اچھی طرح اسکی خاطر نشان کرکے تنبیہ و تحقیق فرمائی

واللہ اعلم بالصواب

اٹھوین حکایت

قدوة الابرار شیخ سالار سے نقل ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ ایک شخص سلیمان ڈھونڈھی نامی تھا ۔ اوسکی عورت پر ایک سرکش جن مائل ہوا

وہ اون دونون زن و مرد کے درمیان حائل ہوکر عورت سے بدفعلی کیا کرتا تھا - بیچارہ شوہر اوسکی اس زبردستی اور سرکشی سے مجبور ہوکر آہ و بکا و نالہ و فریاد کرنے لگا - جس بزرگ کی نسبت سنتا کہ وہ صاحب حالت و حقیقت ہے وہ اوسکے پاس جاتا اور نہایت اضطرار و عجز و زاری سے اپنی مصیبت کہہ سناتا - مگر کوئی اوسکی فریاد کو نہ پہونچا - یہانتک کہ اوسنے سب کو دیکھ لیا کہ کسی مین بہی اتنی قدرت نہین ہے کہ اوسکی پریشانی کو اوس سے دور کرے - تو وہ آخرالامر حضرت قطب الجن و الانس ولی الباری شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ کی خدمت شریفہ مین حاضر ہوا آپسے اپنی عجز و بیچارگی کی داستان اور پریشانی کی حقیقت و کیفیت نہایت دردناک الفاظ مین کہہ سنائی - اور نہایت گڑگڑا کر آپسے التجا کی کہ اوسکے حال زار پر نظر ترحم و کرم فرمائی اوسکی فریاد کو پہونچین - حضرت شیخ نے مجہکو اپنے نزدیک بلاکر چند اسماء بتائے اور فرمایا تو شہر کے باہر جنگل مین جا - وہان ایک دائرہ کہینچ اور اوس دائرہ مین بیٹہکر جس طریق پر مین نے تجہے تعلیم دی ہے اوسی طریق سے اسماء مذکورہ پڑھ اوسوقت جنون کی صفین تیرے سامنے سے گذرینگی - تو انکی مختلف اور مہیب صورتین دیکہکر نہ ڈر - اس وقت کسی قسم کا خوف و خطر دل مین نہ آنے دے - جب انکا بادشاہ تیرے نزدیک آئے اور تجہسے سبب بلانیکا دریافت کرے تو تو اوسکے سامنے میرا نام لے اور کہہ کہ مین نے تجہے اوسکے پاس بہیجا ہے اور اوس جن کو جو فلان عورت پر فریفتہ ہے حاضر کرنیکو

کہا ہے ۔

پس مین جنگل کیطرف روانہ ہوا اور حضرت نے جسطرح ارشاد فرمایا تھا اوسیطرح ایک دائرہ کہینچا اور اسکے بیچ مین بیٹھکر اسماء پڑہنے مین مشغول ہوا مختلف اشکال اور عجیب وضع کے جنون کی صفین میرے سامنے ظاہر ہوئین ۔ چنانچہ انکی ہیبت مجہپر اسقدر غالب ہوئی کہ مجہہ مین اونکے مشاہدہ کی بالکل تاب نہ رہی اور اس خوف سے قریب تہا کہ مجہے غش آجاے ۔ اوسیوقت مین نے اپنے حضرت حضرت دوجہان کی آواز مبارک سنی آپ نے پہلے ندا کی اور پہر اپنا دست تقویت میری پیٹہہ پر پہیر کر مجہسے فرمایا لاتخف انی معک (مت ڈر مین تیرے ساتہہ ہون) اسیوقت مین نے آواز اس قطب بندہ نواز کی سنی تو اپنے مین قوت بے انتہا پائی ۔ اور یقین جانا کہ حضرت مجہسے ہر دم مطلع ہین اور ہمراہی تمام رکہتے ہین ۔ پس مین دلیر ہوکر اسماء کے پڑہنے مین مشغول ہوا ۔ جب جنون کی صفین گذر چکین تو اونکا بادشاہ نمودار ہوا ۔ وہ دائرہ کے پاس آکر گہوڑے سے اوترا اور زمین خدمت کو بعجز تمام بوسہ دیکر مستفسر ہوا کہ مجہے کس لیے طلب کیا ہے اور تو کیا مراد رکہتا ہے ؟ مین نے کل واقعہ سنایا اور حضرت شیخ کی رسالت کا پیام پہونچایا ۔ اوس نے نہایت تعظیم و تکریم سے آپکے نام مبارک کی سماعت کی اور طاعتاً آپ کے ارشاد مبارک کی اجابت مین سر تسلیم خم کیا ۔ اوسیوقت خاص خاص جنون کو طلب کرکے حکم دیا کہ فی الفور اوس سرکش جنکو حاضر کرین ۔ حکم کی دیر تہی کہ وہ حاضر کیا گیا ۔ بادشاہ اسکو میرے سپرد کرکے روانہ ہوا ۔ مین نے اس سرکش کو اسماء اللہ تعالی کی

قوت سے ایک شیشہ مین آتا۔ کر اسپر مضبوط مہر لگا دی۔ پھر اوس شیشہ کو زمین مین دفن کردیا۔ وہان سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر کل ماجرا عرض کیا۔ اس دن سے سلیمان ڈھونڈی کی منکوحہ نے اوس سرکش جن کے ظلم وستم سے رہائی پائی۔ واللہ اعلم بالصواب

ساٹھوین حکایت

ایک طبیب سے نقل ہے۔ وہ ایک فقیر آدمی تھا اور ہمیشہ مسکین حال و پریشان دل رہتا تھا۔ وہ اپنی اور اپنے اہل و اطفال کی فکر معیشت مین ہر روز حضرت قطب الآفاق بالاتفاق بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کی خدمت مین حاضر ہوتا اور خاص وعام کو نفع پہونچانے واسطے حضرت اسکو انعام کے طور پر کچھ دیدیا کرتے تھے وہ کہتا تھا کہ ایک روز بال بچون کے اخراجات معاش کے لئے کوئی چیز میرے گھر مین نہ تھی۔ مین ہر روز کی عادت کے موافق اوس قطب الاوتاد کی خدمت اقدس مین گیا جب آپ کے دولت خانہ مین پہونچا تو دیکھا کہ آپ حجرۂ مطہرہ مین آرام کر رہے ہین۔ آپ کی ملاقات میسر نہ ہونے سے مین مایوس ہوا اور پلٹ کر واپس جانا چاہا۔ اتفاقاً گھر کے صحن مین ایک چاندی کا تار پڑا دیکھا۔ اوسوقت وہان کوئی موجود نہ تھا اسلئے اسکو اٹھا کر لیگیا۔ اور اس روز کی خوراک اوس سے مہیا کی۔ دوسرے روز اس حضرت قدوۂ اہل صفا کی خدمت مین حاضر ہوا

اور کہا اے میرے صاحب کل فدوی در دولت پر حاضر ہوا تھا۔ کوئی چیز نہ پانے سے بےنیل مرام واپس گیا۔ جب حضرت نے یہ سُنا تو تبسم کرتے ہوئے میری طرف دیکھکر فرمایا تو کیوں جھوٹ کہہ رہا ہے۔ لیکر ہی منکر ہوتا ہے پھر آپ نے اوس تار نقروی سے جو مجھے حجرہ کے صحن مین ملا تھا آگاہ فرمایا۔ مین اسبات سے سخت متحیر و متعجب ہوا کیونکہ مین سمجھے ہوئے تھا کہ میرے اس معاملہ سے سوائے خالق غیب دان کے کوئی واقف نہ ہوگا۔ مین نے اوسیوقت حضرت کی ولایت کا اقرار کرکے توبہ کی اور اپنے فعل سے نادم ہوا۔

واللہ اعلم بالصواب

اکسٹھوین حکایت

صادقون اور صالحون کے پیشوا شیخ محمدؒ قادری ستہنوری سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مجھکو ایام صغیر سنی مین جبکہ میری عمر بارہ برس کی تھی حضرت قطب الواصلین رئیس العارفین غوث الصمد بندگی مخدوم شیخ محمدؒ الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ سے مرید ہونے کی حد سے بڑھکر ہوس ہوئی اور آپکی طرف سے میرے دل مین بہت اعتقاد پیدا ہوا۔ اور دن بہ دن یہ ہوس بڑھتی جاتی تھی۔ پس مین نے اپنے والد کو اس حال سے خبر کی اور حضرت سے اپنا اشتیاق ارادت ظاہر کیا۔ اور بہت عجز و زاری کی کہ مجھے حضرت کے پاس لے چلکر آپ کی قدم بوسی سے مشرف کرائین۔ چنانچہ چلنے پر آمادہ ہوکر مین نے تین روز تک کھانا نہ کھایا۔ جب والد نے میری کوشش

بلیغ دیکھی تو اسباب سفر کا تیار کیا اور مجھے ہمراہ لیکر اپنے قریہ سے حضرت کے شہر کیطرف روان ہوئے۔ جب ہم حضرت کیخدمت مین پہونچے اور اونکی قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ مین نے اپنی غرض جو میرے دل مین کی تھی آپ سے عرض کی۔ آپ نے میرے حال پر کرم فرمایا اور اپنا دست مبارک دیکر مجھے مرید فرمایا اور زمرہ حضرت قادریہ مین شامل کیا۔ پس مین اوس وقت سے حضرت کیخدمت مین ملازم ہوا۔ میرا قاعدہ تہا کہ جب حضرت قطب الله مسجد مین جلوس فرماتے تو آپکی نعلین مبارک بغل مین رکھکے ہاتھ باندھکے کھڑا ہو جایا کرتا۔ اسی طریق پر مین اپنی عمر گذارتا تھا۔ ان ہی ایام مین مجھے آنکھون کا مرض ہوگیا۔ چنانچہ اس سے میری پلکین جھڑ گئین۔ اور آنکھین نہایت سرخ ہوگئین۔ میرے والد نے میری یہ حالت دیکھکر حضرت سے عرض کیا اور اس عارضہ سے میرے شفا پانے کی استدعا ظاہر کی۔ حضرت قطبی قدس الله سرہ ہر روز دو وقت اپنا لعاب مبارک میری آنکھون مین لگاتے تھے آپ نے یہ عمل گیارہ روز تک جاری رکھنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ اور ہر روز مجھے ایک کھجور عطا فرماتے تھے۔ مین اُسے کھا لیتا تھا۔ ابھی یہ عمل کرتے ہوئے گیارہ روز ختم نہ ہوئے تھے کہ میری آنکھونکا عارضہ بالکل دفع ہوگیا اور اچھی طرح بلکہ کامل طور پر صفائی و صحت حاصل ہوئی۔ اب میری عمر سو سال کے قریب پہونچی ہے۔ اسوقت سے اب تک کوئی عارضہ میری آنکھون مین نہ ہوا اور حضرت کے لعاب مبارک کی برکت سے کسی نوع کا تغیر تک نہ پیدا ہوا و الله اعلم بالصواب۔

باسٹھوین حکایت

مقتداے الزمان شیخنا المخاطب بہ امین خان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مین ایک رات اپنے مکان مین بیٹھا تھا۔ اسوقت مین نے حضرت قطبی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ کو علانیہ دیکھا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اونچا کر کے مجھسے فرمایا کہ ادہر سے دیکھ۔ مین نے دیکھا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا دیکھا؟ مین نے کہا مجھے حضرت محمد رسول خدا صلوۃ اللہ علیہ دکھائی دئے۔ آپ نے کہا پھر دیکھ۔ مین نے دوبارہ دیکھا۔ پھر دریافت کیا کہ کیا دیکھا؟ مین نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا۔ آپ نے سہ بارہ فرمایا کہ پھر نظر کر۔ مین نے مکرر دیکھا۔ پوچھا کہ اب کسکو دیکھا؟ مین نے کہا کہ اس دفعہ حضرت سید عبد القادر رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نظر آئے۔

پس آپ نے زبان در بار گوہر نثار سے فرمایا کہ ان تین حضرات مین فرق نہ کر۔ انکو علیحدہ نہ سمجھ۔ ان تینون کو ایک ہی وجود جان۔ اگرچہ بادی النظر مین یہ حضرات تین وجود مظہر نظر آتے ہین۔ لیکن باطن مین تینون ایک ہی وجود ہین۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ معیت تمام رکھتے ہین۔ وہ آدمی بڑا ہی خوش نصیب ہے جو ایسا اعتقاد رکھے۔ انبساط روحانی اور خنکی جاودانی اوسی کے لئے ہے۔ اوسکو لازم ہے کہ اس بات کو موجب نجات دارین جانے۔ اور جو اس کے خلاف خیال کرے اور

اسمین شک و شبہ رکھے اوسکے لئے فی الواقع ہلاکت ہے ۔ یہ ٹھیک طرح پر معلوم نہین ہوا کہ آیا یہہ واقعہ حضرت کی زندگی مین واقع ہوا یا آپ کے انتقال کے بعد ۔ مگر آپکا یہ قول مبارک احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہوتا ہے ۔ اور نیز حضرت شیخنا سلطان الاولیا بندگی مخدوم سید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے اقوال سے بھی موافق معلوم ہوتا ہے ۔ چنانچہ حضرت سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان مین فرماتے ہین لَحْمُکَ لَحْمِی دَمُکَ دَمِی جِسْمُکَ جِسْمِی ۔ یعنے (تیرا گوشت میرا گوشت ہے تیرا خون میرا خون ہے تیرا جسم میرا جسم ہی) اور دوسری جگہ بھی اس سرور سروران سلطان زمین و زمان فرماتے ہین :۔ أنا وعلی من نور واحد انا وانت وانت انا ۔ یعنے (مین اور علی ایک نور سے ہین ۔ مین ہون سو تو ہے اور تو ہے سو مین ہون) ان احادیث سے حضرت مرتضویہ کی معیت حضرت محمدیہ کے ساتھہ کامل طور پر معلوم ہوتی ہے اور اس سے بلا شک و شبہ یگانگی ظاہر ہوتی ہے اور اسی معنی مین حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی قدس اللہ سرہ فرماتے ہین :۔

بیت

مصطفےٰ وا مرتضیٰ ان مرتضیٰ را مصطفےٰ ✣ خاک در چشم دو بینا ہیچ خا باید زدن ✣

اور حضرت سلطان الاولیا قطب الارض والسما محبوب سبحانی بندگی مخدوم سید محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری

الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تمامی طور پر اپنی نسبت فرزندی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت سبطین الامام الحسن رضی والحسین رضی علی نبینا وعلیہم السلام کیطرف سے رکھتے ہین - اور جو لڑکا اپنے باپ کے حالات اور مقامات کا وارث ہو یگانگی مین وہ اپنے باپ سے جدا نہین سمجھا جاتا ہے - **بیت**

فرزند خلف حیات ثانی ست ٭ گفتم غلط کہ عین زندگانی ست

چنانچہ خود ہمارے حضرت شیخ بندگی سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے فرمایا ہے - کل ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم - یعنے (ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہے اور مین اپنے دادا کے قدم پر ہون (جنکا نام) محمد رسول اللہ ہے) قصیدۂ تائیہ مین (یعنے جسکی ردیف مین ت ہے) آپ نے خود فرمایا ہے - **شعر**

فحاضرنی من النیم بنفحۃ ٭ خلیلتہٖ علیۃٍ احمدیۃٖ -

جب وجود حضرت غوث پاک کا حضرت سرور انبیا کی خلقت کے خمیر سے بنا ہے تو اسی لحاظ سے حضرت غوث پاک کی معیت تمامی طور پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے - اور کامل طور پر یگانگی ثابت ہوتی ہے - پس اس اعتبار سے تینون بزرگوار ایک وجود ہین اگرچہ ظاہراً تین معلوم ہوتے ہین مگر باطناً ایک ہی ہین وجوہات بالا سے یگانگت کی حقیقت سمجھ لینی چاہئے - اے ناظرین

غور کا مقام ہے - کہ جب حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی ایسی تفضیلت ہے تو آپ کے مرتبہ کی کیا حد ہو سکتی ہے سبحان اللہ آپ کی کیسی بزرگی ہے اور کیسا پاک وجود ہے - ہماری زبان میں کہاں وہ قوت جو آپ کی تعریف بیان کر سکے اور قلم میں کہاں وہ طاقت جو آپ کے اوصاف تحریر کر سکے -

اشعار

در مدح حضرت شیخنا سلطان الاولیا ذریۃ البیضا

قطب الوجود سیف اللہ الموجود امام المتصرفین رئیس المحبوبین شیخ الثقلین سر اللہ سید السادات سید محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عناہ

۱ سرور عالم محی الدین شاہ اولیا
حجت اللہ وارث و سلطان جملہ انبیا

سر ما لا تعلمو نست آن ولی ذو الجلال
رہنمائے رہروان راز دار مصطفا
مقصد مقصود عالم مطلب مطلوب حق
فخر اولاد حسن ہم یادگار مرتضا
نام پاکش عبد قادر آن امام العارفین
ساکنان ہر دو عالم راست با او اقتدا
والی ملک ولایت پیشوائے مومنان
عالم علم لدنی سینہ اہل تقا
مہرہائے اولیائے اولین گشتند غرب
آفتابیش چونکہ طالع گشت بر اوج علا
تا قیامت مثل او ہرگز نباشد ہیچکس
چون نبودہ چون سلیمان ہیچ دیگر بادشا
کاشف سر نہانی فایض فیض الٰہ
باطن امریکہ امر اللہ و محبوب خدا
غوث اعظم قطب عالم مرجع احباب حق
التجائی کہ ہست با او سائر اقطاب را
کنہ فضلت کس نگفتا من کنم انشا دین
زانکہ پائے خود نہادہ بر سر اہل ولا
ہر کہ با جان شد غلام حضرت شاہ جہان
یافت او از عزتش امن و امان روز جزا
گر نجات خویش خواہی در دو کون ای قادری
دست جان باد امنش زن از سر صدق و صفا

سترھوین حکایت

حضرت قطب المتصرفین مرشد الصمد بندگی مخدوم شیخ محمد قادری قدس سرہٗ کے بعض ملازمین اور مریدون سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ ایک جوگی جس نے جوگیون مین بہت عرصہ تک رہکر علم جوگیہ مین کامل مہارت حاصل کی تھی ایک روز اپنے تمام چیلون کو ساتھ لئے ہوئے حضرت والا منقبت کی خدمت اقدس مین آیا اپنی کہولی کمائی اور زنار و جھولی کے گھمنڈ مین اسنے خیال کیا تھا کہ

سے چاہا کہ اپنی قوت استدراج سے حضرت کی پاک باطن مین تصرف کرے اور خاطر مبارک مین وسوسہ ڈالکر آپ کو اپنی طرف کھینچے۔ مگر اسکا یہ زعم اسکے دل ہی مین رہا۔ امید بر نہ آنے پائی جب اوس نے حضرت کا جمال جہان آرا دیکھا تو فوراً اوسکی قوت استدراج سلب ہو گئی۔ جو کچھہ کمائی کاسد گرہ مین باندہ لائی تہی وہ کھل گئی۔ نشۂ فاسد ہرن ہو گیا۔ کل عمل برباد گیا۔ عقل حلقہ ہو اوسکے کان مین آویزان تہا نکلکر کہان سے کہان جا پڑا۔ حیران و پریشان ہوکر ایسا سٹپٹایا کہ اوسے کچھہ خبر نہ رہی اور دہشت و ہیبت اسکے دل پر اسقدر غالب ہوئی کہ لرزان اور ترسان اسنے زمین خدمت کو بوسہ دیکر حضرت کے پاے مبارک پر اپنا سر رکھہ دیا۔ اور نہایت عجز و زاری سے اپنا ماتہا خاک پر رگڑ کر معافی چاہی۔ حضرت قطب زمان نے اوسے اس حال مین ملاحظہ کرکے تبسم فرمایا اور اوسکو توبہ کراکر مسلمان کیا اور پہر اوسے مرید بہی کیا۔ چند روز تک اوس نے حضرت کی خدمت مین رہکر ارشاد حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت سے رخصت رخصت لیکر واپس ہوا اور جہان سے آیا تہا وہان چلا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب

چوسٹھوین حکایت

صالح الصدق برگزیدۂ آلہ شیخ شہر اللہ علیہ الرحمۃ اللہ سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ بہادر بادشاہ گجرات سنہ ۹۳۵ مین بلاد دکن کیطرف متوجہ ہوا۔ ان ایام مین حضرت قطب الانام پیری مرشدی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف

القادری قدس اللہ سرہٗ بیمار تھے - اور اس عالم فانی سے سرائے جاودانی کی طرف اپنی رحلت کے آثار ظاہر کرتے تھے - پس حضرت قطبی قدس سرہٗ کے کل فرزندان تمام مرید اور اکثر معتقدین آپس مین متفق ہوکر آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور قدم مبارک پر اپنے سر رکھکر نہایت عجز و زاری سے عرض کیا کہ اے ہمارے قطب الوقت ہم پر دو حادثے واقع ہوئے ہین اور دو مشکلین ہمین پیش آئی ہین - پہلا حادثہ ایسا ہے کہ جسکو اب ہم سر پر لئے ہوئے ہین اور اسکو سخت سے سخت مصیبت خیال کرتے ہین - وہ یہ ہے کہ اب حضرت ہمکو داغ مفارقت دینے والے ہین ہمکو غریب و بے کس و بے وسیلہ چھوڑ کر اس جہان سے سفر کرنا چاہتے ہین - دوسرا یہ کہ بادشاہ گجرات نے لڑائی کے لئے چڑھائی کی ہے ہماری خون ریزی اور تباہی و بربادی پر آمادہ ہوا ہے - ہر طرف سے آہ و فغان نالہ و فریاد کی آوازین بلند ہو رہی ہین - خون کے بادل ہمارے سر پر اُمنڈ رہے ہین - ہر سو مصیبت اپنی ڈراؤنی شکل دکھا رہی ہے - سر دست اپنے بچاؤ کی شکل نظر نہین آتی ہے - ہر طرف سے یہی آواز سنی جاتی ہے کہ - اِنَّ الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ (تحقیق کہ بادشاہ جب داخل ہوتے ہین کسی گانون مین تو اسکو تباہ کر ڈالتے ہین اور عزت دار لوگون کو ذلیل کرتے ہین) ہم یقین جانتے ہین اور تحقیق و تصدیق سمجھتے ہین کہ حضرت قطب روزگار و محبوب کردگار صاحب تصرف و کرامت ہین اور

اللہ تعالیٰ کے پاس قدرت اور منزلت رکھتے ہین - اوسکی عالی بارگاہ سے اپنی زندگی آپ زیادہ کرا سکتے ہین - اسوقت حضرت اپنی رحلت کو متوقف کرین - ہمین امید ہے کہ حضرت ہماری درخواست کو قبول و منظور فرماکر اور ایک نظر رحمت و شفقت ہمارے احوال زار و پُر اضطراب پر مبذول فرماکر اپنے سایۂ عاطفت اور رافت کو ہمارے سرون پر سے نہ اُٹھائینگے اور ایسے تہلکے وقت مین ہمکو حضرت بے یار و بے وسیلہ اور تنہا چھوڑ کر نہ جائین گے - آپ کے بعد ہم اپنی التجا کس سے کرین اوسوقت ہماری کون سنیگا - ہمارا کون وسیلہ ہوگا - ہائے ہم آپکو چھوڑکر کس کے ہو رہین - جب حضرت نے ہر ایک کی عرض سنی اور دیکھا کہ ہر ایک شخص گریہ و زاری کر رہا ہے تو متامل و متفکر ہوکر ایک ساعت تک مراقبے مین سرنگون رہے بعدہ سر اُٹھاکر زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ اِنّی عَمِلْتُ عَمَلَ الشیخ الصدیق الیمنی لیکن تھوڑا یعنے تحقیق مین نے عمل کیا جیسا شیخ صدیق یمنی نے کیا تھا مگر انہون نے بہت کیا تھا مین تھوڑا کرتا ہون -

مخبران چشتیین شیخ صدیق یمنی کے قصہ کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب آپکے ایام معیشت انصرام کو پہونچے اور موت قریب آئی تو آپنے اپنے فرزند کو صغیر اور نابالغ دیکھکر اپنے بھائی کو بلاکے کہا مین تجھے اپنی جگہہ دیتا ہون - تو میری سجادگی کو قبول کر اور میری جگہہ بیٹھہ جتنے امور مشیخت یعنے پیری مریدی وغیرہ کے کام ادا کرنے ہون اُنکو تو بعض

بجالا اور سلسلہ جاری رکھہ - آپ کے بھائی نے اُنکا کہنا نہ مانا اور یہ عذر پیش کرکے قبول کرنے سے انکار کیا کہ یہ کام دشوار ہے - مجھسے انجام کو نہ پہونچیگا اور اوسکی گرانی مجھسے اُٹھائی نہ جا سکیگی - آپ نے اُنکو جھڑک کر فرمایا کہ چل دور ہو مین نے اپنی موت کو متوقف کیا اور اپنی زندگی کو زیادہ کرایا ہین او سوقت تک نہ مرونگا جب تک کہ میرا بیٹا بالغ نہ ہولے اور مشیخت کو برداشت کرنے کے لائق و قابل نہ ہوجاے - اس واقعہ کے بعد آپ بارہ برس تک زندہ رہے - جب آپ نے اپنے بیٹے مین قابلیت دیکھی تو اسکو تلقین کی اور کل امور کی تعلیم فرمائی - اسکو اپنی جگہہ بٹھا کر اوسوقت آپ نے اِس عالم فانی سے نزہتگاہ جاودانی کیطرف نقل کی -

پس اوسوقت سے حضرت شیخ محمد الشریف القادری الملتانی کو صحت کامل ظاہر ہوئی اور شفائے عاجل حاصل ہوئی - اسکے بعد آپ نے ایک مدت تک نہایت خوشی و خرمی سے زندگی بسر کی واللہ اعلم بالصواب

پینسٹھوین حکایت

یہ حکایت حضرت کے بعض اقوال و افعال اور حالات و کرامات پر جو آپ کے زمانہ موت تک واقع ہوے اور اُن امور پر جو آپ سے خلاف عادت ظاہر ہوئے مشتمل ہے -

پہلی نقل

حضرت کے تمام صاحبزادون و مریدون اور معتقدون سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ جب گجرات کا بادشاہ بہادر اپنے ملک کو واپس گیا تو اوسکے آنے سے جو غوغائے عظیم برپا ہوا تھا وہ موقوف ہوا۔ سب کا اضطراب دفع ہوا۔ ہر شخص امن چین سے اپنے کام انجام دینے لگا تین مہینے کے بعد ماہ رمضان المبارک ۹۳۵ھ مین پھر حضرت کے بدن مبارک مین شکستگی واقع ہوئی۔ بیماری نے اپنی شکل دکھائی شروع کی۔ اور دوبارہ ہم سب پر آپ کی رحلت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ہمین اس عالم سے آپکے سفر کی آگاہی ہونے لگی۔ چنانچہ خود حضرت نے بھی زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ مین نے آجکی رات خواب مین دیکھا کہ میرے لئے عالم بالا سے بلاوا آیا ہے اور دسترخوان وصال پر حضرت ذو الجلال نے مجھے طلب فرمایا ہے اور فرشتے مجھے اپنے کاندھون پر اوٹھائے آسمان کی طرف لئے جاتے ہین۔

دوسرا خواب آپ نے اسطرح بیان فرمایا کہ مین نے دیکھا کہ کل اولیا اللہ تعالی میرے پاس جمع ہوئے ہین اور مجھے رخصت کر رہے ہین۔

آپکے تیسرے خواب کا اظہار اسطرح وقوع مین آیا کہ میان خدا بخش آپکے خلیفون مین سے تھے وہ کسی جگہہ جانے کا ارادہ

کرکے رخصت ہونے کے لئے حضرت کی خدمت اقدس و اعلیٰ مین حاضر ہوئے اور اجازت چاہی ۔ حضرت قطبی قدس اللہ سرہ نے ان سے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ تو اور مین ایک ہی جگہہ مقبرہ مین تھے ۔ لیکن تو وہان سے چلا گیا اور مین نے سکوت کیا اور وہین رہ گیا ۔ اس کو سنکر میان خدا بخش نے آپکی تقریر کا مطلب نہ سمجھا کہ حضرت اپنی موت سے خبردار کر رہے ہین ۔ یہ بات آپ کی وفات کے بعد معلوم کرکے انہون نے بہت تاسف کیا ۔ اور ہاتھہ ملتے رہ گئے ۔

اون ہی دنون مین حضرت والا منقبت کی زبان پر یہ بیت جاری تھی اور آپ اسکو بار بار پڑہا کرتے تھے ۔ **بیت**

ما بفلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم * باز ہمان جا رویم منزل کبریاست

پس حضرت صاحب حالات سے ان کلمات کے سننے سے ہم سبکو یقین ہوا بلکہ تحقیق طور پر معلوم کرلیا کہ آپ حضرت سفر اخیر کرنا چاہتے ہین اور ہم کو اس سے آگاہ فرما رہے ہین ۔ پھر ہم تمام لوگ متفق ہوکر حضرت کے پاس گئے اور نہایت عجز و زاری سے عرض کیا کہ اس بار بھی حضرت اپنے سفر کو متوقف کرین اور مثل شیخ صدیق الیمنی کے اپنی زندگی کو زیادہ کرالین ۔ جب آپ نے ہماری زبان سے یہ بات سنی تو فرمایا کہ عالم کی گرانی مجھہ پر ہے ۔ جب مجھے چھوڑ دوگے تو گرانی عالم عالم پر رہیگی ۔ اسکے بعد آپ نے اپنا دامن مبارک پھیلایا اور کمال تضرع کے ساتھہ زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ اسوقت مجھے معذور رکھو کیونکہ میرا دوست مجھے بہت چاہ

رہا ہے اور مین بہی دیدار کے غایت اشتیاق سے انتظار کی طاقت نہین رکہتا ہون
آپ نے ہر ایک کو یہی جواب دیا اور دلجوئی کی - اور نہایت خلق و مروت سے
تسلی دی - اسکے بعد آپ نے اپنی زبان گوہر فشان - کرامت نشان و سحر بیان
وصیت اور نصیحت کے لئے کہولی - آپ نے اسطرح فرمانا شروع کیا کہ مین تم
تمام کو حضرت غوث الملکوت قطب الصمدانی شیخ الربانی امام المتصرفین رئیس
المحبوبین سید السادات بندگی مخدوم سید محی الدین ابو محمد السید عبد القادر
الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالے عنہ وارضاہ عنا کے حوالے
کرتا ہون تمہارے ہر کام مین تمہین مدد دینے والا - تمہین قوت دینے والا
اور تمہاری خدمت کرنے والا مین ہونگا - مین نے اپنی سجادہ گری مخدوم جی کو
دی - بحق محمد و آلہ الامجاد (حضرت محمدؐ اور آپ کے بزرگ آل کے حق
کے وسیلے سے) انہین مبارک اور ہموار ہو - اور تم سب کا سنبہالنے
والا مین ہون - پہر آپ نے اپنی منکوحہ اور اپنے صاحبزادون کو طلب
کر کے یہہ فرمایا کہ امور آخرت مین تمہارا سنبہالنے والا دینی اور دنیوی
کامون مین تمہاری اعانت کرنے والا - تمہین قوت دینے والا اور تمہاری
خدمت کرنے والا مین ہون - بعدہ یہ نصیحت فرمائی کہ تم میرے قاعدہ
اور میری سیرت پر رہو - اگر باوجود اسکے جو تمسے خلاف ہوگا وہ تباہ
ہوگا - اسی تقریر کی درمیان مین آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت
مخدوم شیخ ابراہیم المعروف ؛ مخدوم جی قدس اللہ سرہ نے آپ سے
پوچہا کہ اسوقت حضرت نے تو فرمایا کہ میری سیرت پر رہو - مگر ہم سے

حضرت کا طریقہ اختیار کرنا اور اوس پر استقامت کرنی کیسے ہوسکتی ہے۔
حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر تمہیں میری باطن پر دسترس
حاصل ہو تو تم میرے قاعدۂ ظاہری پر مستقیم رہو۔ جیساکہ تمنے مجھے دیکھا ہے
جب میرے طریقہ پر تمہیں عبور ہوا اور میرا ظاہری کام تمہیں ہاتھہ دے
تو انشاء اللہ تعالی اسکی توفیق سے میرے احوال باطنی بھی تمہیں میسر آجائینگے
سب صاحبزادوں نے عرض کیا کہ ہم غریب الوطن ہیں۔ ہم
شہر میں ہی رہیں یا دوسری جگہہ بھی جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ
حضرت ہمارے شیخ قطب الاقطاب سلطان الاولیاء الاحباب رضی اللہ
عنہ وارضاہ عنا تمہارے معین اور مددگار ہیں اور میں خود بھی
تمہیں قوت دینے والا ہوں۔ میں اپنے صاحب کے سامنے ہاتھہ
باندھے کھڑا ہوں۔ جو تم سے لڑیگا میں اوسے لیس پاکر دونگا۔
پھر آپ کے صاحبزادوں نے یہ عرض کیا کہ دینی اور دنیوی مہمات
کو آپ حضرت رضی کی تائید سے سرانجام دیتے تھے ایسے واقعے جب ہم پر
وارد ہوں تو آپ اوس وقت ہماری مدد کریں۔ حضرت نے جواب دیا
میں ضرور مدد کرونگا۔ اور یہ فرمایا کہ جیسا اب ہمارے حضرت شیخ رضی اللہ
عنہ وارضاہ عنا کی خانقاہ کے کاروبار جاری ہیں۔ آئندہ بھی یہ اسیطرح
جاری رہیں۔ آپ نے ماہ رمضان المبارک ۹۳۵ھ کی ۲۷ تاریخ کو یہہ
وصیت نامہ لکھکر دیا اور اوسپر ثابت رہنے کے لئے بہت تاکید فرمائی۔
وہ وصیت نامہ یہہ ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلقنا وخلق احبائنا ومریدینا وخلفائنا والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ونبینا محمد ن الہادی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ اما بعد فان الوصیت ثابتۃ بدلیل عقلی ونقلی وفعلی ھذا اقول علیکم ان تاخذوا بالکتاب والسنۃ ثم باقوال الصحابۃ وبمتابعۃ طریق حضرت شیخنا سلطان الاولیا درۃ البیضا قطب الوجود سیف اللہ امام المتصرفین رئیس المحبوبین شیخ الثقلین سر اللہ سید السادات سید محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فی الاقوال والاحوال ط

ترجمہ

شکر ہے اوس اللہ کا جس نے ہمکو پیدا کیا اور ہمارے د مریدون اور خلیفون کو پیدا کیا — اور درود وسلام ہو ہمارے ہمارے نبی راہ راست دکھانے والے محمد صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ بعد حمد ونعت کے جانو کہ وصیت عقلی ونقلی دلیلون سے اور اس فعل سے ثابت ہے مین تمہین کہتا ہون۔ تم کتاب سنت پر اور پھر صحابہ کے اقوال پر عمل کرو۔ اور حضرت شیخنا سلطان الاولیا درۃ قطب الوجود وسیف اللہ الموجود امام المتصرفین رئیس المحبوبین

سیم اللہ سید السادات سید محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی متابعت مین حال اور قال مین رہو۔

پہر آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنے بیٹون مخدوم جی۔ شیخ اسمعیل شیخ اسحاق اور شیخ بدر الدین کو خلافت قادریہ اور اجازت مطلقہ دی تا وہ بندگان خدائے تعالی کو ارشاد کرین اور دست بیعت دین۔ فقیرون کی خدمت کرین۔ جادۂ شریعت پر حق مین مشغول رہین۔ اسکی محبت۔ عشق اور عرفان مین کوشش کرین اپنا اصلی مقصود حق تعالی اپنی کو بنائین۔ دل مین سوائے حق تعالی کے کوئی وہم وگمان اور غم و اندیشہ کو نہ آنے دین۔ مردار دنیا پر نظر نہ رکھین اور اوسکی طمع کو باطن سے منقطع کرین عشق وعرفان کی راہ نمائی مین وہی سلوک مرعی رکھین جس طریق پر حضرات قادریہ نے اسکو جاری کیا تھا اور جسکی مشایخ قادریہ نے تقلید کی تھی۔ اوسی پر عملدرآمد چلا آتا ہے اور اب وہ ہمین معلوم ہے ہمین بہی وہ مقررہ طریقہ کی پیروی کرنی چاہئے۔ اور دوسرون کو بہی وہی تلقین کرین۔ تم سب آپسمین لازموا بالموافقة والاتفاق (لازم جانو اتفاق اور موافقت کو) پر عمل کرین یعنے اتفاق سے رہین۔ اور تم مین سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی والدہ کے کہنے مین رہے۔ انکی رضا کی بغیر کوئی کام نہ کرین۔ انکی رضا کو میری عین رضا جانین۔ فقرا۔ سادات اور آنے جانے والون کی ہمیشہ خدمت کرنے

رہیں - کسی کا دل نہ دکھائیں - کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دیں حسن خلق مروت تواضع - توکل اور قناعت کو اپنا پیشہ بنائیں - خدائے تعالی سے اخلاص کے ساتھ اور خلق اللہ کے ساتھ مروت سے معاملہ کریں سجادہ گری مخدوم جی کو دی گئی ہے - انکو میرے سجادہ پر بیٹھنا چاہیئے - خانقاہ قادریہ کی متولی گری اور امور سربراہی میری موجودگی میں میرے فرزند شیخ بدرالدین کے تفویض تھے - وہ اسیطرح اب ان ہی کے تفویض رہے - اور فرمایا کہ میاں خدابخش کو اجازت مطلقہ اور خلافت قادریہ دی جاتی ہے تا وہ سلسلۂ قادریہ کے کاموں کو جاری کریں - اسیطرح میرزا موسی کو خلافت و اجازت دی جاتی ہے بشرطیکہ وہ ترک دنیا پر غالب ہوں - اور میرے بیٹے شیخ احمد اور قاضی محمد مجذوب کو ان باتوں کی اجازت ہے اور صدر جہاں کے پوترے میاں حسین کو بھی اس شرط پر اجازت دی جاتی ہے کہ وہ جادۂ شریعت پر مستقیم رہیں اور کچہری کی فکر چھوڑ دیں -

سابق میں جن لوگوں کو خلافت قادریہ اور اجازت مطلقہ دی گئی تھی اونکے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں :-

١ - سید السادات سید تیم اللہ بن سید جمال قادری -

٢ - سید حمید مشہدی -

٣ - شیخ عبدالکریم بن شیخ جلال قادری -

٤ - شیخ عبداللہ عرب -

۵۔ شیخ نظام ہتنوری۔

۶۔ شیخ عبد اللہ لجبیوری۔

۷۔ شیخ جنید جون پوری۔

۸۔ میان راجے محمد گجراتی۔

۹۔ شیخ یوسف بن احمد بیجاپوری۔

۱۰۔ شیخ بڈھو اودگیری۔

۱۱۔ میان سید علاء الدین بن سید شرف الدین۔

۱۲۔ سلطان شاہ نابینا۔

۱۳۔ شیخ گھوڑو ساکن کارنجہ۔

۱۴۔ میان محو ساکن تلوارہ۔

۱۵۔ میان حسان کوہیری۔

آپ نے پھر فرزندون کو نصیحت کرنی شروع کی کہ تم سب بھائی آپس کا رہین مین مشفق رہین اور پانچون وقت جماعت سے نماز پڑھا کرین اور ہمارے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے ملفوظات پر عمل کیا کرین۔ اور کسی قسم کی فکر کو کسی وجہہ بھی دل مین راہ نہ دین۔ ہمارے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کا دینا و دنیا کا دامن مبارک ہمیشہ ہر حالت مین مضبوط پکڑے رہین۔ اور دونون جہان کے مہمات مین حضرت صمدیت جل و علا پر توکل اور اعتماد رکھین۔ ۱ نہ

۱ تو ہی ۲ ہدی دلیل ویا لاخیات بعدہ و علے

کل شیئ قدیر۔ (تحقیق وہ سب سے زیادہ قوی مددگار ہے۔ سب سے زیادہ ہدایت کرنے والا رہنما ہے۔ وہی قبولیت کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے) جب آپ نے ماہ رمضان المبارک کے روزے ختم کئے اور نماز عید پڑہی تو تمام قبیلہ والون کو عید مبارک فرمایا۔ اور حکم دیا کہ نکارکا تختہ اور گل تیم اُٹھادی جائے۔ کیونکہ اب انکی ضرورت نہین رہی۔ غرض آپ ان تمام کو وداع آخرت کرکے اور سب کو حق تعالی کے سپرد کرکے ذکر و فکر مین مشغول ہوئے اور بحر مکاشفہ و مشاہدہ مین مستغرق ہوئے۔ اسی اثنا مین الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (آگاہ رہو تحقیق اللہ کے اولیا کو نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہین) کی خوشخبری آپ کے گوش ہوش مین پہونچی۔ اور یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ (اے مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف درحالیکہ تو راضی اور خوش ہو) کی ندا سنائی دی۔ آپ نے فوراً ان کلمات کی جواب کی طلبی پر دلالت کرتے ہوئے بموجب حکم فلیستجیبولی (قبول کرین میری دعوت کو) اجابت مین سر تسلیم خم فرمایا۔ اسیوقت آپکا طائر روح پرفتوح نے قفص وجود سے نکلکر مالک الموجود (موجود کا مالک) کے گلشن وصال کی طرف پرواز کیا اور آپ اس تنگنائے فانی سے منزلگاہ جاودانی کیطرف رحلت فرما ہوگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۵ جان جانان سے وصل ہوئی۔ دونون دوست آپس مین مل گئے

الموت

جسر یوصل الحبیب الی الحبیب (موت پل ہے دوست کے دوست سے
ملنے کا) ع - قطبی بروز عید بپوشید حلۂ کفن -

اس واقعۂ جانکاہ سے تمام فرزندون - مریدون اور معتقدون پر
مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اُنکے غم و ماتم کی انتہا نہ تھی - سخت کہرام مچگیا
اس غم جان فرسا سے کوئی غم افزون تر نہ تھا - اس دردناک حالت کے
بیان کرنے کی قلم مین تاب نہین - اسکو وہی خوب جانتے تھے جن کے
دل فرط غم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تھے - مفارقت نے جنکے جگر پاش
پاش کردئے تھے - مفارقت ہی کیسی جسکا خاتمہ قیامت ہی کو ہو -
بے تاب دلون کا مچلنا بے قرار طبیعتون کا گڑگڑانا - سر پیٹنا - نالۂ و بکا
کرنا عجیب دردناک سماں دکھاتا تھا - وہ آنکھین جو روئے مبارک کے دیدار
سے مشرف ہونے کے انتظار مین گھنٹون جھپکتی نہ تھین اب آنسو بہا
رہی تھین - دل اُمنڈ رہا تھا آنسوون کی جھڑی رکتی نہ تھی - وہ چہرے
جو دیدار کے میسر ہونے سے اکثر شگفتہ رہتے تھے اب ملول و کبیدہ نظر آتے
تھے - غم رحلت نے شیدائیون کو دیوانہ کردیا تھا - اُنہین سوائے
آنسو بہانے کے کام نہ تھا - سوائے آہ آہ کے کسی بات کا ہوش تک
نہ تھا - بہت رویا بہت پیٹا آخر رضائے قضا پر راضی ہوکر سر تسلیم خم
کیا کہ ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ (تمکو نہین پہونچی کوئی
مصیبت مگر اللہ کے حکم سے) آخر صبر و شکیبائی کو ان سب نے اندرونی
لباس بنایا کہ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب (تحقیق

صبر کرنے والے حساب - مزدوری یا ثواب پائینگے:

حضرت قطبی قدس سرہٗ نے بوقت رحلت فرمایا تھا کہ مجھے بعد انتقال شیخ نظام ہتنوری غسل دین اتفاق کی بات تھی کہ وہ اسوقت اپنے موضع مین تھے - مگر انہون نے صفائی باطن سے معلوم کرکے اسی حال مین بصدول ایک ہی قدم مین پہونچے اور حضرت کے غسل دینے کی دولت سے مشرف ہوکر سرفراز ہوئے - تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی - آپ کے والد مخدوم شیخ ابراہیم قدس سرہما کی مرقد مبارک کے نشیب مین دفن کئے گئے - آپ کو سب نے اس قتیل اللہ فی محبۃ اللہ کے مقبرہ کی بائین جانب رکھا -

دوسری نقل

روایت ہے کہ حضرت کے نقل کرنے کے بعد جو کوئی اپنا سر آپ کے سینۂ مبارک کے نزدیک جھکاتا تو اوسکو اللہ اللہ کی صدا سنائی دیتی - اس آواز سے آپکا ذکر کرنا معلوم ہوتا تھا -

تیسری نقل

اسطرح منقول ہے کہ سید السادات سید عقیل نامی ایک بزرگ اشرف روزگار اور صاحب اقتدار تھے حضرت قطبی قدس اللہ سرہٗ ہمیشہ آپکی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے - جب کبھی حضرت قطب الانام کی

قدم بوسی کے لئے آپ پیش قدمی کرتے تو حضرت آپکو ہرگز اپنے پاؤں کے مبارک پیر جھکنے نہ دیتے تھے۔ جب آپ نے حضرت کے رحلت کی خبر ناہموار سنی تو آپ حسرت کرتے اور زار زار روتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اسوقت حضرت کو کفن سے آراستہ و پیراستہ دیکھکر آپ نے ایک آہ سرد سینۂ پُر درد سے نکالی اور کہا کہ حضرت نے زمانۂ حیات مین مجھے اپنی پابوسی کی دولت سے محروم رکھا۔ شاید اس نعمت سے مستفیض ہونا اب میری قسمت مین ہو۔ مین اب ضرور قدم بوس ہونگا۔ یہ کہکر آپ اپنا سر حضرت کے قدم مبارک کے نزدیک لے گئے اور چاہا کہ آپ اپنی آنکھین آپکے تلوؤن پر ملین تبھی حضرت نے رسم قدیم کے موافق دونون پاؤن اپنی طرف کھینچ لئے۔ آپکا سر قدمون تک ہرگز پہونچنے نہ دیا۔ اسوقت تمام حاضرین نے جو اس کام کو دیکھ رہے تھے آپکو دوبارہ قصد کرنے سے منع کیا اور کہا کہ یہ حضرت صاحب حالات کی تصدیع اوقات نہو آپ کو مرے ہوؤن مین نہ سمجھین کہ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار (تحقیق اللہ کے دوست مرتے نہین ہین بلکہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ مین منتقل ہوتے ہین) چنانچہ حضرت نے اس کلام کے موافق آپنے کو ثابت کیا اور اسکو بعینہ ظاہر فرمایا۔

بیان حضرت سید کی تا قدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ سے ملاقات

آپ زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ ایک نیک مرد نے جس کا نام معلوم نہ ہوا مجھے خبر دی کہ مین آپ کے والد بزرگوار حضرت بندگی مخدوم شیخ محمدؒ قدس اللہ سرہ کی گنبد کے چبوترہ پر سو رہا تھا۔ رات کا تیسرا حصہ گذرنے کے بعد جب مین بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک مرد نورانی گنبد مبارک سے باہر آیا۔ اوسوقت مجھپر اوسکا خوف ایسا غالب ہوا کہ مجھہ مین اوسکے دیکھنے کی تاب نہ رہی۔ مین ڈر سے کانپ رہا تھا اور قریب تھا کہ مجھے غش آجائے۔ اسی اثناء مین وہ مرد سرو روان کے مانند خرامان خرامان میرے نزدیک آیا اور اپنا دست شفقت تقویت دلداری و تسلی کے لئے میری پیٹھہ پر پھیر کر فرمایا کہ مت ڈر۔ مین اس مقبرہ کا صاحب اور اس مرقد کا والی شیخ محمدؒ ہون۔

آپ اُس جگہہ سے اپنے والد شیخ ابراہیم کی قبر پر تشریف لے گئے وہان زیارت کر کے آپنے قرب و جوار کے تمام آرام پائے ہوؤن پر فاتحہ پڑہی اور اونکے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ پہر میری طرف مخاطب ہوکے کہا کہ تونے اسوقت جو کچھہ دیکھا ہے اسے ضرور پوشیدہ رکھہ۔ کسی سے نہ کہہ اگر ایسا ہی کریگا تو یہہ اسرار تجھے ہر شب یون ہی نظر آتے رہینگے اور اگر تونے کسی پر انکا اظہار کیا تو پھر ان سے محروم رہیگا چنانچہ حضرت کے فرمان کے موافق مین نے اب تک کسی سے نہین کہا ہے اور ہر رات وہی کیفیت دیکھا کرتا ہون۔

حضرت شیخ بدرالدین فرماتے تھے کہ مین نے اوس سے ملامت کی کہ

تونے مجھسے کیون کہا - جبکہ حضرت نے تجھے منع فرمایا اور پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی تھی تو تجھے لازم تھا کہ کسی سے نہ کہتا - اب معلوم ہوتا ہے کہ تجھے دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا ان اسرار سے آیندہ محروم رہیگا - وہ مرید یہ سنکر نہایت نادم ومنفعل ہوا لیکن اس سے کوئی صورت نظر نہ آئی - کوئی فائدہ ظاہر نہ ہوا بعد وہ یہ خبر لایا کہ اوسوقت سے مین نے حضرت کو نہ پھر دیکھا اور آپکی نعمت دیدار سے محروم رہا -

چوتھی نقل

منقول ہے کہ حضرت قطب الآفاق بالاتفاق بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ نے اپنے روضۂ متبرکہ کے قرب وجوار کی زمین برسبیل انعام خالق الانام سے اس استدعا کے ساتھ مانگ لی ہے کہ جو شخص اسمین مدفون ہو وہ عذاب قبر سے ایمن رہے - اسکے گناہ بخش دئے جائین اور وہ معاف کردیجاے -

یہ رعایت خاص مسلمانون اور ایمان والون کے لئے ہے - مشرکون اور کافرون کے لئے نہین - انکے لئے وہان ناامیدی تمام ہے -

واللہ اعلم بالصواب

پانچوین نقل

برگزیدۂ آل الشیخ شہر اللہ علیہ الرحمۃ اللہ سے نقل ہے - وہ یہ کہتے

تھے کہ جب حضرت شیخ الانام غوث الکرام ولی اللہ الباری ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کا گنبد مبارک شہید کیا گیا — تو مین اوسوقت مقام بلگالزہ مین تھا — وہان ایک شخص شہر بیدر سے آیا اور اُسنے مجھے حضرت قطبی قدس سرہ کے گنبد مبارک کے شکستگی کی خبر دلشکن دی — مین نے اسبات کو باور نہ کیا اور اسکو جھٹلایا — مگر اسنے بڑے وثوق سے کہا کہ یہ خبر بالکل سچ ہے اسکے صحیح ماننے مین کوئی شک نہ کرنا چاہئے — پھر تو مجھے یقین آیا غم کی فوجین میری دل مین ہجوم کر آئین — رنج والم دل پر غالب آیا — کوئی لحظہ اور کوئی دقیقہ ایسا نہ تھا کہ جسمین یہہ غم میرے دل کے مزاحم نہ ہوتا ہو — سخت تشویش ہوئی — بہت اضطراب ہوا — رات اور دن اسی اندیشہ سے بےچین رہتا تھا — فکر نے نیند حرام کردی تھی — آرام مفقود ہوگیا تھا — غرض غم والم و فکر اندیشہ کی کوئی انتہا نہ تھی — ایک روز انسانی قضائے حاجت کے لئے مین جنگل کو گیا وہان بھی میرا دل اسی ذکر کے مراقبہ مین تھا اور اسی کی محویت طاری تھی — ناگاہ مین نے اوسوقت ایک شخص کی آواز سنی — مین نے اوسے دیکھا تو نہین مگر اسکو مجھسے کہتے سنا — تو کس فکر مین ہے — یہ فکر کرنے اور تیرے دم مارنے کا مقام نہین — یہ عاشق و معشوق کی باتین ہین — یہ محب و محبوب کی حالتین ہین — اور طالب و مطلوب کے

کا ہین ہین - ہر ساعت مین صفت دیگر اور جلوۂ گوناگون کے ساتھہ انکا ظہور ہوتا ہے - ان اسرار مین غیر کو دخل نہین ہے - وہ جب چاہتے ہین کہ کسی پر اپنا راز ظاہر کرین تو حجاب درمیان سے اٹھا دیتے ہین ورنہ کسی پر ظاہر نہین کرتے - ان معاملات کا کوئی اندازہ نہین کر سکتا - وہ جو چاہے کر سکتے ہین - تو کیون خواہ مخواہ فکر مین سرگردان ہو رہا ہے - یہ تیری سراسر نادانی ہے" جب مین نے ایسے کلمات سنے تو میری حالت ایسی ہوئی جیسے کوئی بیہوش اپنے ہوش مین آتا ہے یا نیند سے بیدار ہوتا ہے - مین اس سے متنبہ ہوا اور یہ قدیم بیت جو یاد تھی اوسوقت پڑھی - **بیت**

کجا قادری را درین چون چرا * چو اللہ یفعل کند ما یشاء

مندرجہ بالا وہی عین عبارت ہے جو جناب شیخ شہید اللہ علیہ الرحمۃ نے اپنے ہاتھہ سے لکھہ بھیجی تھی - مین نے اوسے اُسیطرح اِس کتاب مین درج کر دی اور بلا تغیر و تبدل کئے لکھدی ہے -

اس خاندان کے اے طالب صادق اور اس آستان کے اے مرید واثق جان اور آگاہ رہ کہ حضرت اپنے زمانہ مین بیمثل تھے اور ولایت مین اپنا شریک نہ رکھتے تھے - تمام خلائق جہان اور افاضل اعیان آپکے فضل پر متفق تھے - اور لا ریب فی ولایتہ و فضیلتہ (نہین ہے شک اوسکی ولایت مین اور اوسکی فضیلت مین) کہکر صدق دل سے گواہی دیتے تھے - اور کہتے تھے کہ اس ملک دکن مین حضرت ذو المنین کے فیض سے دو بزرگ گزرے - ہر ایک اپنے زمانہ کے قطب اور بے مثل تھے

دونوں نے اس جہان سے رحلت فرمائی۔ اُنمیں سے ایک حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد شریف القادری قدس سرہٗ تھے اور دوسرے بندگی مخدوم سید محمد گیسودراز قدس اللہ سرہٗ۔

چھٹی نقل

نقل ہے کہ ایک روز ایک فقیر پریشان حال صادق مقال جہان دیکھا ہوا اور اطراف واکناف عالم میں صاحبان حالات سے ملاقات کیا ہوا حضرت کی خدمت اقدس واعلیٰ میں آیا۔ اسنے حضرت میں وہ ہیبت و وجاہت اور وہ عظمت وفضیلت پائی کہ کسی میں نہ دیکھی تھی۔ وہ حضرت کی یہ جاہت ومنزلت دیکھکر اکثر یہ بیت پڑھا کرتا تھا۔

بیت

آفاق را گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام ٭ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ساتویں نقل

روایت ہے کہ امیر برید کی مجلس میں علما وفضلا جمع ہوتے تھے۔ ایک روز جبکہ بہت سے عالم اور فاضل مجلس مذکور میں حاضر تھے حضرت قطب ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہٗ کے فضائل علمیہ وشمائل جلیہ کی نسبت گفتگو واقع ہوئی۔ ہر ایک شخص اپنی واقفیت کے مطابق گوناگوں طریق سے آپ کے اوصاف بیان کرتا تھا ومجلس میں ہر طرف سے آپکے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ وعادات و کرامات کا اظہار ہو رہا تھا

انہیں بزرگوں میں، خدا بخش بھی جو ایک بزرگ تھے اور جنکو حضرت قطب زمان سے خلافت حاصل تھی موجود تھے ۔ آپ نے کہا کہ ہر چند آپ صاحبان حضرت کا وصف بیان کرنے میں مبالغہ کرتے ہیں مگر اس سے اصل تعریف جس کے آپ مستحق تھے ظاہر نہیں ہوتی ہے اور یہہ مبالغہ اوسکی انتہا کو نہیں پہونچتا ہے آپ کے جن اخلاق حمیدہ و مراتب اعلی کا ذکر آپ نے فرمایا وہ آپ کی شان کے سزاوار نہیں ہے اور وہ ٹھیک طرح آپ پر پھبتے نہیں ہیں ۔ آپ کی ذات بابرکات کی پاکی نہ اس حد پہ ہے کہ ہماری تعریف میں آسکے ۔ اور آپکا درجۂ منزلت نہ اوس حد پر ہے کہ اوسکا احاطہ کیا جاسکے ۔ لیکن آپ کے زیادہ بخشش والے وجود میں ایک عیب بھی تھا ۔ اگرچہ آپ بلا شک و شبہ عیب سے پاک تھے ۔ یہ سنکر تمام لوگ متحیر و متعجب ہوئے اور خدا بخش سے پوچھا کہ وہ عیب کیسا تھا جو ذات بابرکات کے لاحق تھا ؟ آپ نے کہا کہ وہ عیب یہ تھا کہ حضرت کا وجود ہمارے زمانہ میں ہوا ۔ یہی بڑا عیب ہے کہ آنکھ اور بصیرت جنکو نہیں ہے جو ہم اس قطب الانام کے عالی مقام کا معاینہ کرسکیں اور اس سرور فیض گستر کے اعظام و احترام کا حق ادا کریں ۔ اگر حضرت زمانہ گذشتہ میں ہوتے تو لوگ جنید اور شبلی آپکو کہتے ۔

اچھی طرح جانو اور یقین تصور کرو کہ جنید ثانی اور اپنے وقت کے شبلی حضرت ہی تھے ۔ یہ سنکر تمام حاضرین نے تسلیم کی ۔ بخوبی باعلیٰ و ادنیٰ

اور نہایت تحسین و آفرین کی۔

مولف

جنید وقت و محی الدین ثانی ابوالفتحا محمدؐ شاہ ملتانی
فضیل و بایزید و بشر بودے اگر بینیشش بکردی سبق خوانی
بدنیا دامن ہمت نیالود ز مہدی تا بمہدی خویش بدانی
جواد فی عصرہ حقاً و صدقاً ز اقطاب جہان نابود ثانی
اگرچہ ذات پاک از وصف بیرون است بمدحش قادری کن درفشانی

اٹھویں نقل

نقل ہے کہ سید محمدؐ مہدی جونپوری ایک دفعہ بیدر آئے۔ وہ اپنے آپ کو امام محمدؐ مہدی موعود کہا کرتے تھے۔ اب انکی قوم کے لوگ جنہوں نے انکی مہدیت قبول کی ہے جابجا رہتے ہیں۔ غرض جب وہ بیدر پہونچے تو انہوں نے شہر کے باہر نمازگاہ کے نزدیک نزول کیا۔ اور حضرت قطبی بندگی مخدوم شیخ محمدؐ قادری قدس سرہ کی ملاقات کی آرزو کر کے آپ کے پاس کہلا بھیجا۔ حضرت نے انکی آرزو قبول نہ کی مگر اپنے چاروں فرزندوں حضرت شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی حضرت شیخ اسمٰعیل حضرت شیخ اسحٰق اور حضرت شیخ بدرالدین کو آپ نے اجازت دی کہ وہ جا کر ان سے ملاقات کر آئیں۔ اور یہ فرمایا کہ اپنے

ظاہری ملاقات سے مقصود نہین ہے - پس چارون صاحب زادے اس قطب دوران کے فرمانے کے بموجب انکے پاس گئے - انکو دیکھتے ہی انھون نے خیر مقدم منایا - اور استقبال سے پیش آکر ساتھہ تعظیم و تکریم کے انکو اپنے پاس بٹھلایا - آپسمین سوال و جواب کا سلسلہ چھڑا - چونکہ یہ چارون حضرات اپنے والد بزرگوار کی صحبت سے نہایت آراستہ و پیراستہ تھے - جو کچھہ انہون نے چاہا اور جس بات کا سوال کیا اسکا جواب باصواب ان حضرات نے نہایت معقولیت سے دیا - اور انہون نے جو اسرار درمیان مین لایا اسکو انہون نے نہایت خوبی سے منکشف کر بتلایا - اسکے بعد محمد مہدی صاحب نے آپکی بہت تعریف کی اور حضرت قطبی قدس اللہ سرہٗ کی ولایت پر گواہی دی -

حضرت بندگی مخدوم شیخ بدرالدین فرماتے تھے کہ جب ہم وہان سے واپس پھرے اور حضرت والد قبلہ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو مین نے آپ سے پوچھا کہ یا سیدی یہ صاحب جو محمد مہدی کہلاتے ہین - کیا فی الحقیقت محمد مہدی معہود یہی ہین ؟ حضرت نے یہہ سنکر کچھہ وقت تک تامل کرنے کے بعد زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ جیسا ولایت مین قطبیت اور غوثیت منازل اور مقامات ہین ایسا ہی مہدیت بھی ایک مقام ہے - اور یہہ مقام انکو حاصل ہوا ہے - جس وقت کہ وہ اس مقام پر آتے ہین تو اوسکی نشہ مین اپنے کو مہدی

کہتے ہیں ۔ مگر در اصل وہ محمد مہدی موعود نہیں ہیں ۔

نوین نقل

حضرت میری مرشدی جدی شیخ بدر الدین سے نقل ہے ۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک روز عصر کے وقت حضرت والدی قدس اللہ سرہ راستہ پر کھڑے تھے اور تفریح کے طور پر آنے جانے والوں کا نظارہ ملاحظہ فرماتے تھے ۔ میں حضرت کیخدمت میں موجود تھا ۔ اسوقت میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کمل لپیٹا ہوا اور راہ میں اپنے کو چھپایا ہوا جا رہا تھا جب وہ ہمارے سامنے سے گذرا تو حضرت والدی قدس اللہ سرہ نے میری طرف نظر کر کے فرمایا کہ یہہ آدمی جو جا رہا ہے خدا کا ولی ہے اور مردان غیب سے ہے ۔ میں نے اوسیوقت چاہا کہ دوڑ کر اوس سے ملوں مگر وہ میری نظر سے غائب ہوگیا ۔

رجال غیب کا پہچاننا بجز ولایت کے ممکن نہیں ہے اور یہہ مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد ۔

یہہ بات معلوم و مشہور ہے کہ جس شخص نے حضرت سے بیعت کی وہ کبھی بے توبہ نہ رہا کسی نے بیعت سے پہلے توبہ کی اور مرید ہوا اور کسی نے بیعت حاصل کرنے کے بعد توبہ کی اور بعض نے بوڑھے ہو کر اور دوزخ سے ڈر کر توبہ کی لیکن آپ کے مریدوں میں ایسا کوئی نظر نہ آیا جس نے خرقہ گناہ پہن کر اور معصیت سے باز نہ آ

جان دی ہو۔ اور جس نے آپ سے خرقہ خلافت پہنا اور شرف نعمت سے مشرف ہوا اُس نے البتہ صاحب حالات و کرامات ہو کر عجائبات کا جلوہ دیکھا۔ آپ کے خلیفوں میں سے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے ہر ایک نے بلند مرتبہ اور اونچا درجہ حاصل ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر اخلاق حضرت شیخ محمد شریف القادری الملتانی

ناظرین پر واضح ہو کہ حضرت قطب الاولیا کے عادات مبارک ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ان عادتوں کے مطابق تھے جو آیات اور احادیث سے پایۂ ثبوت کو پہونچی ہیں۔ آپ اکثر و بیشتر شرع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت اور اقوال و افعال میں رعایت ملحوظ رکھتے تھے۔ اور ہر حال میں کوئی بات اسکے خلاف نہیں کرتے تھے۔ درویشانہ صورت و سیرت میں جیسا کہ چاہئے ثابت قدم تھے۔ آپ آدمیوں کو مرید کرتے اور جس مرید کو لائق دیکھتے اسکو خرقۂ خلافت قادریہ پہناتے۔ بزرگان سلف کے طریق پر ارشاد فرماتے اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سید السادات محبوب سبحانی بندگی سید محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے ملفوظات پر ثابت رہنے اور اوسپر عمل کرنے کی وصیت کرتے اور

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے ملفوظات جامع سلوک اور شافی ہیں اور خاص طالب ۔ مبتدی ۔ متوسط اور منتہی کو واسطے ارشاد کے بس اور کافی ہیں ۔

آپ ہمیشہ فقیروں اور ضعیفوں کے ساتھہ نہایت غمخواری اور مہربانی سے پیش آتے ۔ کسی سائل کا سوال ہرگز رد نہ فرماتے اور جو کچھہ موجود ہوتا اس کو بخش دیتے تھے ۔ اپنے پیران اور بزرگان روح اللہ ارواحہم کے اعراس کرتے ۔ گانا سنتے اور جب آپ میں حالت ذوق وشوق اور وجد کی طاری ہوتی تو آپ رقص بھی فرماتے تھے ۔ آپ شب زندہ دار تھے ۔ اکثر جاگتے رہتے تھے ۔ اور یہ بھی سنا گیا کہ آپ تمام رات نماز معکوس* پڑھا کرتے تھے ۔ آپ ہمیشہ صایم الدہر اور قایم اللیل رہتے تھے ۔ یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ حضرت روزہ دار ہیں ۔ اسکی اطلاع نہ اہلخانہ اور نہ ملازمان آستانہ کو تھی ۔ آپ اس حکم کے موافق من رق ثوبہ رق ایمانہ (جسکا مہین ہوا کپڑا مہین ہوا اوسکا ایمان) ہرگز باریک کپڑا نہ پہنتے تھے ۔ آپ ہمیشہ اپنا حال پوشیدہ رکھتے تھے ۔ اور جب آپ نیند میں ہوتے تو بمقتضائے تنام عینای ولا ینام قلبی (سوتی ہی میری آنکھہ نہیں سوتا ہے میرا دل) تو آپ کے

---

* نماز معکوس ۔ یعنی الٹے لٹک کر اللہ کو یاد کرنا یہ ایک قسم کی نماز ہے ۔ سنا ہی کہ حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ یہ نماز بہت پڑھا کرتے تھے ۔ مترجم ۱۲

ہوا تو آپ کے دست مبارک مین تسبیح گردان اور زبان ذکر مین گویان رہتی تھی دنیا کی چیزون سے مثلاً دیہات - انعام اور اسکے سوائے بہت سی دنیاوی چیزین آپ قبول نہ کرتے مگر آپ کے مریدین اور معتقدین جو نذرین اپنی کشیش خوشی اور عقیدت دلی سے پیش کرتے وہ آپ قبول فرماتے تھے - اور اسیطرح جو کچھہ آتا اسکو اسی روز فقیرون مین تقسیم کردیتے اور اسمین سے ذرا سی چیز بھی شام تک اپنے پاس نہ رہنے دیتے جو کچھہ ہوتا شام ہونے سے پہلے ہی خرچ کر ڈالتے تھے - آپ کسی دنیا دار کی تعظیم نہ کرتے - ملوک اور سلاطین سے ملنے اور انسے انبساط کی گفتگو کرنے سے آپ سخت نفرت اور کراہیت کرتے تھے - اگر کوئی دنیا دار یا بادشاہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوتا تو آپ اسکو نصیحت فرماتے اور اسکے آگے دنیا کی مذمت بیان کرتے تھے - اگر ایسے لوگون کے پاس سے کھانا آتا تو آپ ہرگز نہ کھاتے پانچون وقت کی فرض نماز مسجد مین جماعت کے ساتھہ ادا کرتے اور اکثر اوقات آپ مسجد ہی مین نماز پڑھتے اور اپنے حجرہ مین ذکر الہی مین ہر وقت مشغول رہتے تھے -

حضرت خفیف المجثہ تھے - آپکا سرخ رنگ اور اوسط قد تھا - آپکی صورت نہایت نورانی تھی - آپ اعلی درجہ کے فصیح اللسان اور علامہ زمان تھے - آپکے چہرہ سے عظمت و ہیبت کامل طور پر نمایان تھی - آپکے جلال و جمال کی یہ کیفیت تھی کہ جو شخص آپکی صورت مبارک دیکھتا تو اسمین دیکھنے کی طاقت نہ رہتی وہ فوراً ہی سرنگون ہوجاتا -

حضرت ولی الآفاق بالاتفاق کے اخلاق اور اوصاف اگرچہ حد بیان سے باہر ہین اور اونکی حقیقت خالق بیچون کے نزدیک جیسی کہ چاہیئے ہے مگر مینے بمصداق "مشتے از نمونہ" جو کچھہ اس فقیر کو پہونچے اور جنکی کامل طور پر تصحیح و تحقیق کی گئی اونکو اس کتاب مین لکھدیا ہے - آپ کی مدح مین یہ چند اشعار ہوے ہین -

غزل

در مدح حضرت قطب العارفین امام العاشقین
ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ
محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہٗ

والی ملک ولا ابو الفتح شمس الدین
سرور اہل دو کون شاہ محمد یقین
مصدر انوار حق مظہر آثار حق
معدن اسرار حق قطب زمان زمین
معجزۂ عیسوی از دم او آشکار
سیری آنکہ بیقین محی اموات دین
فیض ازو رفتہ بر فلک سروری
گشت برا وج کمال ماہ رخ بدر دین
رونق ایام دین زین دو شنبہ پائدار
لیل و نہار رخش ضیا یافتہ از مہر و این
جست تمسک بدو غوث و تقی از حق
دست بدامان او ازانکہ حبل المتین
قادری از فیض شان یافتہ مقصود ما
گشتہ بہر دو جہان کام دہ و کام بین

ذکر مناقب حضرت قطب الانام مرشد الکرام مخدوم المخادیم بندگی شیخ ابراہیم المعروف بمخدوم جی قدس اللہ سرہ

پہلی حکایت

شاہ جی صدر جہان سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مین مرد شیعہ تھا اور درویشان اہل تسنن سے اعتقاد نہ رکھتا تھا ۔ جب مین نے حضرت بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کے فضائل علیہ و شمائل جلیہ افواہ عالمیان سے متواتر سنے اور ہر ایک شخص سے آپکی کرامات کا ذکر سنا تو آپکے روے مبارک کے دیدار کی طرف میرا دل مائل ہوا اور اس عالی صفات کی ملاقات کا خطرہ میرے دل مین جاگزین ہوا ۔ ہر چند چاہا کہ تنہا در دولت پر حاضر ہوکر دولت دیدار فرحت آثار سے مشرف ہوآؤن مگر چونکہ میرے ساتھ جماعت کثیر تھی ۔ اس لئے تنہا جانے سے مجبور تھا ۔ آخر مین نے اور میرے تمام یار دوستون نے متفق ہوکر حضرت کی زیارت کا قصد کیا اور امتحان کے طور پر ہم نے فکر کی کہ اگر وہ قدوۃ الاتقیا ہمارے پہونچتے ہی حضرت امام الاتقیا امیر المومنین علی المرتضی رض علی نبینا علیہ السلام کے فضائل

اور مناقب مین کلام فرمائین یا ہمارے قبل از نزول فضائل بیان فرماتے رہین تو ہم یقین جانینگے کہ حضرت صاحب ولایت ہین اور صفائی باطن رکھتے ہین — جو کچھہ آپ کے بارے مین خلایق کہتی ہی وہ راست اور حق ہے — غرض اس نیت کے ساتھہ ہم تمام یکبارگی حضرت کی خدمت مین پہونچے اسوقت ہم نے دیکھا کہ حضرت جانماز پر تشریف فرما ہین اور تمام حاضرین کے آگے حضرت امیر نامدار علیہ السلام کے مناقب بجنس تمام بیان فرما رہے ہین — اور ایسے نادر طریق پر کہ ہم نے آگے کہین سنا نہ تھا — ہم سخت متحیر و متعجب ہوئے جب مجلس برخاست ہوی تو ہم آپ کے قدم مبارک پر گرے اور نادم و معترف ہوکر توبہ کی اور اوس روز سے آپ کی خدمت شریف مین آنے جانے لگے — واللہ اعلم بالصواب —

دوسری حکایت

شاہ جی مذکور سے نقل ہے — وہ کہتے تھے کہ میری منکوحہ حاملہ تھی اوسکے حمل کی مدت تمام ہوی — درد زہ شروع ہوا — اور وضع حمل کے آثار ظاہر ہوے مگر وہ جن نہ سکتی تھی — اس سے اوسکی حالت نہایت نازک ہوگئی اور وہ مرنے کے قریب پہونچ چکی تھی — ظاہرا اوسکی یہہ حالت دیکھہ کر مین اوس کے لئے نہایت دلگیر اور اندوہگین ہوا چاہا کہ حضرت قطب زمان مسیح آوان بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کے پاس جاؤن اور عرض حال ساتھہ عجز مقال کے کرکے آپ سے دعا کیلئے

التماس کردن - اسوقت نصف شب گذر چکی تھی - مین اپنے گھر سے روانہ ہوا - اثنائے راہ مین میرے دل مین یہ خیال آیا کہ اس وقت حضرت گھر مین ہونگے اور دروازہ بند ہوگا - پس میرے بیوقت جانے سے کیا فائدہ ہوگا - یہہ خیال کرکے مین نے چاہا کہ واپس پھرون - پھر یہ دل مین آیا کہ اگر ایسا ہی ہوگا تو بہتر اور اولیٰ بات یہی ہے کہ اُس صاحب نظر کے آستانہ تک آستانہ کے پاس صبح تک منتظر بیٹھا رہونگا جب آپ باہر تشریف لائینگے تو اسوقت عرض کرونگا - مین نے یہہ عزم بالجزم کرکے آگے قدم بڑہایا - جب خانقاہ کے دروازے پر پہونچا تو اوسکا دروازہ کھلا ہوا پایا اور حضرت کو اپنی خانقاہ مین مستقبل قبلہ حق مین مشغول بیٹھے ہوئے دیکھا - قدم بوسی کے بعد بادب تمام دست بستہ کھڑا رہا - ایک ساعت کے بعد آپ نے روئے مبارک میری طرف پھیرا اور اس سے قبل کہ کوئی بات مین اپنی زبان سے نکالون آپ نے اپنی زبان غیب ترجمان سے فرمایا کہ جا اسوقت تیری منکوحہ نے وضع حمل کیا ہے - اوسکے پیٹ سے مردہ بچہ نکل آیا ہے - لیکن تیری منکوحہ کو کوئی مضرت نہین ہے اور نہ ہوگی - کوئی خوف کی بات نہین - تجھکو فکر نہ کرنی چاہیئے - جب مین نے یہ خبر اس صاحب نظر سے سنی تو بتعجیل تمام وہان سے مراجعت کی اور گھر آکر دیکھا تو واقعی میری منکوحہ نے مردہ بچہ جنا تھا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا - اسکے بعد میری منکوحہ نے ایام نفاس صحت و سلامتی سے گذارے اوسکو کوئی مضرت نہ پہونچی صدق قوله فيما اخبر

ہوئی اوسکی بات جسمین کہ اوس نے خبر دی) واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

میان حاجی سے جو ایک صالحون سے تھے نقل ہے ۔ وہ کہتے تھے کہ ایک وقت مین حضرت بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کی خدمت مین حاضر تھا ۔ آپ نماز مین مشغول تھے ۔ اور وظیفہ کے نوافل ادا کر رہے تھے ۔ مین نے دیکھا کہ آپ نے سجدہ کی جگہہ دست مبارک سے صاف کر کے سجدہ کیا ۔ اسیوقت اوس قطب الابرار کی نسبت میرے دل مین خطرہ بصورت انکار جاگزین ہوا کہ حضرت نے ایسا کیون کیا ۔ اس لئے کہ نماز مین یہہ فعل ممنوع ہے اور پھر حضرت جیسے بزرگ ایسا کرین جب آپ نے نماز تمام کی اور سلام پھیرا تو روے مبارک میری طرف پھیر کر فرمایا کہ تو اپنے دل کو مشغول اور فارغ رکھہ دوسرون کے عیب ڈہونڈہنے پر مت لگا ۔ نماز مین اہم امر حضوری دل ہے ۔ اگر وہ حاصل ہو جائے تو ایسی حرکتون سے کوئی نقصان و زیادتی نہین ہوتی ہے ۔ جب مین نے اوس صاحب صفا سے یہ کلام سنا تو متحیر و متعجب ہو کر اٹھا اور آپ کے قدم مبارک پر گر کے توبہ کی واللہ اعلم بالصواب ۔

چوتھی حکایت

سید اسمٰعیل سے نقل ہے ۔ لوگ انکو جنگلی باگ کہتے تھے حضرت

بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کے وہ مرید اور خلیفہ تھے اور وہ اپنی بزرگ حالت رکھتے تھے۔ چنانچہ انہین آدمیون کے دلون سے آگاہی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت میرے پیر و مرشد بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہٗ خانقاہ کے حجرہ مین آرام فرماتے تھے۔ مین یکایک اندر داخل ہوا دیکھا تو حضرت نیند مین تھے۔ میرے دل مین آیا کہ اس عالم بے زوال کے سردار کا دل تو دیکھون کہ اس وقت نیند مین اسکی حالت کیا ہے اور کہان ہے اور کس شغل مین ہے؟ غرض مین اس حرکت نازیبا کا مرتکب ہوکر نزدیک گیا۔ میرے نزدیک ہوتے ہی آپ نے آنکھ کھولی۔ اور نظر دہشت اور غضب سے میری طرف دیکھکر اپنا دست مبارک میرے سینہ پر پھیرا۔ تمام صفائی باطن واپس لے لی۔ میری جو آگے حالت تھے وہ کل مین نے کھو لی۔ اس بے ادبی کی نحوست سے اس دولت سے محروم ہوگیا۔ اسکے بعد مین نے بہت کچھ توبہ و استغفار کی اور بے انتہا عجز و زاری کی مگر سب بے سود ثابت ہوئی واللہ اعلم بالصواب۔

پانچوین حکایت

نظر علی سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ مین ایک رات قطب الحضرت بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہٗ کی خانقاہ کے گوشہ مین سو رہا تھا جب مین صبح کے وقت بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک شیر مہیب حضرت کی جگہ

پر بیٹھا ہوا ہے۔ مین بہت ڈرا اور چاہا کہ اُس جگہ سے بھاگ جاؤن لیکن اسکی ہیبت سے مین اپنا سر تک نہ اٹھا سکتا تھا۔ یہان تک کہ شیر مذکور خود اُٹھا اور حضرت کے حجرہ مین جہان آپ آرام فرماتے تھے گیا مین بھی اوسکے پیچھے گیا وہان دیکھا کہ حضرت حجرہ مین تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ شیر کا کوئی اثر آپ پر ظاہر نہ تھا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو ڈرنے سے منع فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چھٹی حکایت

شیخ عبد الکریم بن شیخ ابراہیم سہام الگولکنڈوی سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ میرے پیر و مرشد حضرت بندگی شیخ ابراہیم المعروف بمخدوم جی قدس اللہ سرہٗ اپنے حجرہ مین مشغول تھے۔ اُسی مکان کے صحن مین لڑکے لڑکپن کے طریق پر کھیل رہے تھے۔ آنکھہ مچانی کی بازی تھی۔ وہ اسطرح پر کھیلی جا رہی تھی کہ اُنمین سے ایک لڑکا علیحدہ علیحدہ جگہہ چھپ جاتا۔ اونمین سے جس کسیکو جائے بتاکر اوسکا نام پکارا جاتا تو وہ وہان سے نکل آتا تھا۔ بنا بران ایک لڑکا بلا حفظہ حضرت کے حجرہ مین گھس آیا اور اوس تخت کے نیچے جو حضرت کے پہلو مین رکھا ہوا تھا چھپ گیا حضرت نے بنظر تہدید اوسکی طرف دیکھا اور بندائے ہیبت سے لفظ ہون کہا۔ بمجرد ہون کہنے کے اوسکی جان قبض ہوئی اور دم نکل گیا جب تمام لڑکون کو پکارا گیا تو وہ سب آ گئے مگر وہ لڑکا نہ آنا تھا نہ آیا۔

بہت کچھ اوسکی تفحص اور تجسس کی گئی۔ سب بے سود ثابت ہوئی اوسکا پتہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ مان اوسکی روتی چلاتی سر پٹکتی شور کرتی دیوانہ وار پھرنے لگی۔ ہر جگہہ چھان مارا۔ کونہ کونہ ڈھونڈا کہین پتہ نہ لگا۔ آخر اوس مسیح زمان کے حجرہ مین تخت کے نیچے دیکھا تو وہان اوس نے اپنے لڑکے کو مردہ پڑا پایا۔ دیکھتے ہی سر پیٹنے اور گریہ وزاری کرنے لگی۔ جب حضرت نے اوسکو اس حال مین ملاحظہ فرمایا تو اوسکو رونے سے منع کیا اور شفقت فرمائی اور اوس لڑکے کیطرف روئے مبارک کرکے فرمایا اُٹھ اپنے حال مین آ۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ وہ لڑکا اُٹھا اور چلا گیا۔ اوسکی مان اس مشاہدہ سے سخت متعجب ہوئی اور باہر آکر واقعہ حال ہمکو سنایا اور سب کو اس سے اطلاع دی۔

واللہ اعلم بالصواب

ساتوین حکایت

قدوۃ الصلحا شیخ مخدوم بن شیخ حسین بن حضرت بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن ایک شخص کو بچھونے کاٹا۔ وہ اوسکے درد سے بیتاب ہوکر مرنے کے قریب ہوگیا۔ لوگ اوسکو حضرت سیدی بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کے خدمت مین لے گئے مگر اوسوقت حضرت حجرہ مین قیلولہ فرماتے تھے قدم بوسی کی دولت سعادت کے میسر نہ آنے سے مایوس ہوکر اہن

نے حضرت کے وضو کرنے کی جگہہ کی مٹی اوٹھائی - اور اوس شخص
کے عضو پر جہان بچھو نے ڈنک مارا تھا اور اوسکے زہر سے بیتاب
ہو رہا تھا لگائی - اوس مٹی کے لگتے ہی حق سبحانہ وتعالی نے
اوسکو درد سے شفا دی اوسکا درد بالکل دفع ہو گیا ایسا کہ تھا ہی
نہین - وہ وہان سے نہایت شادمان وخندان واپس گیا -
اور حضرت کی میمنت اور برکت کا اثر یون ظہور مین آیا -

واللہ اعلم بالصواب

آٹھوین حکایت

عبدالقادر بن احمد شاہ سے نقل ہے کہ وہ کہتے تھے
کہ مین نے اپنے والد احمد شاہ سے کہتے سنا اور یاد رکھا ہے
وہ اسطرح فرماتے تھے کہ مین ایکبار حضرت قطبی ومرشدی
بندگی حضرت مخدوم جی قدس سرہ کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا
دیکھا کہ تین آدمی فاصلہ دراز سے چلے آرہے ہین - حضرت
کی نظر مبارک اون پر پڑی تو آپ نے بنظر لطف وشفقت مجھکو
پوچھا کہ کیا تو نے ان تین آدمیون کو جو چلے آرہے ہین دیکھا
مین نے کہا ہان یا سیدی - پس آپ نے زبان غیب سے فرمایا
کہ یہ لوگ میرے امتحان کے لئے آرہے ہین - ہر ایک شخص
نے اپنے دل مین جدا نیت کی ہے اور ایک کی نیت سے دوسرے کو

اطلاع نہین ہے - حضرت نے اونکی تمام کیفیت مجھسے بیان کی اور تفصیل سے ہر ایک بات مجھے سمجھا دی - کہ ان تینون مین سے فلان شخص نے اپنے دل مین نیت کی ہے کہ اوسکے آتے ہی مین اوسکو اپنی سیدہی جانب بیٹھاؤن اور اصحاب یمین مین شامل کرون - دوسرا چاہتا ہے کہ مین اوسے شیر برنج کہانے کو دون اور تیسرے نے طعام کی جو کسی جنس سے ہو نیت کی ہے کہ مین اوسے دون اور وہ کہائے -

جب وہ تینون شخص پہونچے تو آپ نے ایک کو اپنی سیدہی جانب بیٹھنے کو فرمایا اور شیر برنج اور کہانا منگوا کر اون ہر دو کو کہلوایا - پس وہ تینون اوٹھے اور حضرت کے پائے مبارک پر گر کر کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہم اپنے دل مین یہی نیتین کرکے آئے تھے - اور انکو بعینہ پایا - پہر انہون نے مرید ہونا چاہا مگر حضرت نے انہین مرید کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ جو کوئی پیرون کے ساتھہ امتحان سے پیش آئے اور انکی نسبت اتنی بے ادبی گوارہ رکہے تو وہ مرید ہونے کے سزاوار نہین ہے - انہون نے ہرچند اعتذار اور استغفار کیا مگر حضرت نے ایک نہ سنی اور مرید کرنا قبول نہ فرمایا - اس سوء ادبی کی نحوست سے وہ دولت بیعت سے محروم رہے اور آخر کو بے نیل مرام واپس چلے گئے - واللہ اعلم بالصواب -

نوین حکایت

حکایت حضرت کے بعض کرامات و خوارق

عادات پر جو آپ کی زندگی مین واقع ہوئے اون فضائل علیہ و شمائل جلیہ پر جو قولاً و فعلاً صادر ہوئے اور ان حالات پر جو بوقت انتقال آپ سے ظاہر ہوئے مشتمل ہے

کہتے ہین کہ اس جہان فانی سے سرائے جاودانی کیطرف رحلت کے وقت حضرت نے اپنی موت کی خبر دی۔ جب آپکا دم چڑہنے لگا تو آپ کے بھتیجے محمد بڑے نے آپ سے کہا یا سیدی! آپ غسل فرمائین تھوڑی دیر کے لئے حضرت کو افاقہ ہوگا۔ حضرت نے انکو اسکا کچھہ جواب نہ دیا۔ جب آپکا وقت نزدیک پہونچا تو آپ نے اپنے بھتیجے شیخ جمال کو فرمایا کہ مجھے اسوقت بٹھا دو۔ چنانچہ شیخ جمال نے آپ کو اٹھا کر بٹھا دیا۔ پس آپ نے ذکر جلی شروع کیا اور سر و گردن کو گھما کر شدید قوت سے اپنے دل پر لفظ اللہ کا ضرب لگایا۔ اسی حالت مین آپکا وصل ہوگیا۔ طائر روح قفس تن سے پرواز کر گیا۔

بیت

این جان عاریت کہ بحافظ سپرد دوست * روزے رخش ببینم و تسلیم وے کنم

طالب و مطلوب مل گئے۔ جان جانان سے وصل ہوئی إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط

حضرت اپنے والد بزرگوار حضرت قطب الآفاق بالاتفاق المتجلی بتجلیات الغافری۔ (جلوہ گر ہونے والے اللہ کی جلوہ گریون سے) بندگی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس اللہ سرہ کے سجادہ نشین تھے آپ نے کبھی ذرہ بھی حضرت کی راہ و روش سے تجاوز نہ کیا۔ ہمیشہ حضرت کی عادت کی موافق کام کرتے تھے۔ آپ صورت اور سیرت مین حضرت جیسے تھے۔ آپ مین حضرت سے ذرہ بھی تفاوت نہ تھا۔ وہی شکل وہی چال وہی ڈہال وہی اخلاق اور وہی عادات آپ مین موجود تھے۔ آپ اپنے عہد کے مقتدائے زمان مرشد آوان مرجع اتقیا و اصفیا اور سردار حلقۂ اہل ولا تھے۔ آپ سلاطین اور بادشاہوں کے ساتھہ اختلاط اور انبساط نہ فرماتے اور دنیا داروں کی تعظیم نہ کرتے اور ہمیشہ انکی صحبت سے کراہیت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ابراہیم قطب شاہ نے آپکے دیدار کی آرزو کرکے بہزار عجز و انکسار نامہ لکھکر بھجوایا مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ اسیر اوس نے عرض کیا کہ اگر آنحضرت تشریف شریف ارزانی نہ فرماتے ہین تو اپنے نعلین مبارک ہی بھجدین تا مین نعلین بوسی کی دولت سے سرافراز ہون۔ حضرت نے اوسکی اس گدایانہ

بھی نہ مانا اور نعلین مبارک ہرگز نہ بھجوایا اور اوسکے جواب مین یہ لکھا کہ دنیاداروں کو درویشوں کی دعا سے مقصود ہے اور ہم خود تمام مسلمانوں کے ساتھ تمہارے لئے بھی دعائے خیر کرتے ہین ۔ پس ہمسے تمکو یہی کافی ہے ۔

حضرت صاحب تصنیف بھی تھے ۔ کشف اسرار سے علم سلوک مین آپ نے بہت سی کتابین تصنیف وتالیف کی ہین ۔ اور سبب اسکا یہ تھا کہ آپکا برسوں یہی طریقہ رہا کہ آپ چھ مہینے اپنے حضرت اور چھ مہینے اپنی بی بی کے پاس شہر گلبرگہ شریف مین رہتے تھے ۔ جب وہان سے حضرت کی خدمت مین آتے تو حضرت بارفعت پر نظر پڑتے ہی آپ اپنی دستار سر سے اُتار کر اپنے گلے مین لپیٹ لیتے اور اور آیۂ کریمہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین (اے ہمارے رب ظلم کیا ہمنے اپنے نفسوں پر اور اگر تو نہ مغفرت کریگا اور نہ رحم کریگا ہم پر تو البتہ ہوجائینگے ہم زیان کاروں سے) پڑھتے ہوئے بار بار زمین خدمت کو بوسہ دیتے ہوئے اپنا سر اوس سرو کے قدموں پر رکھتے ۔ اور اپنا سر خاک پا سے ملتے حضرت اونکا سر اوٹھا کر اپنی گودی مین لیکر فرماتے کہ تو جو اتنی مدت تک بغیر ہمارے رہا تو وہان کس عمل مین مشغول تھا تو اوسوقت آپ ایک رسالہ جو وہان رہکر تصنیف کیا لاتے خدمت مین گذرانکر بعجز و انکسار عرض کرتے کہ وہان خاکسار اس رسالہ کی تیاری

مین مصروف تھا۔

آپ کے مرید اور خلیفے بہت تھے اور وہ سب صاحب حالات و اسرار تھے۔ آپ کے تمام بھائی آپکا بحد احترام و اکرام کرتے تھے اور آپکو اپنے پدر بزرگوار کی جگہہ مین سمجھتے تھے۔ آپ مین رعب اسقدر تھا کہ لوگ آپ کیطرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرائت نہ کر سکتے تھے اور جسوقت آپ اور حضرت شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہما دونون بھائی ایک مجلس مین بیٹھتے تو لوگ دیکھکر آپ دونون کو جمع الشمس والقمر (چاند و سورج ایکجا جمع ہین) کہا کرتے تھے۔ آپ اکثر سماع سنتے اور خود رقص فرمایا کرتے اور جسوقت آپ کو حال آتا تو اوس سے تمام حاضرین بھی متاثر ہوتے تھے۔ آپ بزرگون اور پیرون کے اعراس کیا کرتے اور فقیرون اور آنے جانے والون کی خدمت کما حقہ بجا لاتے اور انکی بدخوئی پر نہایت صبر و تحمل سے کام لیتے تھے آپ تخلقوا باخلاق اللہ ط (عادت کرو تم اللہ کے عادتون کی) کی صفت سے موصوف تھے۔ آپکی ولایت پر خاص و عام تصدیق تمام رکھتے تھے۔ حضرت والا منقبت کی مناقب نہ اوس درجہ پر ہے کہ لسان فصیح البیان کی تقریر پر منحصر ہوسکے اور نہ اوس حد پر ہے کہ قلم و زبان کی تحریر اوسکو مرقوم کرسکے۔ لیکن جو کچھ حالات اس فقیر کثیر التقصیر کو بہم پہونچے اور جنکی تصدیق و تحقیق کی گئی وہ اس کتاب مین لکھے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر مناقب حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسمٰعیل بن حضرت قطب الصمد بندگی مخدوم ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہما

پہلی حکایت

راویان صادق و ناقلان واثق سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ عید کے دن حضرت مخدوم المشائخ قطب الجلیل بندگی شیخ اسمٰعیل قدس اللہ سرہٗ نماز گاہ میں تشریف فرما تھے۔ عماد شاہ بادشاہ برار نیز تمام مشائخین علما و فضلا وغیرہ اور اس ملک کے کل مسلمان جمع ہو کر اپنی اپنی جانماز بچھا کر سب بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ بابا بنگالی مجذوب جو صاحب حالات جلیہ و مقامات علیہ تھے اور جنکے کرامات و خوارق عادات اوس ملک کے خاص و عام پر اچھی طرح ظاہر تھے تشریف لائے۔ آتے ہی آپ ہر ایک نمازی کا مصلا اٹھا کر پھینکنا شروع کیا۔ جب حضرت شیخ کے مصلے کے

پاس آگئے تو آپ نے نہایت ادب سے کھڑے ہو کے کہا اے بنگالی یہہ جگہہ ادب کی ہے۔ یہہ کہکر آپ نے بوسہ دیا۔ جب عماد شاہ اور دیگر تمام حاضرین نے اس معاملہ کو دیکھا تو ہر ایک نے یہی کہا کہ جسکو بابنگالی نے ایسا احترام دیا۔ یقین ہوتا ہے کہ وہ شخص ضرور اقطاب عظام سے ہوگا۔ پس تمام لوگ ساتھہ اعتقاد اور خلوص کے اٹھے اور حضرت کے قدم بوس ہو کر اس قطب زمان کے زمرۂ معتقدان مین اپنے کو انہون نے منسلک کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری حکایت

حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسمٰعیل قدس اللہ سرہٗ کے تمام ملازمون اور خدمتگارون سے نقل ہے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ عماد شاہ کی عورت حاملہ تھی۔ جب اوسکے حمل کی مدت ختم ہوئی تو اوسکو درد زہ شروع ہوا مگر وہ جن نہ سکتی تھی کئی ایک روز اسکو اسی حالت مین گذرے بہت سے علاج جو ممکن تھے کیے گئے مگر کوئی فائدہ نظر نہ آیا۔ عاقبت الامر حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسمٰعیل قدس اللہ سرہ کی درگاہ مین التجا لائے اور واقعۂ حال بسابقۂ عجز مقال سے عرض کرکے اس قدوۃ الاولیاء سے دعا کے خواستگار

---

* یعنی خاص اپنی طرف خطاب کرکے کہا۔ مترجم ۱۲

ہوئے۔ حضرت نے اوسکے بارہ مین گوشۂ التفات رجوع فرمایا اور ازراہ شفقت زبان مبارک سے پڑھکر کوئی چیز دی۔ اس عورت کو وہ چیز کھلاتے ہی اسکا حمل وضع ہوا اور تکلیف سے خلاص پائی۔ عماد شاہ نے اسکو حضرت کے فیض و کرامت کی برکت سے تصور کرکے کمر خدمت باندہی اور آپکی خدمت بابرکت مین فی الفور دوڑا آیا۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

میان ابراہیم سے نقل ہے۔ یہ صاحب حضرت قطبی بندگی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہٗ کے روضۂ متبرکہ کے مجاور تھے۔ اور مرد درویش و صالح تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میرا جامہ نہایت میلا کچیلا ہوگیا تھا۔ مین اوسکو دہونا چاہتا تھا مگر میرے پاس صابون نہ تھا۔ مین حضرت بندگی مخدوم شیخ اسمٰعیل قدس اللہ سرہٗ کی خدمت مین گیا تاکہ آپ سے صابون مانگ لون۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو قبل اسکے کہ مین کوئی بات اپنی زبان سے کہون خود آپ نے زبان غیب ترجمان سے پوچھا کیا تو صابون چاہتا ہے؟ مین نے کہا ہان۔ آپ نے صابون نکالکر مجھے دیا۔ مین آپکے اس فعل سے نہایت متحیر و متعجب ہوا کیونکہ مین سمجھے ہوئے تھا کہ میری نیت سے سوائے حضرت صمدیت کے کوئی مطلع نہ ہوگا۔ مین نے اوسوقت حضرت کی صفائی باطن کا

اقرار کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چوتھی حکایت

شاہ عالم ابن شیخ عبداللہ بن حضرت شیخ اسمٰعیل قدس اللہ سرہما سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے والد شیخ عبداللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک روز میرے حضرت والد شیخ اسمٰعیل قدس اللہ سرہٗ سیر و تفریح کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ اُسوقت مین بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ مین نے دیکھا کہ آپ اپنے دست مبارک مین کچھہ پھول لئے ہوئے ہین۔ جب اوس مقام پر جہان کہ اب آپکا روضۂ متبرکہ واقع ہے پہونچے تو آپ نے اوس جگہہ گلہائے مذکور کو ڈالکر فرمایا کہ یہہ میری قبر کی جگہہ ہے۔

راوی مذکور بیان کرتے تھے کہ مین حضرت کے اس کہنے سے متحیر و متعجب ہوا لیکن آپ کی غایت ہیبت سے پوچھہ نہ سکا۔ اس واقعہ کے ایک مدت مدید اور عہد بعید کے بعد جب آپ نے اس عالم فانی سے سرائے جاودانی کیطرف رحلت فرمائی تو اُسی جگہہ آپ کا مدفن واقع ہوا اور قول مبارک تصدیق کو پہونچا۔

واللہ اعلم بالصواب

پانچوین حکایت

راوی مذکورہ بالا سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ اُس حضرت والامنقبت کا لڑکا اس جہان سے نقل کر گیا۔ آپ اسکی قبر پر تشریف لے گئے مکاشفہ سے اسکا حال معائنہ کر کے آپ نے تمام طور پر بیان فرمایا اور فی الحقیقت اوسکا حال آپ کے فرمانے کے بموجب تہا کیونکہ بعض صلحا اور اہل صفا نے بہی خواب مین وہی حال دیکھا اور معلوم کیا تہا

واللہ اعلم بالصواب

چھٹی حکایت

حضرت کے تمام فرزندون اور ملازمون سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک روز ہم حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسمٰعیل قدس اللہ سرہ کی خدمت شریف مین حاضر تھے اور حضرت حقایق و دقایق مین وعظ فرما رہے تہے۔ آپ نہایت خوبی سے معرفت کی باریکیان بیان اور اوسکی حقیقت عیان فرما رہے تھے۔ ہم سب بیٹھے سن رہے تھے کہ ناگاہ لوگون نے ماہ رمضان المبارک کے چاند کے پدیدار ہونے کی خبر لائی۔ اور وہ سب مبارک باد کہتے ہوئے حضرت کے پائے مبارک پر جہکے۔ حضرت نے اُنکو فرمایا کہ رمضان مین اس مجمع مین میرا موجود ہونا آخری ہے اور اس رمضان سے میرا یہ آخری ملنا ہے۔ تراویح وختم قرآن کے لئے میرا قائم ہونا بہی آخر ہے۔ اسوقت حضرت صحیح البدن تھے۔ آپکو کوئی مرض لاحق نہ تہا۔ ہم تمام لوگ آپ کے فرمانے سے

حضرت متعجب و متحیر ہوئے۔ یہان تک کہ اس ملک العلام نے نماز تراویح ختم قرآن کے ساتھہ تمام کی اور اسی ماہ رمضان المبارک مین آپ اس جہان ناپائیدار سے طرف دار بقا کے رحلت فرما ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

بیان اخلاق و اوصاف آنحضرت

حضرت صاحب حالات جلیلہ و اخلاق رضیہ تھے۔ ہفت قرأت اور چہاردہ روایات کے ساتھہ آپکو قرآن شریف ازبر تھا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے حافظ و قاری تھے۔ خوش الحانی و قرآن خوانی مین اس زمانہ مین کوئی آپکا ثانی نہ تھا۔ اس کمال مین آپ بے مثل و شہرہ آفاق تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے والد بزرگوار کے آگے امامت کیا کرتے۔ اور حضرت کی سیرت و صورت پر عمل پیرا رہتے اور ہمیشہ پرہیزگار پابند شرع رہتے تھے۔ آپ بہترین خلائق سے تھے آپ صاحب اسرار و حالات تھے۔ آپ کی صفائی باطن مسلم تھی۔ آپ اپنے وقت کے ایک ولی اور قطب صمدی تھے۔ آپ اہل دنیا کی صحبت اور تونگرون کی ہم نشینی سے کراہیت تمام رکھتے اور اپنے حال پر آپ ہمیشہ قانع رہتے تھے۔ ہر ایک راز اور ہر حال سے آپ ناظر تھے۔ آپ جس مریض کیطرف نظر کرتے اور زبان مبارک سے کچھہ پڑھ کر اوسپر دم کرتے وہ اوسیوقت مرض سے شفایاب ہوتا۔ آپ طالبان کو ارشاد فرماتے اور حق راہ نمائی کرتے تھے۔ آپ سماع سنتے اور بزرگون اور پیرون امرا اور فقیرون کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپنے اپنے پدر بزرگ کے

طریقہ کو جاری رکھا اور انکی دائرہ روش سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا۔ آپ کے مناقب جتنی بیان کی جائیں تھوڑی ہیں آپ کے اوصاف حد بیان سے باہر ہیں - لیکن اس جگہ اس قطب الابرار کے حالات کی نسبت چند کلمہ بطریق اختصار لکھے گئے اور یہ بھی کامل طور پر تصدیق و تحقیق کرنے کے بعد حوالہ قلم کئے گئے - واللہ اعلم بالصواب -

ذکر کرامات حضرت قطب الآفاق بالاتفاق بندگی شیخ اسحٰق بن حضرت قطبی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ

پہلی حکایت

حضرت قطب الواصلین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ سے نقل ہے - آپ فرماتے تھے کہ ایک روز میں اور میرے بھائی اسحٰق بیچ حضرت والد کی مسجد میں بیٹھے ہوئے آپسمیں گفتگو کر رہے تھے - کہ ناگاہ ہم نے تختہ جسپر حضرت والد قدس سرہ کو غسل دیا جاتا تھا مسجد کے ستون کے آگے پر رکھا دیکھا - بھائی شیخ اسحٰق نے

میری طرف رخ کرکے مجھسے کہا اے میرے پیارے برادر بجان برابر وہ تختہ مجھے دو۔ مین نے کہا آپ ہی لیجیے۔ پس آپ نے اس تختہ کی جانب نظر کی اور ہیبت سے گھور کر اوسپر اپنا کچھہ ایسا اثر ڈالا کہ اوسیوقت تختہ مذکور زمین پر آرہا۔ جیسا کہ آپ کے سامنے کسی نے لاکر رکھدیا۔

واللہ اعلم بالصواب

دوسری حکایت

میر ابجی بن حضرت شیخ اسمٰعیل سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت قطب الآفاق بندگی شیخ اسحٰق قدس اللہ سرہٗ طلوع فجر کے وقت اوس باولی پر جو مسجد کے نزدیک واقع تھی وضو کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے وہان دیکھا کہ سانپ اور چوہا دونون آپسمین گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ بڑی شدت سے انکی لڑائی ہو رہی تھی۔ آپ نے اونکی طرف بنظر جلالت وہیبت گھورا۔ وہ فی الفور مر گئے۔ ایک ساعت کے بعد آپ کے بھائی قطب الجلیل بندگی شیخ اسمٰعیل قدس سرہٗ ادہر تشریف لائے۔ آپ نے اونکو وہان مردہ دیکھکر زبان مبارک سے فرمایا اٹھو اور چلے جاؤ۔ آپ کے فرمانے کی دیر تھی کہ وہ دونون فی الفور زندہ ہوگئے اور چلے گئے۔

واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

راویان صادق اور ناقلان واثق سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت الآفاق ولی ذوالاشواق بندگی شیخ اسحٰق قدس اللہ سرہٗ ماہ رمضان المبارک مین اپنے والد کی مسجد مین اعتکاف مین بیٹھے تھے ہم نے ایک رات یہہ کیفیت دیکھی کہ تمام مسجد تجلیات الٰہی کے نور سے منور ہوی اور اوسکی ضیائے باصفا جمیع جوانب مین ظاہر ہوئی حتٰی کہ سواگمن رہ مسجد نے گمان کیا کہ آگ لگی مگر اوسکی چھت جو پرانی تھی اوسمین کوئی اثر آگ کا انہین دکھائی نہ دیا۔ سب باہر بھاگ آئے اور اونہون نے حضرت کے بڑے بھائی حضرت بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کو اس واقعہ کی خبر دی جب وہ برگزیدۂ آلہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ ایک نور انوار قدس پروردگار سے نازل ہوا ہے اور بندگی شیخ اسحٰق نے استحقاق و خصوصیت سے اس شرف کو پایا ہے — اور آپ دولت لیلۃ القدر سے مشرف ہو کر اس قادر بے کمال کے جمال بیمثال کے دیدار سے مست و مدہوش ہین اور اوسکے وصال کی شراب کے پیالون کے مزے لے رہے ہین — پس آپ نے زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ میرے بھائی شیخ اسحٰق کو جس بات کی تلاش تھی اللہ تعالیٰ کی عنایت اور امداد سے اوسکی توفیق و یاوری سے وہ اسکو نصیب ہوئی — اگر وہ اسکو کرسکے اور ضبط سے اپنے مین پو

اگر لے تو وہ ضرور عالی مقام پر پہونچ جائیگا ۔ اسی اثنا مین حضرت شیخ اسحٰق اسی حالت جلال مین مسجد سے باہر تشریف لائے اور آپ نے حضرت بندگی مخدوم جی کو پکار کہا بھائی جان آؤ ہم سے نعمت لو ہم اب نثار کرنا چاہتے ہین چونکہ حضرت مخدوم جی نے اپنے پدر بزرگوار صاحب اسرار سے نعمت دوجہان پائی تھی اسلئے آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سے نعمت حاصل کرنا قبول نہ کی جب حضرت شیخ اسحٰق نے دیکھا کہ مخدوم جی قدس اللہ سرہ انکار کرتے ہین تو آپ نے اُنسے کہا اچھا آپ مجھ سے نعمت لینی قبول نہین کرتے ہین تو تشریف لے جائیے مین دوسرونکو دونگا ۔ اسکے بعد آپکی اسی حالت جلال مین آپکی بہن جو حاملہ تھین آپ کے سامنے آئین ناگاہ آپکی زبان سے یہ فقرا نکلا کہ تو مریگی اور تیرے شکم مین جو دختر ہے وہ بھی مرے گی ۔ خدا کی شان آپکے فرمانے کے بموجب واقع ہوئی کہ بی بی مذکورہ کو وضع حمل ہوا وہ بیٹی جنین اسکے بعد اس دنیا سے ہر دو نقل کر گئے ۔ اور جب آپکی منکوحہ آپکی اسی حالت جلال مین آپ کے سامنے آئین تو آپ نے اُنسے کہا کہ تو بھی اب بیوہ ہوگی ۔ چنانچہ قریب الایام مین اوسی سال حضرت کا انتقال ہوا ۔ آپ اس سرائے فانی سے سیرگاہ جاودانی کیطرف کوچ کر گئے ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ط آپنے یہ جملہ فرمایا تھا کہ ذالک نشوۃ کاملۃ یعنی یہ پورے نشے ہین ؟ اس سے آپکی مراد تھی کہ مین اپنے والد بزرگوار

صاحب حالات کے انتقال کے بعد کامل دس سال زندہ رہا اور ان کے اختتام پر مجھے میرے حضرت ذوالجلال قادر پر کمال کا وصال نصیب ہوا واللہ اعلم بالصواب ۔

چوتھی حکایت

یہ حکایت حضرت بندگی شیخ اسحٰق قدس سرہ کے عالی صفات و خوارق عادات اور بعض احوال و فضائل پر جو آپکی زندگی میں ظاہر ہو مشتمل ہے

ارباب صلاح و اصحاب فلاح سے منقول ہے کہ حضرت بندگی شیخ اسحٰق قدس سرہ غایت عالی شان تھے اور نہایت وجلالت بے نہایت رکھتے تھے ۔ چنانچہ آپ جس جانور پر نظر غضب ڈالتے وہ فوراً مرجاتا ۔ جس جھاڑ کو آپ ہیبت سے دیکھتے اوسیوقت اوسکے پتے جھڑ جاتے ۔ اور آپ جس شہر کی طرف اشارہ کرتے وہ شہر خود بخود لوٹتا آتا ۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو

جلال کی تاب لاسکتا۔ آپ جسکی طرف نگاہ اٹھاتے وہ فی الفور سرنگون ہوجاتا۔ آپ کے جذبۂ اثر سے اس عالم کی ہر ایک چیز آپ کے اختیار مین تھی۔ آپ ہمیشہ شوریدہ حال و فارغ البال رہتے تھے۔ آپ اپنے زمانہ مین حالت وجد و مستی مین کوئی شریک نہ رکھتے تھے۔ اپنی منزل اور اپنے حال مین آپ بے مثل تھے شراب معرفت کے نشہ مین آپ ہمیشہ سرشار رہتے تھے۔

آپ کے تمام بھائیون سے روایت ہے کہ حضرت قطبی ابی الفتح شمس الدین بندگی شیخ محمد قادری قدس اللہ سرہٗ اپنے تمام صاحبزادون کے ساتھ طعام تناول فرمایا کرتے تھے۔ آپ شیخ اسحٰق کے سوا ہر ایک فرزند کو قدر حاجت سے زیادہ کہانے سے منع فرماتے تھے۔ ایک روز حضرت قطبی قدس اللہ سرہٗ کی منکوحہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ یا سیدی یہ سب آپ ہی کے فرزند ہین پھر کیا وجہ ہے کہ آپ انکو تو شکم سیر کہانے سے منع فرماتے اور شیخ اسحٰق کو مانع نہین ہوتے ہین۔ آپ نے فرمایا کہ مین خوب جانتا ہون کہ وہ جتنا کم کہاتے ہین اوتنا بخوبی ہضم کرسکتے ہین۔ اس طریق کا کہانا انکے لئے کوئی حضرت کا باعث نہین ہے۔ اور شیخ اسحٰق اگر زیادہ بھی کہا جائے تو اسکو کوئی نقصان نہین پہونچتا ہے۔ کیونکہ اسکی طبیعت و حالت دوسرون سے جدا ہے۔ وہ اسکا متحمل ہوسکتا ہے اور اوسکو زیادہ کہانا اس صورت

مین مناسب بھی ہے۔

حضرت شیخ اسحق پر ہمیشہ نشۂ معرفت کی حالت طاری رہتی تھی۔ آپ باوصف ایسی حالت اور ایسی بے خودی کے بھی کوئی کام شرع کے خلاف نہ کرتے اور ذرہ بھی حد شرع سے قدم باہر رکھتے تھے۔ آپ اپنے والد عالی مقام کی سیرت وصورت مین استقامت تمام رکھتے تھے۔ اور اوس روش پر ثابت قدم تھے۔ آپ بلا شک وشبہ صاحب اسرار وولی عہد مرشد روزگار و درویش کامل تھے۔

ابیات

چہ گویم در اوصاف صاحبدلے کہ مدحش بود نقل ہر محفلے
بہر وصف لایق کہ رو آورم کہ راہ مدحش بدان بسپرم
بآن وصف مشہور باشد چنان کہ دانند خرد و بزرگ جہان

ذکر مناقب حضرت قطب الواصلین امام العارفین شیخی ومرشدی حضرت بندگی شیخ بدر الدین قدس سرہٗ

پہلی حکایت

حضرت قطب الانام غوث الکرام ولی اللہ الباری ابی الفتح شمس الدین
شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ سے منقول ہے ۔ آپ فرماتے
تھے کہ جب میرا فرزند شیخ بدرالدین متولد ہوا تو اوسوقت مین نے
اپنے شیخ حضرت سلطان الاولیا امام العشاق والعرفا محبوب سبحانی
سید محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی
رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کو خواب مین دیکھا ۔ جسوقت مین نے آپ کو
مشاہدہ کیا مین کامل نیند کی حالت مین نہ تھا بلکہ اوسوقت کچھہ
خواب اور کچھہ بیداری کی حالت تھی ۔ آپ نے زبان دربار گوہر
نثار سے مجھی خبر دی کہ تیرے مکان مین فرزند تولد ہوا ہے ۔
وہ لڑکا ابھی وجود مین آیا ہے ۔ اوسکا نام عبداللہ ہے ۔ اور
اوسکے پہونچے پر ایک خال سیاہ ہے ۔ جو چیز کہ مقام فتور مین
ہے اور جو کہ تباہ و برباد ہونے والی ہے وہ اسکو درست
کریگا اور خرابی سے بچائیگا ۔ اور جو شی کہ ناکام و ناتمام ہے وہ
اوسکو انصرام کو پہونچائیگا ۔ پس مین یہ سنتے ہی اوٹھا اور اس
خوشخبری کی خوشی مین حجرہ کی طرف متوجہ ہوا جب وہان پہونچا
تو دیکھا کہ فی الواقع وہ کوکب دولت برج سعادت مین طالع و درخشان
ہے اور وہ گل وجود اپنی والدہ کے چمن کنار مین شگفتہ و خندان

ہے - مین نے اوسے اوٹھا کر اوسکے سیدہے اور بائین کان مین
بانگ نماز اور تکبیر کہی اور جیسا کہ حضرت شیخ نے فرمایا تھا بعینہ
اوسکے پہونچے پر خال سیاہ دیکھا - پس مین بارگاہ صمدیت مین
شکرانہ بجالایا اور یقین جانا کہ یہہ میرا فرزند بڑی شان والا اور
بڑے فخر والا ہوگا اور اوسکی بلوغیت کے بعد مژدہ ثانی بہی تصدیق
کو پہونچا اور صحیح ثابت ہوا - مجھے اوس سے روز بروز فرحت
تازہ و بہجت بے اندازہ حاصل ہونی شروع ہوئی --- آپکا نام
عبد اللہ اور لقب مبارک بدر الدین تہا اور آپکی کنیت ابو العلم
ہتی - لیکن آپ اپنے لقب ہی سے مشہور و معروف تھے -
اور اسی سے شہرت تمام رکہتے تہے - واللہ اعلم بالصواب

دوسری حکایت

حضرت قطب الزمان بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ
سرہ کے تمام فرزندون - مریدون اور ملازمون سے نقل ہے
وہ کہتے تھے کہ حضرت نے اپنے خادم جسکا نام اسمعیل زعیل تھا
برائے خرچ فقیران و درویشان اناج بیچ لانے کے لئے گانون کو
بہیجا - اوسنے غلہ بیچ کر روپیئے اپنے تصرف مین لائے - واپس
آکر روپیون کی ادائی کے لئے مہلت چاہی اور حضرت کی ہلاکت
پر نظر رکہی - آپ کے اندفاع کے لئے فکر کرکے وہ آپ کی خد

میں آیا اور آپ سے اپنے مکان تک قدم رنجہ فرمانے کی استدعا کی ۔ حضرت نے اپنے اخلاق کریمانہ و مروت مشفقانہ سے بمقتضائے من دعی فلیجب (جس نے دعا کی پس اوسکی دعا قبول ہوی) اوسکی درخواست کو اجابت فرماکے تنہا اوسکے مکان کو روانہ ہوئے ۔ حضرت شیخ فرماتے تھے کہ میرے جاتے ہی اوسنے چند تیتے جو پہلے سے مہیا کر رکھے تھے میرے سامنے لا رکھے اور تشریف لانے کی معذرت کرکے رخصت رجعت دی اور پلٹ کر اوسنے وہان سے ایک مضبوط لاٹھی حضرت کے قد کے برابر اٹھالی ۔ اسی اثنا مین جب مکان خالی ہوا اور اوسنے کسی کو نہ دیکھا تو اوس نابکار نے اوس لاٹھی سے جو ہاتھ مین لیا ہوا تھا حضرت کے مونڈھے و پشت مبارک پر بہ قوت تمام مارنے لگا ۔ یہان تک کہ حضرت بیہوش ہوکر گر پڑے اس پر بھی اس شقی و بیدین ملعون کو ہین کو رحم نہ آیا ۔ اس مردود نے فوراً نیام سے خنجر کھینچکر اس قطب الانام کے سر پر مارا اسنے ہر چند سعی کی مگر وار کارگر نہ ہوا بلکہ آپکا بال تک بیکا نہ ہوا جب اوسنے دیکھا کہ وجود مین نفس شریف کا کوئی شائبہ نہ رہا تو سمجھا کہ طائر روح پرفتوح قفس بدن سے نکلکر حضرت ذوالمنن کے گلستان رحمت کیطرف پرواز کر گیا ۔ پس اوس نے اس جگہ سے آپ کو گھسیٹ کر کوین مین ڈالا اور اوپر سے چند پتھر

بھی ڈالے اس کے بعد وہ نابکار ایمن الحال و فارغ ہوکر اپنے گھر آیا اور بے فکر ہوکر بیٹھ رہا۔

حضرت ذوالجلال قادر بے کمال نے اپنی قدرت بے مثال سے کسی غیر کے بلا واسطہ آنحضرت کو اس کوین سے باہر نکالا جبکہ آپکا وجود مبارک ناف سے اوپر تر نہ ہوا تھا۔ اسی اثنا میں اودہر سے ایک آدمی کا جسکا نام مصلحت خان تھا گذر ہوا۔ اسنے جب اس چاہ کے پاس پہونچا تو حضرت کو بہت مظلومی میں دیکھکر آپ سے ماجرا پوچھا۔ آپ نے حسن مقال سے واقعہ حال تمامہ کہہ سنایا اور جو مصیبت بیتی تھی ظاہر کی اسنے متحیر و متعجب ہوکر کوین سے باہر آنے کا سبب آپ سے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ کوئی تحیر و تعجب کی بات نہیں ہے۔ حق سبحانہ تعالی بڑا قادر ہے وہ ہر شئے پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اوسے صاحب تخت و بلند مرتبہ بنا سکتا ہے۔ اوسکا سر ثریا تک پہونچا سکتا ہے اوسکے نظر کرتے یہ بالکل سہل ہے کہ اوسنے مجھے بیواسطہ کوین سے باہر نکالا۔ ایسے کام اللہ عز و جل کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہیں۔ تم اسوقت اس قدر میری معاونت کرو کہ مجھے

ثریا آسمان پر ستاروں کا ایک خوشہ ہے جسکو پروین بھی کہتے ہیں یہاں صرف بلند مرتبہ سے مراد ہے۔ مترجم ۱۲

حضرت قطب آلہ شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے مکان تک پہونچادو۔ اُس مرد دیندار نے حضرت کو اپنی پشت پر سوار کرکے آپکے مکان کیطرف روانہ ہوا۔ اوسوقت رات نے اپنا سیاہ دامن لپیٹ لیا آسمان نے روائے نورانی سے اوسکے چہرۂ ظلمت کو چھپالیا۔ ماہتاب کی عملداری پر پردہ پڑگیا۔ اوسنے مشرق سے کسی شب مہر کے مصیبت زدہ وبخت خوابیدہ کے خونی پوشاک پہنے آنے والے کی جھلک دیکھکر اپنا مُنہ چھپالیا۔ رات کے مصیبت زدون کو آنکھین نکال نکالکر ڈرانے والے ستارے ایک دوسرے سے مل مل کر چھپنے لگے۔ کسی کی مصیبت کا حال دیکھ دیکھکر شبنم بھی آٹھ آٹھ آنسو رو رہی تھی۔ ہائے اس حال صعوبت کو دیکھ کے بیتاب ہو ہو کر چڑیان بھی چیخ چیخ کر بین کر رہی تھین۔ نسیم سحر بھی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہی تھی۔ گریبان سحر چاک ہوگیا تھا۔ فقرا وصلحا چونک کر خواب استراحت سے اُٹھ بیٹھے اور اس خالق بے نیاز کے آگے جس نے شب کے مصیبون کے پہاڑ کو سر سے ٹالا اور روز روشن کا جلوہ دکھایا سر نیاز جھکانے۔ عبودیت خداوندی بجالائے اور سجدہ شکر ادا کرنے کے لئے وضو کرنے مین مشغول تھے کہ اتنے مین مصلحت خان نے حضرت کو لئے ہوئے آپہونچا۔ جب آپکو اس صورت اور اس حالت مین دیکھا تو کل محبون۔ مریدون۔ معتقدون اور آپکے تمام جان نثارون نے غوغا کیا۔ رونا پیٹنا شروع کیا۔ ہائے وائے

کی صدا بلند کی۔ سب آپ پر سے تصدق ہونے لگے۔ اور آپ سے تفحص کرنے لگے کہ ذات مقدس کے ساتھہ اس فعل ناشایستہ کا کون نابکار مرتکب ہوا اور کس مردود نے وجود لطیف کے ساتھہ یہ فکر نالائق دل مین ٹھانی مگر حضرت ذوالکرام عالی ہمم نے جو کرم جبلی و رحم سرشتی رکھتے تھے اخلاق کریمانہ و مروت رحیمانہ سے ہرگز اُس نابکار کے نام کا انتشار نہ کیا اور تمام لوگون کو قضا و قدر کے لاحق ہونے اور اوسپر راضی و صابر رہنے کی نصیحت فرمائی۔ پھر آپ نے اس مردود نابکار کے بھائی کو جسکا نام علی تھا اپنے پاس پنہان بلا کر فرمایا کہ یہہ حرکت تیرے بھائی اسمٰعیل دعیل سے واقع ہوئی۔ اسی سے یہ جرأت وجود مین آئی۔ اور وہی اس فعل کا مرتکب ہوا۔ تو جا کر اوس سے کہہ کہ جو کچھہ اس نے میرے ساتھہ کیا وہ سب مین نے معاف کیا اور جو کچھہ میرا مال کھا گیا وہ بھی مین نے اوس کو سب بخش دیا۔ اس سے یہ بھی کہہ کہ اگر میرے یارون سلامت ہین تو تو اس شہر سے فی الفور بھاگ نکل اگر تو اپنی سلامتی چاہتا ہے تو جہان تک جلد ممکن ہو یہان سے فرار ہوکر دوسرے ملک مین چلا جا۔ اگر میرے مخلص و جان نثار لوگ اس سے مطلع ہونگے تو بے شک وہ اوسکی ایذا دہی مین سعی بلیغ کرینگے اور کسیطرح اوسکو زندہ نہ چھوڑینگے چونکہ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کہ انک لعلی خلق عظیم (کہ تحقیق تو بزرگ اخلاق پر ہے) آپ مین خلق مبارک مقتبس تھے اس لئے آپ نے حضرت کی سنت

بجالاتی ۔ چنانچہ حضرت سرور دوجہان سلطان المرسلین رحمۃ اللعالمین ہرچند قریش سے جفا دیکھتے تاہم آپ اونکی شان مین ہمیشہ دعاے خیر فرماتے تھے ۔

جب یہ واقعہ گذرا اوسوقت حضرت کی والدہ ماجدہ زندہ تھین ۔ آپ فرماتی تھین کہ جب یہ حادثہ میرے فرزند شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ پر واقع ہوا تو مین سو رہی تھی ۔ اوسوقت مین نے خواب مین اپنے شوہر حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کو دیکھا کہ آپ پریشان بال وخستہ حال دامن لطیف پارہ پارہ وگرد آلودہ پا برہنہ عجیب ہیبت سے سخت اضطرار کی حالت مین تشریف فرما ہین اور مجھے اضطرابی سے فرما رہے ہین کہ کیا سو رہی ہے اٹھہ ابھی شیخ بدرالدین کو اسمعیل نے کوئین میں ڈالا ۔ اوس ظالم پرجرم نے اوسکے ساتھہ یہ بدسلوکی کی شیخ بدرالدین کو یہہ واقعہ پیش آنے ہی مین ایسی سرعت اور تیزی سے دوڑا کہ مجھہ مین جوتا تک پہننے کی امکان نہ رہی یہان تک کہ مین نے وہان اپنے کو پہونچایا اور اوسکے سر پر وقت حاضر ہوا اس سے قبل حضرت غوث الثقلین قطب الکونین محبوب سبحانی سید محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا اس مقام پر تشریف لائے ہوے تھے ۔ میرا فرزند شیخ بدرالدین ابھی کوین کی تہہ تک پہونچا نہ تھا کہ آپنے فی الفور اسکو دست مبارک سے پکڑکر باہر نکال لائے ۔ اور آپ نے اللہ تعالی کی درگاہ مین اسمعیل کی گردن ماری ۔ اس واقعہ کا جا

کے سنتے ہی میرا دل دہل گیا نیند سے چونک پڑی۔ ہول دل نے بے تاب و بیقرار کر دیا۔ اسی پریشانی اور عالم حیرانی مین تھی کہ باہر مین نے میرے فرزند کو لانے کی آواز سنی۔ پس اس سے ہر ایک شخص کو معلوم ہو گیا کہ اس حضرت کی نسبت ایسی ناشائستہ حرکت فلان شخص سے واقع ہوئی۔ سب کو یقین کامل ہوا انکا اضطراب دفع ہوا اور فکر استدراک رفع ہوئی اس نابکار کا نام معلوم کرتے ہی لوگ اوسکے کہوج مین لگے۔ یہان تک کہ جب بادشاہ روزگار نے یہ خبر ناہموار سنی تو کئی ایک آدمیونکو اوسکے تفحص و تجسس کے لئے مقرر کیا۔ اور کہہ دیا کہ وہ جہان ملے پکڑ کر لائین۔ لوگون نے اوسے جابجا ڈہونڈ مارا یہان تک کہ انہون نے اوس جگہہ کو ڈہونڈ نکالا جہان وہ چھپا ہوا تھا۔ فوراً اوسکے مشکین باندہکر بادشاہ کی درگاہ مین اسکو لائے۔ بادشاہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ لوگ اسکو سیاست گاہ مین لے چلے۔ حضرت شیخ کو خبر لگی کہ وہ گرفتار ہوا ہے اور بادشاہ کے حکم سے اوسے لوگ قتل کرنے کو لئے جا رہے ہین۔ آپ نے اسی لحظہ بادشاہ کو لکہہ بہیجا کہ جبتکہ مین زندہ و صحیح و سالم موجود ہون تو شرع کی رو سے اوسکا قتل کرنا کسیطرح لازم نہین ہے۔ بادشاہ نے آپ کے جواب مین یہ خطاب فرمایا۔ کہ اس ظالم نے خدام آن عالی مقام کے قتل کرنے کا پورا قصد کیا تھا اور اوس نے اوسمین کماحقہ سعی بہی کی۔ اس صورت مین اگر فرضاً اوسکا قتل کرنا جائز نہ بہی ہو تو مین اوسکو از روے عدالت

ایسی سیاست کرونگا کہ اس سے دوسرون کو عبرت ہو اور بار دیگر کوئی اپنے ولی النعمت کے ساتھہ ایسی حرکت وجرأت نہ کر سکے - پس اسکو معلوم کرکے حضرت قطب الابرار نے چاہا کہ خود بادشاہ کے پاس جاکر اوسکی شفاعت کرین اور اسکو سزا سے بچالائین - حضرت روانہ ہونے کو مستعد ہو رہے تھے کہ یہہ خبر بادشاہ ملک کو پہونچی کہ حضرت خود اس نابکار کی شفاعت کے لئے تشریف لا رہے ہین - بادشاہ نے اب کوئی چارہ نہ دیکہا - اس نے فی الفور حکم دیا کہ قبل اس کے کہ حضرت یہان تشریف لائین اس شقی ازلی کو قتل کر دین - چنانچہ ایسا ہی عمل مین آیا - چونکہ حضرت غوث پاک نے اللہ تعالی کے پاس اس کی گردن ماری تہی اسلئے اوسکا ظاہر حال بہی اسیطرح عیان ہوا جب حضرت شیخ نے اوسکے قتل ہونے کی خبر سنی تو آپ بہت غمگین ہوئے اور نہایت تاسف کیا - اسکی مان کو بلواکے آپ نے تعزیت کی اور اسکی قوت بسری کے لئے ہمیشہ کچہہ جاری رکہنے کی اوسے طمانیت دی اور جبتک وہ زندہ رہی آپ اسکو برابر پہونچاتے رہے -

دوسری نقل

حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ سے لوگون نے پوچہا کہ اس شخص نے جسوقت آپکو تن مین ڈالا تو آپکا کیا حال تہا - آپ نے فرمایا کہ مین اسوقت بیخبر تہا - مجھے کسی بات کا ہوش نہ تہا - جب مین اپنی

حالت مین آیا اور میرے ہوش وحواس برقرار ہوئے تو مین نے اپنے کو پانی پر اسطرح بیٹھے ہوے پایا جسطرح کوئی شخص کسی چیز پر بیٹھتا ہے مین پھر یکایک بیہوش ہوگیا۔ بعد ایک ساعت کے جب مین ہوشیار ہوا تو مین نے اللہ تعالی کی قدرت سے اس کوین پر اپنے کو بیٹھے ہوے دیکھا۔ میرے کل اعضا صحیح و سالم تھے۔ خدا نے مجھے آفت سے بچایا اور سلامت رکھا مین اسیوقت اسکی درگاہ صمدیت مین اس کی مہربانی کا شکر بجا لایا۔ اسی اثنار مین یہ مرد سعادت نشان مسمی مصلحت خان ظاہر ہوا اور اوسنے مجھکو وہان سے یہان لایا۔

پس اس بیان کو سن کے آپ کے دشمن و مخالفین متحیر و متعجب ہوئے اور انہون نے اپنے عقل کے سمند ضعیف کو میدان حماقت وجہالت مین جولانی دیکر از روئے قیاس و وہم کچھ کا کچھ کہنا شروع کیا۔ ایک کہتا تھا کہ شاید اس کوین مین پانی اتنا نہ ہوگا کہ اسمین آدمی ڈوب جائے دوسرا یہ گمان کرتا تھا کہ شاید کوین مین آگے سے پتھر موجود ہونگے آپ اندر گرتے ہی اُن پر اٹک گئے اور اسطرح سلامت رہکر باہر تشریف لائے غرض ہزار منہ ہزار باتین کوئی کچھ سمجھتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا۔ حضرت معتقدین نے آپکی مصیبت پر نہایت افسوس کیا اور آپ کے بیان کو بسر و چشم تسلیم کیا مگر مخالفین نے لغو اعتراضات پیش کئے اسوقت سکندر لودی بادشاہ برسر حکومت تھا۔ جب اُسنے مخالفین کے اختلاف کی خبر سنی تو اونکے حسن وہم و گمان کو دفع کرنے کے لئے اپنے خاص الخاص

درباریون کو جنمین علی خان اور قوام الملک وغیرہ بہی تھے حکم دیا کہ بر سر چاہ جاکر اسکی ماہیت اور اوس واقعہ کی خاطر خواہ حقیقت معلوم کرائین۔ اور اچھی طرح تحقیق و تفتیش کرکے اطلاع دین۔ چنانچہ حسب الحکم اونہون نے غواصون کو اندر اُترواکر اُس کوین کی پیمائش کی تو اوسکا کل عمق چالیس گز پایا گیا۔ اور اوسمین دس بارہ گز پانی موجود تھا۔ غواص اُس جگہ سے حضرت کی تسبیح اور رومال باہر نکال لائے۔ اس سے کل حقیقت عیان ہوئی۔ سب کو اُس حال سے آگاہی ہوئی۔ اور صدق مقال یقین کو پہونچا۔ اُس واقعہ کی حقیقت حال کے انکشاف سے معتقدین نے اپنے اعتقاد کی بنیاد کو مضبوط کیا اور منکرین کہ جنہین شبہ تہا وہ سب لاجواب اور سرنگون ہوگئے۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

حضرت شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ کے کل فرزندون سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنے والد سے سنا اور یاد رکھا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب حضرت والدی قطب الباری بندگی شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کا وقت رحلت نزدیک پہونچا اور اوسکے آثار ظہور پذیر ہونے لگے تو مین گریہ وزاری کرتے ہوئے اُس قطب زمان کی خدمت اقدس مین گیا۔ اور نہایت عجز وزاری سے عرض کیا کہ آنحضرت اس عالم سے تشریف لے جاتے ہین اور ہمکو اس حالت بیکسی مین

غریب و سوگوار چھوڑ جاتے ہین - آپ کے بعد مین اپنی التجا کس کرون اور اپنا حال زار کس سے کہہ سناؤن - اسوقت میری کون سُنیگا - کون شفقت کریگا - مجھے کون دلاسا دیگا - ہر مہم و ہر کام مجھے پیش آتا اسکو آپکی رضا سے کرتا تھا مین نے آپ تک کوئی کام آپکی بغیر نہین کیا - آیندہ مین کس کی رضا سے کرون - آپ کے بعد میری مشکلون مین مجھے کون مدد دیگا - میری فریاد کون سُنے گا - میری دست گیری کون کریگا - مین اپنی التجا کس کے آگے لیجاؤن - جب آپ نے مجھے نہایت دل خستہ و خاطر شکستہ اور تضرع کنان و حال پریشان دیکھا تو دلداری و تقویت دے کے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو کام تجھے آپڑے اور جو مہم اپنی صورت دکھائے تو تو آکے مجھ سے پوچھ لیا کیجیو جیسا کہ ابتک پوچھتا رہا ہے اور جیسا کہ مین اسوقت تک اپنی زندگی مین دیتا آیا ہون اسیطرح آیندہ بھی تجھے جواب دیا کرونگا - اور راہ نیک و بد سے تجھے آگاہ کیا کرونگا جیسا کہ ابتک کرتا رہا ہون -

حضرت شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ آنحضرت الوعدہ مین - میرے ساتھ وہی مسلک مرعی رکھتے ہین - جو کام پیش آتا ہے تو مین حضرت کے روضۂ مقدسہ متبرکہ مین جاکے قبر مبارک کے نزدیک سر جھکا کر عرض کرتا ہون - حضرت اسکا جواب اسیطرح ہین جسطرح آپ عالم حیات مین مجھسے فرمایا کرتے تھے -

حضرت شیخ بدرالدین قدس سرہ کے بھائیون مین سے

کو کسی کام یا کسی مہم مین اپنے والد بزرگوار سے رخصت و رضا لینے کی اگر احتیاج ہوتی تو وہ حضرت شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہٗ سے کہتے حضرت اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین اسے گذرانکر وہان سے جواب باصواب لا دیتے اسوقت آپ کے بہائی جیسا حکم ہوتا اوسی کے مطابق عمل کرتے تھے۔

واللہ اعلم بالصواب

چوتھی حکایت

بہت سے ناقلون اور معتمد راویون سے نقل ہے۔ وہ کہتے تہے کہ ابراہیم قطب شاہ اپنے باپ کی زندگی مین شہر بیدر مین آیا تھا۔ اُس نے حضرت قطب الانام بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہٗ کی قدم بوسی سے مشرف ہوکر آپ سے عرض کیا کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ بمقتضائے تؤتی الملک من تشاء (دیتا ہے تو ملک جسکو تو چاہتا ہے) حضرت قدوۃ الاولیا کی دعاے بے ریا کی امداد سے میرے باپ کی دولت مجہیر ارزانی کرے اور منصب سلطنت پر میرا جلوس جلوہ دکہائے تو مین نے منت مانی ہے کہ اپنے کو زمرۂ مریدان حضرت قادریہ مین جمع کردون اور یہ بہی نیت کی ہے کہ حضرت کی خدمت مین ارادت بجالاؤن۔ اور شرف بیعت سے مشرف ہو رہون۔

آخر الامر ایسا ہوا کہ اوسکے باپ کی وفات کے بعد جمشید قطب شاہ بتقدیر الٰہی سریر سلطنت پر بیٹھا اور ابراہیم قطب شاہ سرگردان

حال و پریشان بال ہوکر کہاں سے کہاں منہ چھپاتے پھرنے لگا۔ حضرت
شیخ فرماتے تھے کہ مجھ میں اور جمشید میں جھگڑا واقع ہوا۔ اِس سے
رنجیدہ خاطر ہوکر میں نے چاہا کہ اسکو تخت سلطنت سے اُتار کے
اور منصب بادشاہی سے دور کرکے اوسکی جگہہ میرا ابراہیم کو نصب
کروں۔ چنانچہ اس بات کا عزم بالجزم کرکے میں اپنے والد حضرت
بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے روضۂ
متبرکہ میں گیا اور قبر مبارک پر سر رکھکر عرض کیا کہ میں جمشید کو بادشاہی
سے معزول کرکے اوسکی جگہہ میں ابراہیم کو نصب کرنا چاہتا ہوں
اسمیں حضرت کی کیا رضا ہے۔ اسیوقت میں نے قبر مبارک سے یہ
آواز سنی کہ ابراہیم کو میں نے ایستادہ کیا ہے یعنے حکم الٰہی سے بادشاہی
کے لئے۔ پس یہ بات سنتے ہی آنحضرت شادان و خندان وہاں سے
باہر آئے اور ایک آدمی مسمی شیخ علاء الدین کو جو آپکا خادم تھا اور
جو اسوقت آپکی خدمت میں موجود تھا ابراہیم قطب شاہ کو بلالا
نیکے لئے بیجانگر کو بھیجا اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ حق سبحانہ تعالی و تقدس
تیرے باپ کا ملک تجھکو دیتا ہے اور سریر سلطنت تجھکو عطا کرتا ہے
اب تجھکو چاہیئے کہ تو فی الفور یہاں چلا آئے اور کسیطرح تاخیر جائز نہ
خادم مذکور روانہ ہوکر اسکے پاس مخدوم کا سر قدم گذرانا اور جو پیغام
آپ نے کہا تھا پہونچایا۔ اسنے بمجرد اطلاع متحیر و متفکر ہوکر کہا کہ
اسوقت میرا بھائی بادشاہی کرتا ہے اور وہ کوئی خلل نصیب ہو

نہین رکہتا ہے۔ پس اس صورت مین مجہے کیونکر بادشاہی ملے گی اور کس طریق سے یہہ آرزو مجہے صورت دکہائیگی۔ خطر کے پہونچانے والے نے جواب دیا کہ اولیاء کے اقوال خدا کے حکم کے موافق ہوا کرتے ہین جب تک کہ اوسکی عالی بارگاہ سے حکم نہین ہوتا ہے وہ کوئی بات زبان سے نہین کہتے ہین۔ آپ صدق عقیدت سے دل قوی رکہئے اور یقین جانئے کہ یہ کام شدنی ہے اور یہہ واقعہ ہونی ہے۔ یہ ہر طرح پورا ہوکر رہیگا۔ بادشاہ اسی بعالم حیرانی مین متفکر تہا کہ بارے اُس نے جمشید کے موت کی خبر ادہر سے آنے والون کی زبانی متواتر سُنی۔ پہر تو وہ مفرح و مسرور ہوکر اور اس امید کے حاصل ہونے کا اثر معلوم کرکر روانہ ہوا یہان جمشید کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سبحان قلی جو کم سن تہا اپنے باپ کی جگہہ تخت پر بیٹہا۔ مگر اکثر آدمی اوسکی اطاعت سے منہ موڑ کر ابراہیم کے پاس جمع ہوئے۔ یہان تک کہ سب کے اتفاق سے ابراہیم قطب شاہ بادشاہ ہوا اور اپنے باپ کا منصب حاصل کرکے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اور آنحضرت کا قول مبارک تصدیق کو پہونچا۔

راویان مذکور کہتے ہین کہ جب ابراہیم قطب شاہ بادشاہ ہوا اور تخت پر بیٹہا تو اوس نے حضرت شیخ بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ کے قدوم فیض لزوم سے مشرف ہونے کی آرزو ظاہر کی۔ حضرت بہی اوسکی اس استدعا کو قبول فرماکر گولکنڈہ کی طرف جو اسکا دار السلطنت تہا روانہ ہوئے۔ جب حضرت شہر کے قریب پہونچے تو اُس نے نہایت

خود استقبال کے لئے پیش آکر تمام اعزاز و اکرام کے ساتھہ آپکو شہر مین لے گیا - اور بشرف حضور فایض النور سے مشرف ہوکر اس مرشد الانام کی خدمت مین بادب تمام بیٹھا - معتمد الزمان امین خان سے جو اوسکے ایک مقربون سے تھا تلنگی زبان مین جسکو حضرت سمجھتے نہ تھے مکالمہ مین مشغول ہوا - ایک ساعت کے بعد امین خان نے اس قطب دوران کی جانب رخ کیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ بادشاہ سلامت حضرت سے اپنی تقصیر کا عذر کرتے ہین - اور مخدوم المجادیم کے کرم عمیم سے اسکے عفو کی التجا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مین اولا حضرت کی خدمت اقدس و اعلی مین حاضر ہوا تھا اور اس مقصد کے حاصل ہونے کے لئے حضرت کی دعاے بے ریا کی استمداد کی استدعا کی تھی اور کہتے ہین کہ اوسوقت مین نے اس خاندان سعادت نشان سے لینے اور اسکے ساتھہ اپنی ارادت بجالانے کی شرط کی تھی اور کمال اعتماد سے دست اعتقاد جان و دل سے باندھا تھا - لیکن انا جبکہ مین نے اس مقام کیطرف توجہ کی اور ادہر ہی چلا آرہا تھا اثناے راہ مین حضرت بندگی مخدوم سید محمد گیسو دراز قدس اللہ کے نواسہ شاہ یداللہ نے چند آلات بادشاہی جیسا کچھ چتر و آفتا وغیرہ بطریق ہدیہ مجھے بھجوایا اور اوسکے ساتھہ ہی شجرہ اور نمد کی ٹوپی بھی آپ نے ارسال فرمائی - اور یہہ شرط بھی اونکے معا کہلا بھیجی تھی کہ اس حضرت کی نسبت اگر مجھے ارادت بجالانی منظ

اوس صورت مین وہ تمام چیزین مین قبول کرون ورنہ خدمت مین واپس لوٹا دون — چونکہ یہ اسباب دولت مجھے ناخواستہ پیش آئے تھے اسلیے اُن چیزونکو واپس کرنا مین نے بہتر نہ جانا اور موجب شومی و محرومی تصور کرکے مصلحت سازی سے پیش اکر طوعاً و کرہاً ان سب کو قبول کرلیا لیکن درحقیقت مجھے صدق عقیدت حضرت ہی سے ہے پس حضرت مجھے مرید کرین اور حضرت قادریہ کے زمرہ مین شامل فرمائین۔ حضرت شیخ نے اسکو مرید کرنے سے انکار کیا اور اوسکی استدعا کو قبول نہ کرکے فرمایا کہ اہل ہدایت طریقۂ سلوک مین کسی کو کسی کی ارادت سے پلٹانا موجب سعادت نہین سمجھتے ہین بلکہ اسکو اسکی ضلالت و گمراہی کا باعث جانتے ہین۔ جس جگہ سے تمہارے نصیب مین نعمت پہونچنی تھی وہ تمہین وہان سے ملگئی اور جیساکہ قسمت مین تھا ویسا ظاہر ہوا۔ اب تم اپنے اعتقاد کی بنیاد کو پوری صداقت کے ساتھہ محکم و مستحکم بناو اور اسی خاندان قادریہ کے محبون کی سلک مین اپنے کو منسلک کرو گویا کہ اوسی حضرت کے مرید ہین۔ چنانچہ ہمارے حضرت شیخ سلطان الاولیا محبوب سبحانی بندگی سید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نے اپنے محبون اور مریدون کے بارے مین فرمایا ہے اوتیت سجلاً طولہ مد البصر فیہ اسماء مریدی و محبی الی یوم القیامۃ قیل لی قد وہبتہم لک یعنے حق سبحانہ تعالی کی طرف سے مجھے ایک محضر دیا جائیگا جسکی درازی اتنی ہوگی جتنی میری نظر کی رسائی ہے — اوسمین میرے

کل مریدون اور محبون کے نام قیامت کے دن تک کے لکھے ہوئے ہونگے اور اوسمین اُن لوگون کے نام بھی ہونگے جو مرید نہ تھے مگر بجان و دل تیرے دوست تھے - اور مجھسے یہ بھی کہا گیا کہ وہ سب تیرے توسط سے تحقیق بخش دئے جائینگے اور عذاب وحساب سے رہائی پائینگے"

بعد ابراہیم قطب شاہ بادشاہ نے بہت کچھہ گڑگڑایا اور ہرچند معذرت کی اور بے نہایت کوشش کی مگر حضرت نے ہرگز مرید نہ کیا اور اوسے دست بیعت نہ دینا تھا نہ دیا - پس بہت سے مردمان صورت بین نے جو دنیا کے دلدادہ تھے اور جنکے مال ومتاع و آرائش ظاہری پر نظر تھی ملامت سے پیش آکر حضرت سے کہا کہ بادشاہ نے اپکا مرید ہونا چاہا اور اس نے کسقدر کوشش کی - آپ نے کیون اوسے مرید نہ کیا اور اپنی خدمت مین نہ لایا - اگر آپ اسکو مرید فرماتے تو وہ آپکا تعبیدار بن جاتا - یہ کلام سنکر حضرت نے زبان درفشان انکے جواب مین کھولی اور اسطرح فرمایا کہ مین نے اوسکے مرید کرنے مین کوئی دینی فائدہ نہ دیکھا اور مجھے طمع دنیا نہین ہے جو اوسکی خاطر اوسے مرید کرتا - مین دنیا کی ہرگز پروا نہین کرتا - مجھے اپنی آخرت کا خیال ہے - پھر مین کیون زمانے کا متہم بنون اور اپنے کو ایسے کام مین ماخوذ کراؤن - کل خدا پوچھے گا تو کیا جواب دونگا - جب سب لوگون نے آپکی یہ تقریر سنی تو آپکی علو ہمتی سے متعجب ہوئے اور سب نے یکزبان ہوکر کہا کہ صدقت یا ولی اللہ فیما قلت

(سچ کہا اسنے اللہ کے ولی جو کچھ آپ نے فرمایا) واللہ اعلم بالصواب

پانچویں حکایت

میں نے اپنے چچا حضرت شیخ محمدؒ سے سُنا اور یاد رکھا ہے۔ اُنہوں نے میرے والد حضرت شیخ احمد قدس اللہ سرہٗ سے سُنا تھا۔ آپ اسطرح بیان فرماتے تھے کہ امین خان نے اپنے بیٹے مسمیٰ خطاط خان کے کار خیر کے لئے حضرت والدی بندگی شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہٗ سے قدم رنجہ فرمانے کی استدعا کی۔ میرے حضرت والد اسکی استدعا کو قبول فرما کر گولکنڈہ کو تشریف لے گئے۔ جب آپ شہر کے قریب پہونچے اور آپکی تشریف آوری کی خبر ابراہیم قطب شاہ کو ہوئی تو وہ آپکے قدوم فیض لزوم سے مشرف ہونے کا عزم کرکے استقبال کو حاضر ہوا۔ قدم بوسی سے مستفیض ہو کر آپ کو شہر میں لے آیا۔ جب حضرت شہر میں داخل ہوئے تو بادشاہ نے امین خان سے پنہاں کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے اولاد نہیں ہے۔ مجھے ایک زمانہ سے فرزند کی آرزو ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس آرزو کو حضرت پر ظاہر کرکے آپ سے دعا کے لئے التماس کروں۔ شاید کہ حق تعالیٰ اس قدوۃ الاولیا کی دعا کی امداد سے مجھے لڑکا عطا کرے اور میری آرزو بر آئے۔ چنانچہ بادشاہ اور امین خان یہ نیت کرکے حضرت شیخ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے۔ اس کے قبل کہ وہ کوئی بات زبان سے کہیں خود

حضرت قدس اللہ سرہ نے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ تمکو فرزند کی آرزو ہے
اور اسوقت تم اوسی کے متعلق عرض کرنے آئے ہو تمہاری مراد کے
موافق انشاء اللہ تعالیٰ بحرمت حضرت سلطان الاولیا تمکو لڑکا ہوگا۔
لیکن جب وہ پیدا ہو تو تمکو چاہئے کہ اوسکو حضرت سلطان الاولیا محبوب
سبحانی بندگی سید محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی
الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے نام نامی و اسم
گرامی سے موسوم کریں۔ اور اوسکو میرا مرید کریں۔ بس دونوں اس
کلام کو سنتے ہی متحیر ہوئے اور بادشاہ نے متعجب ہو کر امین خان
سے پوچھا کہ شاید تم نے پہلے ہی اس نیت سے حضرت کو اطلاع دی تھی۔
امین خان نے قسمیں کھانی شروع کیں کہ واللہ باللہ میں نے نہیں کہا۔
میں گفتگو کے بعد جہان پناہ سے ابھی جدا تک نہیں ہوا۔ یہ کسطرح
خیال ہو سکتا ہے کہ قبل ہی میں نے کہدیا تھا۔ پس اس سے جہان
پناہ یقین جانیں کہ اس دل کا رساز نے اپنی صفائی باطن سے اس
راز کی اطلاع حاصل کی۔ بادشاہ اس بشارت کو سنکر نہایت شاد ہوا
اور حضرت کے شرائط مذکور کو قبول کرکے واپس گیا۔

میرے حضرت والد قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ میں جب ابراہیم
قطب شاہ کو فرزند کی بشارت دیکے شہر بیدر کو لوٹ آیا تو اوسوقت
میں نے اپنے والد حضرت قطب الآفاق بالاتفاق بندگی مخدوم شیخ
محمد الشریف القادری قدس سرہ کے روضہ متبرکہ میں اسکو لڑکا پیدا

ہونے کے لیے عرضی گزرانی - اس بات کو چند روز گزر گئے - مجھے کوئی جواب نہ ملا - حضرت کیجانب سے مجھے کوئی بات اوسکے متعلق سنائی نہ دی مین اس سے سخت دل تنگ و اندوہگین ہوکر آپ کی مزار مبارک پر گیا اور خاک پر اپنا مُنہ ملکر عرض کیا کہ مین نے قطب شاہ کو لڑکا دیا ہے صرف حضرت کے اعتماد پر اُسکو اوسکے مقصد وری کی امید دلائی ہے - اوسکے انصرام اور فایض المرام کرنے کی توقع آپ ہی سے کی ہے - کیا وجہ ہے کہ مجھے حضرت اوس سے آگاہ نہین فرماتے ہین اور اوس مدعا کے حاصل ہونے کی خبر نہین دیتے ہین ؟ شاید حضرت مجھے دروغ گو کرنا چاہتے ہین - یہہ جملہ میری زبان سے نکلے ہی تھے اُسیوقت مین نے قبر مبارک سے آواز سنی - آپ نے فرمایا کہ مین اسوقت تک حق سبحانہ وتعالی کی درگاہ مین دعا مین مشغول تھا اور چاہتا تھا کہ اوسکو تیرے کہنے کے مطابق فرزند دلوا کر تجھے خبر دون - اب تجھکو خوش ہونا چاہیے - تو ہمیشہ خوش رہ اور کوئی اندیشہ تو اپنی خاطر نازک مین نہ لا - اب اسکو ضرور لڑکا پیدا ہوگا - پس حضرت کے حکم فرمانے کے موافق ابراہیم قطب شاہ کو لڑکا نصیب ہوا اور اوسنے بھی اپنے قول و قرار کے مطابق اوسکا نام شاہ عبدالقادر رکھا اور اوسکو حضرت کا مرید کرایا اور جیسا اوسنے شرط کی تھی اوسکو حضرت قادریہ کے خاندان مین شامل کرایا - واللہ اعلم بالصواب -

چھٹی حکایت

راویان مذکور اور ناقلان مسطور سے نقل ہے - وہ کہتے تھے کہ جن ایام مین علی عادل شاہ کے ساتھ ایراج مین کافر متفق ہوئے تھے - ان ہی دنون مین حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ آپسمین اتفاق کرکے واسطے قتال و جنگ و جدال کے آمادہ ہوئے - ابراہیم قطب شاہ خود مع شمشیر حضرت خداوند قطب المتبصرین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ کی خدمت فیض درجت مین بہ حسن عقیدت حاضر ہوا اور التجا اس معنی کا خدمت بابرکت مین پیش کیا کہ مین خود جنگ مین بے درنگ روانہ ہونے کو ہون لہذا حضرت فتح و نصرت کی بشارت دیکر اور دست مبارک سے یہ شمشیر میری کمر مین باندھکر مجھے میدان کارزار کو روانہ ہونے کے لئے رخصت فرمائین - تا مین وہان سے مظفر و منصور واپس آؤن - حضرت نے بادشاہ کی یہ استدعا سنکے تامل فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے والد بزرگوار صاحب اسرار قطب الصمد بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے روضۂ منورہ کیطرف تشریف لے گئے وہان جاکے آپنے واقعہ حال گزرانا - آپ فرماتے تھے کہ مین نے وہان یہ عرض کیا کہ اگر قطب شاہ کے نصیب مین فتح حاصل ہونی ہو تو مجھکو اوسکی کمر مین شمشیر

باندھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ ورنہ جو کیفیت ہوا اوس سے مطلع کریں۔ یہی عرض کر رہا تھا کہ میں نے یہہ آیت وجعلناہ ھباءً منثورا (اور کیا اوسکو ہمنے غبار پراگندہ) قبر مبارک سے سنی۔ پس اس آیت کے مضمون سے مفہوم و معلوم ہوا اور کامل طور پر یقین ہوا کہ وہ اسبارہ میں ضرور منہزم و مغلوب ہوگا۔ میں نے اوسی وقت شمشیر مذکور اسے واپس کر دی اور کہا کہ جنگ کو جانے سے باز رہ۔ مگر میرے کہنے کو اوسنے قبولیت کے کانوں سے نہ سنا اور نہ میری فہمائش و ہدایت پر عمل کیا۔ بلکہ میری نصیحت سے رنجیدہ خاطر ہوکر اوسنے ایک اور درویش سے التجا کی اور اوسکے ہاتھ سے اپنی کمر میں شمشیر بند ہوا کر اور اوس سے فتح کی بشارت لیکر لڑائی کو روانہ ہوا۔ جب ہر دو لشکر بہم پہونچے اور انکا میدان کارزار میں مقابلہ ہوا تو قطب شاہ کا لشکر ہزیمت کہا کر پراگندہ ہوگیا۔ اور بہت سے آدمی بدحواس ہوکر ایسے پسپا ہوے کہ پہر زندہ نہ رہ سکے۔ غنیم کی فوج نے منہ پہیرتے ہی اونکا پیچہا کیا۔ انہوں نے بجز ندی میں گرنے کے کوئی چارہ نہ دیکہا۔ آخر وہیں ڈوب مرے۔

راویان مذکور بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے وقوع ہونے سے قبل ہی اوس قطب آسا نے قطب شاہ کے لشکر کے ڈوب مرنے سے ہمکو آگاہ کیا تھا۔ اور زبان غیب بیان سے یوں فرمایا تھا

کہ جسوقت میرے ہان سے قطب شاہ رنجیدہ خاطر ہو کر گیا اوسوقت مین نے خواب مین دیکھا کہ مین ایک چشمہ کے کنارہ پر بیٹھا ہون اور جہاڑون کے بہت سے پتے مثل تودون کے میرے نزدیک پڑے ہوئے ہین - ناگاہ دو نفر دوڑتے ہوئے میرے پاس آئے - اور انہون نے مجھ سے کہا کہ قطب شاہ نے آپ سے روگردانی کی اور جو اعتقاد کہ آپ سے رکھتا تھا وہ اٹھا لیا - مین نے کہا ایسا تو نہ ہوگا - انہون نے کہا فی الحقیقت ایسا ہی ہے پھر مجھے یقین نہ آیا - انہون نے قسمین کہانی شروع کین اور کہا کہ یہ بالکل تحقیق ہے - پس مین نے کہا کہ اگر اونے ایسا ہی کیا ہے تو دیکھین اب پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ کہکر مین نے اُن پتون کو جو میرے نزدیک پڑے ہوگئے تھے پانی مین ڈالا - پس کیا دیکھتا ہون کہ بعضے تو اونمین سے پانی پر آئے اور بعضے ڈوب گئے -

حضرت نے اوسکی یون تعبیر فرمائی کہ اس دفعہ قطب شاہ کا لشکر پانی مین غرق ہوگا کیونکہ جس قدر پتے غرق ہوئے وہ غرق ہونے والون کے احوال پر دلالت کرتے ہین - اور جو پتے پانی پر تیر آئے وہ سلامت رہکے بچ نکلنے والون کی علامت ہین - صدق قولہ فیما اخبر عنہ (یعنی ہوئی اونکی بات جو کچھ کہ کہی) واللہ اعلم بالصواب

ساتوین حکایت

حضرت قطب الواصلین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہٗ ب اور فرزندون سے نقل ہے - وہ کہتے تھے کہ جس زمانہ مین ہندکرہ با سلاطین جنگ مین مشغول تھے ان ہی ایام مین علی عادل شاہ کی دایہ بیدر مین آئی اور اس عجوزہ نے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر ث بساط بوسی سے مشرف ہونے کے بعد التماس کی کہ عادل شاہ ے لئے فتح و نصرت کی حضرت بشارت دین - اگرچہ علی عادل شاہ کے لہ سے حضرت کو آگے سے آگاہی تمام تھی کہ وہ ضرور مظفر و منصور گا مگر آپ نے اسلام کی رعایت کیجانب نظر فرماکر اسکی استدعا قبول ہ فرمائی - اور اس کلام سے معذرت کرکے آپ نے فرمایا کہ تمہارے بادشاہ نے کفار بدکار کا ساتھ دیا ہے اور انکی طرفداری کی ہے - اس صورت مین میرے شایان شان یہ نہین ہے کہ مین اوسکو فتح کی خوشخبری دون - بس اس ماجرے کے سنتے ہی وہ بڑھیا گھبرائی اور اوسنے پھر پوچھا کہ کیا میرے بادشاہ کو نصیب دشمنان شکست تو نہ ہوگی - آنحضرت نے فرمایا کہ مین صراحتاً یہہ بھی نہین کہتا اور نہ فتح کی بشارت دیتا -

بعد از دایہ مذکورہ نے بدعا سے دیگر پیش کیا اور یہ عرض کی کہ مین نے آدمیون کی زبانی افواہ سنا ہے کہ حضرت نے اپنے

الفاس فیض اقتباس سے قطب شاہ کو فرزند دلوایا ہے - اور وہ اسوقت آپکی دعا کے بدولت صاحب اولاد ہوگیا ہے - میرے بادشاہ کو لڑکا نہین ہے - وہ اس آرزو مین عمر گزارتا ہے - اگر اس خداوند کے نظر فیض اثر سے اسکو لڑکا پیدا ہو تو وہ تمام خدمات حسن عقیدت بجالانے کو ہمہ تن موجود ہے - حضرت اوسکے آرزو میرے دل پر اپنی نظر کیمیا اثر ڈالین اور اوسکی مراد پوری کرا کے اوسکی آرزو بر لائین - حضرت نے اوسکے جواب مین یہہ فرمایا کہ اگر عادل شاہ خود اس بات مین مجھے تحریر کرے تو انشاء اللہ الوہاب کی یاری اور توفیق سے اس کام پر گوشہ خاطر منعطف کیا جائیگا - اور درگاہ کردگار مین اوسکی یہ استدعا اور تمنا گزرانی جائیگی - دایہ نے کہا کہ عادل شاہ میرے حکم کا محکوم ہے - مین اُسسے جو کہتی ہون وہ وہی کرتا ہے - مین اوس سے صورت حال باحسن المقال عرض کر کے ایسا کرونگی کہ وہ اپنے کو اس خاندان کے زمرہ معتقدان مین جمع کر لیگا - جب دایہ بہت گڑگڑائی اور منت والتجا کی تو آپ نے بہی اوسکی استدعا قبول فرمائی عادل شاہ کو پسر تولد ہونے کی بشارت دی - اور اوسے دو شرطین سنادین - ایک یہہ کہ اس لڑکے کو حضرت سلطان الاولیاء کی سید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے نام نامی و اسم گرامی سے موسوم کرکے - دوسری یہ کہ اوسکو خانقاہ قادریہ مین مرید کرے - دایہ مذکور نے شرائط مزبور پر قبول کیے

اور واپس چلی گئی - پس حضرت خدام عالی مقام خالق الانام کی برکت انفاس نفیس اقتباس سے قریب الایام مین عادل شاہ کو فرزند نصیب ہوا بارے عدول شرط کرکے قول و قرار سے منہ موڑ کر اوسکا نام کچھہ اور رکھا جب آنحضرت کو اس سے اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے خادم سید بڈھن کو دایہ کے پاس بھیجا اور جو شرایط کہ اوس نے کی تھین اونکی یاددہانی کی - یہہ سنکر وہ جھوٹی منکر ہوئی کہ مجھے اس حال سے ذری خبر نہین - مین کوئی بات جانتی نہین - بلکہ شیخ کو بھی پہچانتی نہین اور نہ مین نے اونہین کبھی دیکھا ہے - خادم مذکور واپس آکر جو کچھہ سنا ہا حضرت سے عرض کیا - جب اوسکا انکار معلوم ہوا تو آپ نے غضب مین آکر زبان مبارک سے فرمایا کہ وہ جھوٹی اوس لڑکے کو ہاتھہ سے ے گی اور اپنی جان بھی برباد کریگی - آخر الامر اسی سال مین اوس لڑکے کو زائیدہ اور دایہ کذابہ کا انتقال ہوا - ان دونون نے اپنی ین قابض الارواح کی سپرد کردین اور اس جہان سے چل بسے

قاولی اللہ - واللہ اعلم بالصواب

آٹھوین حکایت

میرے حضرت والد بندگی شیخ احمد قدس سرہ سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے حضرت والد امام العارفین بندگی مخدوم یخ بدرالدین قدس اللہ سرہ سے سنا اور یاد رکھا ہے - آپ

فرماتے تھے کہ جب میری دختر فاطمہ بی بی کے ایام زندگانی ختم ہوئے ۔ وہ اس
جہان سے رخصت ہونے کے قریب پہونچی ۔ اور آثار مرگ ظاہر ہونے شروع
ہوئے تو میں دائرہ ذکر و فکر میں مشغول ہوا ۔ ناگاہ دو شخص جنگلی عرب
کی صورت میں میں نے اپنے نزدیک آتے ہوئے دیکھے ۔ جب وہ میرے
پاس آئے تو انہوں نے مجھے سلام کرکے کہا کہ ہم فرشتے ہیں اور ہمیں
اللہ تعالی نے آپکی دختر کی روح قبض کرنے کے لئے بھیجا ہے ہم اب اسی
غرض سے آئے ہیں ۔ اور ہمیں حکم ہوا ہے کہ آپکی اجازت سے یہہ
عمل پورا کیا جائے ۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم اس کام کی جرائت کریں
وگرنہ ارشاد ہو تو ہم یون ہی عالم بالا کو واپس چلے جائیں ۔ اب
آپ جسطرح فرماینگے اسیطرح کیا جائیگا ۔ انکے جواب میں اسیوقت
میری زبان سے یہہ جاری ہوا کہ میری جان اور میرے فرزندوں
کی جان میرے پروردگار کے حکم پر قربان ہے میرا اور ساری مخلوق کا
وہی مالک ہے اوسکی رضا پر میری جان و مال تصدق ہے ۔
اوسکا حکم میرے سر اور آنکھوں پر ہے ۔ میں بجا لانے کو بجان
و دل و بسر و چشم بلکہ ہمہ تن موجود ہوں ۔ اوسکے حکم پر میں قربان
ہونے کو تیار ہوں وہ میرا آفریدگار ہے ۔ اور اوسکی قضا پر رضا ہی
درکار ہے ۔ بس اب تم جلدی کرو ۔ جس کام کا تمہیں حکم ہوا ہے
فی الفور بجا لاؤ کسی قسم کا تساہل جائز نہ رکھو ۔ پس میرے
دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے حجرہ میں قدم رکھا ۔ انکے اندر داخل

ہوتے ہی لڑکی کی دایہ نے چلایا اوسکے وفات کی ندا کی اور گریہ وزاری کی بنیاد رکھی — انا للہ وانا الیہ راجعون —

واللہ اعلم بالصواب

نویں حکایت

میرے چچا حضرت شیخ محمد قدس اللہ سرہ سے نقل ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک روز میرے والد حضرت بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ کے کل خدمتگار و ملازمین کھانا کھا رہے تھے اسوقت مین اونکے نزدیک حاضر تھا اور اہتمام مین مشغول تھا اسی اثنا مین اُن مین گفتگو چھڑی — اور حکایت متضمن شکایت آنحضرت درمیان مین آئی — وہ باہمدیگر کہنے لگے کہ ہمارے حضرت عادت کریمانہ و شفقت قدیمانہ ہمارے حال پر ایسی رکھتے تھے کہ ہمارے روٹی کھاتے وقت آپ خود ہمیشہ تشریف ارزانی فرماتے اور ہمکو روغن و شیر دلواتے تھے اب چند دن ہوئے ہین کہ یہہ بات ترک فرمائی ہے آپ نے اپنا دست کرم ہمسے اُٹھا لیا ہے اور اب کوئی مہربانی ہمپر نہین فرماتے ہین — اس کلام کے اختتام پر ابہی ایک لحظہ بھی نہ گذرا تھا کہ اوس قطب الانام عالی مقام نے اس مقام پر قدم فیض لزوم رنجہ فرمائے اور ان لوگون کی طرف دیکھکر مسکرائے جلدی سے آتے ہی اونکو روغن اور شیر دلوائے — اسکے

بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔ ہم آپ کے اس معاملے سے سخت متحیر و متعجب ہوئے۔ اور یقین جانا کہ ہماری طرف رجوع ہو کر حضرت نے اپنی صفائی باطن سے ہماری شکایت معلوم کی اور کشف قلبی سے اوسکا یون انکشاف فرمایا۔ و اللہ اعلم بالصواب۔

دسوین حکایت

میان ابراہیم موذن سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بندگی شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہٗ موضع کرنسگی کو تشریف لے گئے ہوے تھے۔ وہ قریہ آنحضرت کے متعلق تھا۔ ایک روز قریہ سے باہر نکلکر آپ تفرج کنان بسوے بیابان پہاڑون کے سلسلہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اوس وقت حضرت کے ساتھ سواے میرے کوئی اور نہ تھا۔ جب عصر کا وقت آیا تو وضو کے لئے پانی کی تلاش کی مگر نہ ملا نماز کا وقت زیر ہو رہا تھا۔ اور آفتاب تمام دن کے سفر سے تھک گیا تھا اور اس خیال سے کہ منزل مقصود تک پہونچتے پہونچتے دیر نہ ہو جائے خانہ مغرب تک پہونچنے کے لئے تیزی سے جا رہا تھا۔ اور اس پیاسے مسافر کی مانند جو تمام دن بے آب و دانہ صحرا نوردی کرکے کسی کوین کی تلاش مین بے صبر و مضطرب پھرتا ہے بحر مغرب کے ساحل پر پہونچکر کچھ کھا پیکے آرام لینے کی خاطر جلد جلد قدم بڑہا رہا تھا۔ جنگل مین ہو کا عالم تھا

ہوا مین خنکی آچلی تھی — دہوپ مین تمازت کم ہورہی تہی — گل ہائے بیابانی چٹکنے پر تیار تھے — بلبلان شوریدہ سر چہکنے پر بیقرار تھے — پرندے جو جنگل مین دہوپ کے تڑاقے سے تمام دن منہ چہپائے تھے اب باہر منہ نکالے کن آنکہون سے آفتاب کو دیکھ رہے تھے — آفتاب کی سنہری کرنین بتدریج اوپر ہوکر انکی آنکہون مین چکا چوند سی کم کررہین تہین — وہ سب اسی انتظار مین تھے کہ سورج دور ہو اور تپش کا زور ہو تو پہولون سے دل بہلائین اور اونکی میٹھی میٹھی خوشنوؤن سے چہکین چلائین — اونکی دلون کی مرادین برآنے کو تہین — آفتاب لب بام تھا اور ابہی غروب ہوا چاہتا تھا — نماز عصر کا وقت ہاتھ سے جارہا تھا — مگر پانی کا کہین نام و نشان نظر نہ آتا تھا — حضرت نے مجھے اسی صحرائے بے پایان مین کھڑا کرکے خود تنہا گوشۂ صحرا مین میری آنکہون سے اوجہل ہوگئے اور تہوڑی دیر کے بعد وضو سے فارغ ہوکر میرے پاس تشریف لے آئے — اور جماعت سے نماز پڑہنے کے لئے سوائے میرے کسی کو نہ دیکھکر میری طرف ملتفت ہوکر پوچھا کہ کیا تجکو وضو ہے مین نے کہا نہین — آپ نے اپنی انگشت مبارک کے اشارہ سے فرمایا وہان جا اور وضو کرکے جلد آ مین وہان گیا — ایک ایسا چشمہ پایا کہ جسکا پانی نہایت شیرین اور نہایت لطیف تھا — مین نے ایسا پانی اس جہان مین کہین نہ دیکھا — غرض اوسوقت مین نے وضو

کر کے وہان سے چلا آیا اور حضرت کی متابعت مین نماز عصر پڑھی۔ اسی اثنا مین حضرت کے خادمون اور ملازمون سے بہت سے آدمی تعاقب کنان اور جویان پہونچے۔ اُنہون نے ہر چند پانی طلب کیا نہ پایا۔ اُس چشمہ کو وہان بہت ڈھونڈھ مارا مگر جیسا وہ پیدا ہوا تھا ویسا ہی ناپید ہوگیا مین اس سے متحیر ہوا اور اسکو اُس عالی صفات کے خوارق کرامات سے جانا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

گیارہوین حکایت

میرے حضرت والد بندگی شیخ احمد قدس اللہ سرہ سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے حضرت قطب الواصلین بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس سرہ سے سنا اور یاد رکھا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ مین ایک روز جامع مسجد مین نماز پڑھ رہا تھا اور سر سجدہ مین رکھکر مولیٰ تعالیٰ سے راز و نیاز مین مشغول تھا کہ ناگاہ ایک کونجی عالم بالا سے میرے سجدہ گاہ کے آگے گری۔ اور ساتھہ ہی ہاتف غیب نے ندا دی۔ اور کہا کہ یہہ تیرے رزق کی کونجی ہے حضرت رزاق العباد نے اسکو تیرے حوالے کرنے کو فرمایا ہے۔ پس مین اُسیوقت حضرت صمدیت کا شکر بجالایا اور کونجی اُٹھا کر اپنے نزدیک رکھی۔

حضرت جب تک زندہ رہے آپ وہ کونجی اپنے ساتھہ رکھا کرتے

تھے۔ جب آپ نے وفات فرمائی تو اسوقت اُس کو بچی کی بہت تلاش کی ہر چند ڈھونڈھ مارا مگر کہین پتہ نہ لگا آخر نہ ملنی تھی نہ ملی۔

واللہ اعلم بالصواب

بارھوین حکایت

حضرت قدوۃ الکاملین بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہٗ کے تمام صاحبزادون سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک روز آنحضرت نے بزرگون کا عرس کیا تھا اور کھانا پکوا کر خاص وعام کی دعوت کی تھی چنانچہ اس وقت اکثر آدمی فقرا صلحا اور مشایخون سے جمع آئے اور جو کچھ پکا ہوا سوجود تھا کھا کر چلے گئے۔ اب اس طعام سے کسیقدر بچا ہوا رکھا تھا کہ ناگاہ اُس ولایت پناہ کے بڑے بھائی حضرت مخدوم المخادیم بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس اللہ سرہ اپنے مریدون اور معتقدون کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ جو تعداد مین سو سے بھی زیادہ تھے تشریف لائے۔ اس مخدوم کے خادم مسمی جمال الدین نے جنکے حوالے طعام و انتظام تقسیم طعام تھا حضرت کے پاس شکایت کی اور کہا کہ یا سیدی آدمی بہت آگئے ہین اور طعام اسقدر نہین ہے کہ اُن تمام کے لئے کافی ہو۔ اب مجلس بیٹھی ہوئی ہے اور صرف طعام کا انتظار ہے۔ کوئی وجہ سمجھ مین نہین آتی ہے۔ آپ

کیونکر انتظام کیا جاوے اور ان سب لوگون کو کہان سے کہلایا جاوے یہ سنتے ہی آنحضرت خود باورچی خانہ مین تشریف لے آئے اور جو کچھہ بقیہ طعام موجود تھا وہ آپ نے اپنے نزدیک طلب فرمایا اور اوسپر اپنی چادر مبارک ڈہانک دی۔ بعد آپنے اپنے دست مبارک سے ہر ایک شخص کو تقسیم کے طور پر دو دو روٹیان اور اوسکے ساتھہ سالن رسم مقررہ کے مطابق دینا شروع کیا۔ غرض طعام تمام لوگون کے لئے کفایت کیا اور سب سیر ہوکر کہائے کسی کو کسی نوع کی شکایت باقی نہ رہی جب سب کے سب کہانے سے فارغ ہوگئے تو آپ نے اوسپر سے ردای مذکور اٹھا دی۔ مین نے اوسوقت دیکہا کہ ابہی وہ بقیہ طعام کا کچھہ حصہ دون ہی موجود ہے۔ مجھے بہت حیرت ہوئی۔ اور حاضرین سے ہر ایک شخص جسنے اسکام کو مشاہدہ کیا سخت متعجب ہوا اور سب نے اس برکت کو اس والا منقبت کے انفاس سے تصور کرکے اس صاحب اسرار کی ولایت کا اقرار کیا اور اس واقعہ کو آپکی کرامت جانا۔ واللہ اعلم بالصواب

تیرھوین حکایت

میرے حضرت والد بندگی شیخ احمد قدس اللہ سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت قطبی و الدی بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ ہر روز اپنے دست مبارک سے

فقیرون کو روٹی تقسیم کرتے ہر ایک فقیر کو آپ دو دو روٹیان دیا کرتے تھے - ایک روز آپ نے فقیرون مین روٹیان تقسیم کرنے کو مجھے فرمایا - مین نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور حسب فرمان روٹیان تقسیم کین - مگر بعضون کو پہونچین اور بعضون کو نہین - مجھہ سے روٹیونکا تقاضہ ہونے لگا - آپ روٹیان اتنی باقی نہ تہین جو مانگنے والون مین پوری ہوتین - مین نے مجبور ہوکر یہ شکایت حضرت کے پاس کی حقیقت حال کہہ سنائی اور کل کیفیت عیان کی - حضرت یہ سنکر خود تشریف لائے اور جو روٹیان مین نے فقیرون کو دی تہین وہ سب اُن سے آپ نے واپس لے لین اور پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے تقسیم کے طور پر جیسا کہ مین نے تقسیم کیا تھا دینا شروع کیا - مین نے دیکھا کہ وہ روٹیان سب آدمیونکو کفایت کین کسی شخص کو نہ ملنے کی شکایت نہین رہی - اور سب کو کامل طور پر تقسیم ہونے کے بعد بھی کچھہ روٹیان بچ رہین - مین آپ کے اس فعل سے سخت متعجب و متحیر ہوا اور جرأت کرکے مین نے حضرت والد سے اسکا سبب پوچھا آپ نے میری طرف متوجہ ہوکر سر شفقت سے مسکراتے ہوئے مجھے فرمایا کہ خالق ذوالمنن نے اپنی عنایت وکرم کی مددگاری سے میرے ہاتھہ مین برکت رکھی ہے - جو چیز مین اپنے ہاتھہ مین لیتا ہون وہ فوراً دوچندان اور پھر اوسکی مضاعف ہو جاتی ہے -

راوی مذکور فرماتے تھے کہ اوس قطب الاولیا سے اس واقعہ کے مانند کئی بار مشاہدہ ہوا ہے اور بارہا اس سے بڑھکر باتین دیکھنے مین آئی ہین۔ واللہ اعلم بالصواب

نقل دیگر

میرے چچا حضرت شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ میرے والد حضرت بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ ایک وقت چند درم دست مبارک مین لیے اور دونون ہاتھ ایک دوسرے کے ساتھ ملائے — مین نے دیکھا کہ وہ درم دوچند ہوئے اور پھر تعداد مین زیادہ ہونے لگے۔ یہان تک کہ اس ولی ذوالجلال کے دونون ہاتھہ مالامال ہوگئے اور اس حد تک افزون ہوئے کہ جب دونون ہاتھون مین سمانے کی گنجایش نہ رہی تو وہ زمین پر گرنے لگے۔ مین اس مشاہدہ سے متعجب و متحیر ہوا لیکن حضرت سے اسکا باعث پوچھنے کی جرأت نہ کرسکا۔

راویان مذکور کہتے تھے کہ ہم نے حضرت کو بہت دفعہ کہتے ہوئے سنا اور یاد رکھا ہے۔ آپ بارہا یہ فرمایا کرتے تھے کہ حق سبحانہ تعالی نے میرے ہاتھون مین برکت رکھی ہے مین جو چیز ہاتھہ مین لیتا ہون وہ اوسمین زیادتی کرتا ہے۔ وہ چیز

اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ حد اندازہ سے تجاوز کر جاتی ہے یہہ اوسکا کرم ہے جو مجھے بخشا ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

چودہوین حکایت

قدوۃ الصلحا میان پیر شیخ خطیب مدرسہ شہر بیدر سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت قطب الزمان بندگی میان شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ العزیز بصورت تفریح اپنے مسافرخانہ پر جو بر سر بازار مدرسہ کے نزدیک واقع ہے تشریف شریف ارزانی فرمائی تھی ۔ آپ اس رباط کے چبوترہ پر بیٹھ کر بازار کا تماشا دیکھ رہے تھے ۔ جب مین نے وہان حضرت کو دیکھا تو مین آپکی خدمت مبارک مین حاضر ہو کر بعد تقبیل اقدام بادب تمام بیٹھا اور اپنے دل مین کہا کہ حضرت نے کتنے ایک مردمان درماندگان کو ابراہیم قطب شاہ کے پاس تعینات کرا کر انکی روزی مقرر کرا دی ہے ۔ لیکن آپ نے کبھی اپنی نظر کیمیا اثر مین بندہ کمترین پر نہ ڈالی اور نہ خاطر عاطر (خوشبو دار) اس فاتر (فقیر) کے استحقاق پر مبذول فرمائی ۔ یہ خیال کرکے مین نے چاہا کہ یہہ نیاز اس عالم راز کی عالی خدمت مین پیش کرون اور کثرت عیال کی حالت تنگی معاش کی حقیقت ۔ عاجزانہ حال و بیچارگی کی کیفیت اور شب و روز فکر معیشت کی صعوبت آپ سے من و عن عرض کرون ۔ ابھی یہ خطرہ تمامہ میرے دل مین خطور نہ کیا تھا کہ آپ نے تبسم کنان رو سے

مبارک میری طرف کیا اور اس کے قبل کہ مین کوئی لفظ زبان سے نکالون خود آپ نے زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ انشا اللہ تعالی اوسکی توفیق دیا ری سے اگر اب کی دفعہ قطب شاہ سے ملاقات واقع ہوی تو تجھکو تعینات کرا کے کچھ مقرر کرا دونگا - یہہ سنتے ہی مین متحیر ہوا اور اس قدوۃ الاتقیا کے صفائی باطن کی تصدیق کی اور ولایت کا اقرار کیا کیونکہ مین سمجھے ہوئے تھا کہ میری اس نیت سے سوائے عالم الغیب حضرت حق سبحانہ تعالی کے کوئی بھی مطلع نہ ہوگا — واللہ اعلم بالصواب

پندرھوین حکایت

حضرت دادی صاحبہ بی بی کمال منکوحۂ حضرت قطب المشرقین بندگی شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ سے اور نیز حضرت کے تمامی فرزندون سے نقل ہے - وہ کہتے تھے کہ جب شیخ لطف اللہ بن حضرت مخدوم المخادیم بندگی شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس اللہ سرہ العزیز بیمار ہوے اور صاحب فرش ہوگئے تو حضرت شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ اپنے برادرزادہ کی عیادت کو تشریف لے گئے اور جب آپ مکان مین پہونچے تو ناگاہ شیخ لطف اللہ کی نیک بخت والدہ منکوحۂ حضرت مخدوم جی قدس اللہ سرہ آنحضرت کے نزدیک تشریف لائین اور بتضرع و زاری کرکے کہا کہ مین نے ایک عجیب واقعہ دیکھا — یعنے خواب مین یہہ معلوم ہوا کہ مجھکو ایک کہنے والے نے غیب سے خبر دی اور

اور اظہار اس امر کا کیا کہ اگر شیخ بدر الدین تیرے لڑکے کے لئے دعا کرے تو ہر آئینہ اسکو صحت ہوگی اور اوسکے انفاس نفیس کی برکت سے شفائے کلی حاصل ہوگی ۔ پس مین اوسی توقع پر آپ سے التجا کرتی ہون کہ آپ براہ کرم و رحم اپنا گوشہ خاطر فیض مآثر اس کام کیطرف منعطف کرین اور میرے فرزند کی صحت وری مزاج کے لئے حق تعالی کی عالی بارگاہ مین دعا فرمائین ۔

حضرت نے بی بی کے کہنے کو بدل قبول فرمایا اور مکان کو واپس تشریف لائے ۔ آپ فرماتے تھے کہ مین نے اس کام پر ملتفت ہوکر اور اس امر پر دل رکھکر دوگانہ کی ادائی کے لئے تیاری کرنی شروع کی ۔ اس دوگانہ نماز کی تعلیم مجھے میرے والد حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ نے دی تھی اور تلقین کی تھی کہ جو کام پیش آئے اور جو مشکل رونمائی کرے تو اوسوقت اوسکی آسانی کے لئے یہ دوگانہ ادا کرکے درگاہ مجیب الدعوات مین دعا کرے پس مین نے چاہا کہ جو کام اب میرے درپیش ہے اوس کے لئے گزارون جب وضو کرکے دوگانہ مذکور کے ادا کرنے کا عزم کیا تو ناگاہ مین نے دیوار خانہ سے ہندی زبان مین ایک آواز سنی کہ نکرہ یعنے مت کر بمجرد اس سننے کے افواج ہموم میرے دلپر ہجوم کر آئے اور امواج غموم نے موج زن ہوکر قلب مین تلاطم و پریشانی پیدا کر دی غم و الم غالب ہوا ۔ اور یہ بات یقین ہوئی کہ اب اوسکی عمر تمام ہوئی اور وصال

قریب پہونچا ہے - خدائے تعالی اوسے دنیا میں رکھنا نہیں چاہتا ہے - اسی لئے مجھے اس کام سے منع فرمایا جاتا ہے - پس آپ نے اس مطلب کو کسیقدر اشارے کے طور پر ظاہر کیا اور معذرت کی آخر شیخ لطف اللہ مذکور علیہ رحمت اللہ اسی بیماری میں فوت ہوئے - اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون ط

حضرت شیخ فرماتے تھے کہ میں جس کام کے لئے یہ دوگانہ گزارنا چاہتا اگر وہ کام ہونے کا ہوتا تو مجھے اوسکے ادا کرنے میں کسی نوع کی سنیت نہ ہوتی ورنہ منع کیا جاتا - واللہ اعلم بالصواب

سولہویں حکایت

میرے چچا حضرت شیخ محمدؒ اور میرے والد حضرت شیخ احمد سے نقل ہے - وہ کہتے تھے کہ حضرت والدی بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس سرہ کو ابراہیم قطب شاہ نے آپ کے قدوم فیض لزوم سے مشرف ہونیکی آرزو کرکے اپنے دار السلطنت گولکنڈہ میں طلب کیا - آنحضرت اوسکی استدعا کو قبول فرماکر تشریف لے گئے - آپ نے چند دنوں تک وہیں اقامت کی - ایک رات ناگاہ امین خان تعجیل کنان و مضطرب و حیران حضرت کے پاس حاضر ہوکے - زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ حضرت بادشاہ نے تسلیم نیازمندی اور تمام لوازم تعظیم و بندگی بجالاکر خدمت فیض درجت میں بعد تجرد انکسار

گذارش کی ہے کہ محل مین ایک خواص حاملہ ہے اور وہ وضع حمل کے قریب پہونچی ہے چنانچہ زنان دانندگان نے اطلاع دی ہے کہ حملنی کے تمام آثار ظاہر ہین کوئی دم مین جنے گی اور بوجھ سے سبکدوش ہوگی کل منجم یہ کہتے ہین اور ان سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اندنون مین ڈبالی زور منحوس ہین بلکہ وہ نحس اکبر ہین اگر اسی عرصہ مین فرزند پیدا ہو تو وہ ہمارے بادشاہ کی جان پر سخت گران ہوگا۔ بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اور ایک مضرت عظیم پیش آئیگی۔ اور پریشانی برپا ہوگی۔ اسلیئے خدمت خدام عالیمقام خداوندی مین بصد آرزو وبکمال تمنا گذارش کی جاتی ہے کہ حضرت ایک نظر ترحم وکرم بحال استقبال فرماکر گوشۂ خاطر فیض آثار اسکی طرف مبذول فرمائین اور چونکہ حضرت بارگاہ صمدیت مین معروضہ کو پیش کرنے کی فضیلت رکھتے ہین لہذا الطاف عمیم و نہایت انعطاف خداوندی سے امید کی جاتی ہے کہ حضرت ذوالجلال قادر بکمال سے ایسی دعا فرمائین کہ اوسکی ولادت متوقف ہو اور اوسکا جنما ان ایام نحوست مین انجام پذیر نہ ہو۔ حضرت یہ سنکر متأمل ہوئے اور فرمایا کہ ہم عاجز بندے ہین۔ اللہ تعالی بڑی قدرت والا ہے وہ جو چاہا کر سکتا ہے۔ اوسکی مشیت ایزدی مین کسطرح دخل دیا جاسکتا ہے وہ تمام چیزون پر قدرت رکھتا ہے۔ جو کرنا چاہتا ہے اور جو بہتر سمجھتا ہے وہی کرتا ہے۔ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا ہم اوسکے عاجز اور تابع فرمان بندے ہین۔ ہم کون اور کس شمار مین اور

کیا چیز ہین کہ ہمسے ایسے کامون کی خواہش کیجاتی ہے - اور ہمارا امتحان
لیا جاتا ہے - بارے بہت گڑگڑانے اور معذرت کرنے سے آپ اس کام
کی طرف ملتفت ہوئے - نئے سرے سے وضو کیا - دوگانہ نماز پڑہی
اسکے بعد سر سجدہ مین رکھکر بتمام نیاز حضرت کارساز سے آپ نے
درخواست کی - ایک عرصہ کے بعد خوش حالی سے سر اوٹھا کر زبان
دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ تم اپنے بادشاہ کے پاس جاکر کہو کہ ولادت توقف
کی گئی اور عالم غیب لاریب سے مجھکو یہ ندا بعبارت عربی سنائی گئی کہ
الولادۃ متوقفۃ یعنے پیدائش ٹھیری ہوئی ہے - امین خان نے چونکہ
عنقریب مین زچگی ہونے کی کیفیت سنی تھی حضرت کا ارشاد سنکر
کہا کہ اگر ابہی زچگی نہ ہوی ہوگی تو اوس صورت مین بادشاہ سے
یہہ عرض کرونگا - یہہ سنکر حضرت نے خود اس واقعہ کو دست مبارک
سے تحریر کیا اور اوسمین یہ بہی لکہا کہ امین خان کو میرے قول پر اعتماد
نہ تہا اوسنے اپنا شبہ ظاہر کیا تہا رفع شک کے لئے مین نے خود لکہا ہے
پس امین خان مذکور نے جاکر بادشاہ کی خدمت مین جو کچہہ آنحضرت نے
فرمایا تہا عرض کیا - اسی وقت محل مین خبر لی گئی معلوم ہوا کہ درد زہ
فرو ہوا اور زچگی متوقف ہوئی -

ایام نحوست کے اختتام کے بعد کئی دن گذر گئے مگر ولادت
وقوع مین نہ آئی - پس بادشاہ نے امین خان کو کہکے پہر حضرت کی خدمت
مین بہجوایا کہ آپ کچہہ ایسا کیا جائے کہ زچگی واقع ہو - حضرت شیخ نے

کوئی چیز پڑہکر حاملہ کو کہلانے کو دی۔ بمجرد کہانے کے خالق العباد کے حکم سے اسنے فرزند نرینہ جنا۔ اس سے سب خوشحال ہوئے حضرت سے اس جرأت کی معافی چاہی اور بہت استغفار کیا اور آپ کے ولایت کی تصدیق کی اور اقرار کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

سترویں حکایت

حضرت جدی بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ کے تمام فرزندون اور ملازمون سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ابراہیم قطب شاہ کے پاس رافضی بہت جمع تھے ایک دفعہ انہون نے بادشاہ سے کہا کہ شیخ بدرالدین ان ایام مین مقتدائے اہل اسلام ہین اگر وہ ہمارا مذہب اختیار کر لین تو بہت سی مخلوق انکی تابع ہوگی۔ چنانچہ انہون نے اس سے اتفاق کرکے مقررہ رسم کے مطابق کاغذ لکہا اور آنحضرت والا منقبت کے بلانے کے لئے قاصد کو روانہ کیا۔ حضرت کے مریدون اور معتقدون سے چند آدمیون نے جو وہان حاضر تھے اس واقعہ سے وقوف پاکر صورت حال آنحضرت کی خدمت مین لکہہ بہیجی۔ جب حضرت نے حقیقت حال سے اطلاع پائی تو متفکر ہوکر آپ نے حضرت سلطان الاولیا قطب الارض والسما محبوب سبحانی بندگی سید محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کیطرف توجہ کی۔

آپ فرماتے تھے کہ مین نے اوسی رات حضرت غوث پاک کو خواب مین دیکھا - آپ نے زبان مبارک سے مجھ کو فرمایا اے فرزند جا اور کچھ خوف دل مین نہ لا اور کسیطرح کا مضائقہ و ملاحظہ خاطر مبارک مین نہ کر - وہ ہرگز تیری نسبت ناجائز جرأت نہ کر سکینگے اور جنہون نے کہ تجھے بلایا ہے وہ محروم و زیان کار ہوکر منہ چھپائینگے - تجھ سے کلام تک نہ کر سکینگے - پس اس بشارت سے حضرت خوش حال ہوئے اور فارغ البال ہوکر آپ گولکنڈہ کی طرف روانہ ہوئے - جب قطب شاہ نے آپ کے تشریف آوری کی خبر سنی تو خود استقبال کے لئے پیش آکر شہر مین لے گیا اور شرف بساط بوسی سے مشرف ہوکر باادب تمام و توجہ تام بیٹھا - حق سبحانہٗ تعالی نے ایسی ہیبت و دہشت اوسکے دل مین ڈالی کہ اوسمین بولنے کا امکان نہ رہا اور جو بات کہ سوچ رکھی تھی اسکو ہرگز زبان پر لا نہ سکا - اُن روافض نے ہرچند جد و جہد کی اور اوس بات کے پیش کرنے کی اشارت بھی کی مگر اوس نے اونکو منع کیا اور تنبیہ و تہدید کی - اور حضرت کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس کیا -

دوسری نقل

راویان مذکور سے اسیطرح منقول ہے کہ ایک دوسرے وقت قطب شاہ کے ارکان دولت و اعیان مملکت نے جو اکابر و افاضل تھے - قطب شاہ کو کہکر اسبات پر آمادہ کیا کہ شیخ بدر الدین

مرجع علمائے نامدار و خلاصۂ فضلائے روزگار ہین اور تمام علوم مین مہارت
تمام رکہتے ہین — اور زمانہ مین بے مثل سمجھے جاتے ہین — اور خواجگی
شیخ بہی اس ملک کے پیشواے دانشمندان ہین اگر ان دونون
حضرات کے درمیان مباحثہ ہو تو اونکی فضیلت مین امتیاز کیا
جائیگا — اور ہر ایک کی علمیت مین سواد و حوصلہ مفہوم و معلوم
ہوگا — پس وہ مباحثہ کو قرار دیکر اس قطب الابرار کی خدمت مین
آئے — اور شیخ خواجہ کو بہی طلب کیا جب وہ آئے تو ان سب نے
اٹھکر انکو تعظیم دی — حضرت کے روے مبارک پر انکی نظر پڑتے ہی
فوراً کچھ ایسی ہیبت انکے دل پر وارد ہوی کہ وہ اپنے سے گذر گئے حضرت
کے تمام مریدون اور معتقدون کے مانند نہایت ادب سے سرنگون
ہوکر بیٹھہ رہے — اور مباحثہ و مکالمہ کے خیال سے جو ایک رسالہ
لیتے آئے تہے وہ ہاتھہ سے چھوٹ کر گر پڑا — جب ہمارے حضرت
شیخ نے دیکہا تو فرمایا کہ یہ رسالہ کیسا لئے آئے ہو — ادہر لاؤ ذرا
مین بہی دیکہون — حضرت نے ہرچند طلب کیا مگر انہون نے پیش
نہ کیا اور عذر کرکے کہا کہ یہ کوئی ایسی چیز نہین ہے جو بارگاہ والا مین
گذرانی جائے — پس ایک ساعت تک بیٹھکر وہ واپس گئے —
قطب شاہ اور تمام حاضرین اس امر کے مشاہدہ سے متعجب
و متحیر ہوئے اور اسکو آپکا عین فیض ولایت جانا —

واللہ اعلم بالصواب

اٹھارویں حکایت

یہ حکایت اُس صاحب حالات و مقامات کے بعض واقعات اور حالات پر جو آپ کے ایام مرض موت میں مشاہدہ کیے گئے اور ان افعال و اقوال اور ان صورت و سیرت پر جو آپ سے اخلاقاً واشفاقاً ظہور میں آئے مشتمل ہے

حضرت کے فرزندوں - مریدوں - معتقدوں - ملازموں اور نیز آپ کے خانۂ فلک آشیانہ کے کل اہالی کو اس بات سے کامل اطلاع تھی وہ اسطرح بیان کرتے تھے کہ جس مرض سے حضرت نے انتقال فرمایا اسی مرض کے شروع ایام میں غلبۂ برودت سے

چند روز تک آپکو ثقل لسان اس حد تک لاحق ہوا کہ آپ بات نہ کر سکتے تھے۔ مگر جو کچھ آپکا روزانہ وظیفہ تھا اسکو آپ بغیر رکنے کے بلا ملاحظہ پڑھتے تھے۔ اور قرأت صلوٰۃ اور بزرگون کی فاتحہ خوانی مین آپکو کوئی نقصان و رکاوٹ نہ پیش آتی تھی۔ آپ صاف صاف پڑھ لیا کرتے تھے ضعف جسمی آپکو اس حد تک لاحق ہوا تھا کہ آپ کسی کی معاونت کے بغیر اُٹھ نہ سکتے تھے۔ لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ دوسرے کی بلا استعانت اُٹھ بیٹھتے اور اوس تخت پر جو آپکے تخت کے قریب نماز کے لیے رکھا گیا تھا تشریف لاتے اور نماز ادا کرتے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو جیسا کہ اُٹھتے تھے ویسا آپ اُٹھکر اپنے آرامگاہ کو جا نہ سکتے تھے۔ یہانتک کہ آدمی اُٹھا لاتے اور آپ تکلیف سہہ لیتے۔ جو لوگ آپکی اس حالت کو دیکھتے وہ تعجب کرتے تھے اور اسکو آپکی قوت شوقیہ قلبیہ تصور کرتے تھے۔

میرے حضرت والد بندگی شیخ احمد فرماتے تھے کہ جیسا کہ میری قدیم عادت تھی کہ مین حضرت کی خدمت مین ہر روز جایا کرتا تھا۔ اوسی عادت کے مطابق مین حضرت کے پاس گیا آپ اسی مرض مین مبتلا تھے جب آپنے مجھے دیکھا تو زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا

یعنے گرانی زبان ایک قسم کا عارضہ ہے ۱۲ مترجم

کہ مجھکو اسوقت بارگاہ صمدیت سے گویائی عطا ہوئی ہے۔ اگرچہ مجھہ
مین یہہ طاقت مطلق نہ تھی مگر اب مجھے اس دولت سے سرفرازی
ملی ہے۔ پس مین نے یہہ سنکر اپنا دامن پھیلایا اور فاتحہ پڑہی"
حضرت شیخ احمدؒ نے شیخ محمد تنہوری کے خط مین اس واقعہ
کو لکھا تھا۔ چنانچہ اوسے اس فقیر نے دیکھا اور راوی مذکور کی زبانی
بھی سنا تھا۔

غرض جس روز حضرت اس عالم سے تشریف لے جانے
والے تھے اوسی روز آپ نے اپنے کل فرزندون۔ قرابتدارون
مریدون۔ معتقدون اور تمام اہالی خانہ کو جمع کر کے خود زبان فصیح
البیان سے فرمایا:- اس بات کو جانو اور آگاہ رہو کہ آجکا دن
تیسرا دن ہے کہ میری حیات تمام ہوئی لیکن ان تین روز کے قبل ہی
میری عمر انصرام کو پہونچ چکی۔ مگر ان زاید تین روز کے لیے مین
نے حق تعالی سے درخواست کی اور زندگی نئی پائی تاکہ ان ایام
مین مین اپنے بقیہ اوراد تمام کرون اور وصیت ضروری تمکو بجالاؤن
یہ کہکر آپ نے مجھے فرمایا کہ ان ایام مین کسی خاص وعام سے مین
کارہائے دنیوی مین مشغول نہین ہوا اور نہ اذکار زبانی کے
بغیر کوئی حرف دیگر زبان پر لایا۔ پس اسکے بعد آپ نے اپنے
فرزندون مین سے ہر ایک کو نعمت قادریہ دی۔ اجازت مطلقہ
عطا کی اور خرقۂ خلافت پہنایا۔ چنانچہ اپنے فرزند بزرگ شیخ محمد

و آپ نے خرقۂ خلافت پہنانے کے بعد وہ فرمان اور وہ دستار جو آپ کے
ت والد قدس اللہ سرہٗ العزیز سے آپ کو پہونچی تھی عنایت فرمائی۔ دوسرے
زند شیخ احمد کو خرقۂ خلافت دیا اور حضرت شیخنا قطب الاولیا محبوب سبحانی
گی سید عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ
ملفوظات کی کتاب عطا فرمائی اور خرقہ کی اسناد بھی لکھکر دی۔ تیسرے
زند شیخ ابراہیم کو خرقۂ خلافت پہنا کر کتاب تکملۂ فارسی مرحمت فرمائی۔
ر چوتھے فرزند شیخ علی کو خرقہ خلافت دیکر کتاب خلاصۃ المفاخر بخشی۔ اس
ین مولف کتاب ہذا کو اگرچہ آپ نے پیشتر ہی دولت ارادت سے مشرف
کے دست مبارک سے مرید فرمایا تھا۔ مگر اس موقع پر بھی خاطر عاطر
ں ما تر ہین اس کمترین کا خیال فرماکر آپ نے حضور فایض النور
طلب کیا اور نظر عنایت سے منظور و سرفراز فرمایا۔ وہ دستار جو حضرت
ز اپنے سر مبارک پر پہنی تھی آپ نے نکالکر بندہ کے سر پر دست مبارک
سے رکھی اور خرقۂ خلافت پہنا کر تفسیر بیضاوی عطا کی اس کے بعد فرمایا
کہ میں اپنے والد بزرگوار کی طرف سے مامور اور انکا محکوم رہا ہوں
ریق پر ان تمام لوگوں کو اجازت دیتا ہوں اور انہیں مجاز مطلق گردانتا
ں۔ اسوقت یہ فقیر مولف کم سن تھا۔

شاہ عالم ابن شیخ عبد اللہ بن حضرت شیخ اسمٰعیل کو (جو آنحضرت کے
دستے) بھی خرقۂ خلافت پہنایا گیا اور شیخ محمد بن شیخ نظام ہتنوری
حافظ جمال الدین کو بھی آپ نے خرقۂ خلافت پہنا کر خلافت دی۔ اسکو ابن حبا

لوگون کو آپ نے خلافت دی تھی اُن مین فقیر محمد صالح متوطن پلیپار اور میان عبدالقادر تھے ۔ اِنکے علاوہ آپ کے اور خلیفہ بھی تھے ۔

آپ نے تمام فرزندون کی طرف مخاطب ہوکر اُنکو نصیحت فرمائی کہ آپسمین متفق رہین اور اپنی والدہ کے حکم کے ہر حال مین تابع رہین ۔ جادۂ شرع پر استقامت کرکے میری سیرت پر رہین ۔ اور میری روش پر چلین جیسا کہ مجھے دیکھا اور سنا ہے ۔ خانقاہ کا دروازہ کھلا رکھین اور فقیرون اور آنے جانے والون کی خدمت بجا لائین ۔ پیرون اور بزرگون کے اعراس ناغہ نہ ہونے دین ۔ میرے حضرت والا قدس سرہٗ کے روضہ متبرکہ کی متولی گری جو حضرت سے مجھے پہونچی تھی مین نے اپنے فرزند شیخ احمد کے تفویض کی ۔ وہ آیندہ اوسی کے تفویض رہے ۔ اور روضہ مقدسہ کی خدمت کرنے کے لئے تاکید بلیغ فرمائی ۔ اور آپنے یہہ بھی فرمایا کہ آن حضرت قدس اللہ سرہ کی خدمت کی برکت سے مین اس درجہ کو پہونچا اور اسقدر مرتبہ پایا ۔ پس تم مین سے جو کوئی دلدہی سے اور حسن و خوبی سے خدمت کریگا اور اس کام مین اپنی پیش قدمی ظاہر کریگا اور اللہ تعالی کی توفیق سے کما حقہٗ حق خدمت بجا لائیگا تو انشاء اللہ تعالے وہ ضرور دولت عظیم اور مقام بزرگ کو پہونچیگا ۔ پس یہ کہکر آپ نے سب سے روئے مبارک پھیرا اور یاد حق مین مشغول ہوگئے ۔ ہاتھہ مین تسبیح پھیرتے ہوئے زبان سے اللہ اللہ کہنے لگے مین نے دیکھا کہ عین وقت وصال پر دست مبارک مین تسبیح گردان تھا

مائل و مشغول بہ عالم بالا اور ذکر الٰہی مین زبان گویان تھی چنانچہ اسی ح
ین میرے دیکھتے ہی دیکھتے آپکا طائر روح پرفتوح اس تنگنائی فانی سے
صورت سرائے جاودانی کیطرف پرواز کرگیا بمقتضائے الموت جسر یوصل
الحبیب الی الحبیب (موت پل ہے پہونچاتا ہے دوست کو دوست
کی طرف) طالب و مطلوب مل گئے دوست کا دوست سے وصال ہوگیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیہِ رٰجِعُون ط

اس واقعہ جان فرسا سے آپ کے تمام معتقدون - مریدون اور
زندون پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا - ماتم برپا ہوا - حضرت کی مفارقت سے
سب بیتاب و بیقرار ہوگئے - ہائے جدائی بھی کیا بری چیز ہے - مجھکو
اسقدر صدمہ ہوتا ہے - شیدائیون کی غم مین کیسی دردناک حالت
ہوتی ہے - بارے تعالیٰ سے آپکا وصال ہوتے ہی ادھر کہرام مچا -
زار زار رونے لگے سر پیٹتے ہوئے واویلا و واحسرتا کہتے تھے
بیت حسرت سے انکے آنسوؤن کی جھڑی تھمتی نہ تھی - غم ہجر نے شیدائیون
دلونکو پاش پاش کردیا تھا - محبون کے سینۂ پردرد سے آہ و بکا
و فریاد کی صدائین بلند ہو رہی تہین وہ آہ جگر سوز بھر کر کہتے تھے کہ افسوس
افسوس صد ہزار افسوس کہ ہمارے شیخ بدرالدین قطب زمان ہم سے مفارقت
کر گئے - ہمین غم و الم مین چھوڑ گئے - آج اوس ماہ تابان نے اپنا منہ ابر
مین چھپا لیا ہائے اب ہم اس اندھیرے مین کہان کہان ٹھوکرین کھاتے
پھرینگے - اب ہمین کون روشنی دکھائیگا - ہماری راہ نمائی کون کریگا -

ہم راہ خدا کے راہ رو اُس آفتاب ہدایت کی ضیا کے بغیر منزل مقصود و درگاہ معبود کو کیونکر پہونچ سکینگے ۔ رنج اسقدر غالب تہا کہ سب ہر دم آنسو بہاتے تھے ۔ اِنکے غم کی کوئی انتہا نہ تہی آخر اُنہون نے قضا پر رضا ہر حال مین لازم جانکر صبر و شکیب اختیار کیا ۔ اور تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے اور جائے مناسب دیکر وہان آپکو دفن کیا ۔

انتقال کے چھہ مہینے بعد بعض فرزندون اور مریدون کے خواب مین رونق بخش ہوکر آپ نے اُنسے فرمایا کہ جس جگہہ تم نے مجھے دفن کیا ہے وہ جگہہ خوب نہین ہے ۔ وہان پانی موجود ہے ۔ اب مجھے وہان سے نکالکر کسی دوسری جگہہ دفنا دو ۔ جب آپ کے فرزندون اور مریدون نے یہ خواب متواتر دیکہا علاوہ اسکے اور لوگون سے بہی یہی کیفیت مکرر سنی تو وہ سب متحیر و متفکر ہوئے ۔ آخر امر سب نے متفق ہوکر اس کام کے ارتکاب کی دلیری کی اور آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز کے ستر کے انکشاف کی جرأت کی ۔ اور چاہا کہ کسیطرح پہلے حقیقت حال معلوم کرین ۔ اور قبر کہود کر دیکہین کہ کیا کیفیت ہے ۔ بارے یہ ہمت کرکے انہون نے قبر مبارک سے ایک پتہر سرکایا ۔ تو دیکہا کہ قبر پانی سے بہری ہوئی ہے ۔ جیسا کہ اُس ولی ذوالجلال نے اُن لوگون کے خواب مین فرمایا تہا ۔ پس کل معتقدون ۔ مریدون اور فرزندون نے فی الفور پانی نکالکر دیکہا تو آنحضرت کا وجود مبارک جیسا تہا ویسا ہی تہا اور کفن ذرا بہی متغیر نہوا تہا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپکو آج ہی دفن کیا ہے ۔ اللہم صلی علیٰ سیدنا محمد و علیٰ

آل سیدنا محمد، وولدہ الشریف ابی محمد المحمود عبد القادر المحبوب بعدد کل
معلوم لک وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حضرت کے مخالفون مین سے ایک شخص نے ازروئے امتحان اپنے ناہموار طالع کی شومی سے مرتکب بے ادبی کا ہوکر آپکی ڈاڑہی مبارک کا بال پکڑکر کہینچا مگر وہ آپ کے وجود باجود سے ہرگز جدا نہ ہوا۔ اسیوقت سے وہ نابکار اس فعل ناکردنی کے شومیت سے انواع بلیات واقسام آفات مین مبتلا وگرفتار رہا۔ یہانتک کہ اوسکا بد سے بدتر حال ہوگیا آخر ناچار ہوکر اوس نے عجز وبیچارگی اور بہت گریہ وزاری ظاہر کی اور گڑگڑاکہ ہزار توبہ واستغفار ومناجات کی تو جب کہین بلا سے اوسنے رہائی پائی اور آفت سے بدقت چہوٹا۔ سب لوگون نے حضرت کو اوس قبر سے نکالکر جس جگہہ کہ آپ روضہ متبرکہ واقع ہے وہان آپکو دفن کیا۔

بہت سے آدمیون سے روایت ہے کہ حضرت ہررات قبر مقدس سے باہر آکر پہرا کرتے ہین جیسا کہ حین حیات مین اس دار الفنا مین آپ کی عادت ۔ آپ ہمیشہ زندگی مین طواف کرتے اور فاتحہ دیتے پہرتے تہے۔ بارہا ومر آپ سے مشاہدہ ومعائنہ ہوا ہے اور جو شخص شب مین اس جگہہ رہا اوسنے ضرور آپکو دیکہا۔

پہلی نقل

میان حسن مہدی سے مین نے سنا ہے۔ یہ صاحب صالحون سے تہے اور یہہ چند روز کے لئے آنحضرت کے روضۂ مبارک کی مجاوری ی خدمت ادا کرنے کے لئے مقرر کئے گئے تہے۔ وہ کہتے تہے کہ مین ہر

آنحضرت کے قبر مبارک پر سے غلاف علیحدہ کر لیا کرتا اور جب صبح ہوتی تو پہر قبر پر پہنادیا کرتا تھا - ایک روز ظہر کے وقت مین روضہ متبرکہ مین چلا آیا ناگاہ مین نے ایک مرد کو نزدیک قبر کے کہڑا ہوا دیکھا اوسکا نورانی چہرہ مثل ماہ تابان کے چمک رہا تھا - نہایت صاف و پاکیزہ پیراہن اوسکے زیب جسم تھا اور سر پر دستار بندہی تہی - مین اوسکو اس مقدس موضع مین دیکھکر جہجکا اور لرزان و حیران تھا کہ یا الٰہی یہ کون آدمی ہے - اور اسقدر دہشت اوسکی میرے دل پر غالب ہوئی کہ مین نے وہان سے بہاگ جانا چاہا اور اسی غرض سے پیچہے پلٹا ہی تہا کہ اوسنے آواز دی کہ کیون واپس چلا ہے اندر آ اور دل مین کچہہ خوف نکر - مین اس مرقد کا صاحب ہون اور اس مقبرہ کا والی شیخ بدرالدین مین ہی ہون - تو خیال رکہہ مین تجہے تاکید کہتا ہون کہ بار دیگر میری قبر سے غلاف علیحدہ نہ کیا کر جسطرح آدمی کو آسائش زیبائش اور ستر پوشی کے لئے لباس ہے اسیطرح قبر کے لئے غلاف اوسکا پیراہن ہے - اور اسکو بالکل ایسا ہی جاننا چاہیئے - آپ یہہ کلمات فرماکر وہان سے غائب ہوئے اور میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے پہلے تو مین آپ کے جمال جہان تاب کے دیکھنے سے ششدر رہ گیا اور آپ کے خود فرمانے پر بہت متعجب و متحیر ہوا مگر بعد مین مین اپنی خوش قسمتی نازان اور شادمان تہا کہ اوس قطب الابرار کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہونیکا موقع ملا اور خدائے توانا و برتر نے آپ کے شرف دیدار مبارک سے مجہے سرفراز فرمایا - الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل [illegible]

من دار الی دار ط (یعنے خبردار اولیاء اللہ نہین مرتے ہین بلکہ نقل مکان کرتے ہین ایک مکان سے دوسرے مکان کیطرف -)

مین نے اس آیت کو یقین جانا اور اپنی آنکھون سے دیکھکر معلوم کیا کہ آنحضرت اشرف شرفائے روزگار سے تھے — آپ اپنے والد بزرگوار صاحب اسرار قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس بڑی قدر و منزلت رکھتے تھے - چنانچہ آپ کے برادر بزرگ حضرت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ ہم تمام حضرت قطبی شیخ محمد قدس اللہ سرہ کے بیٹے ہین اور شیخ بدرالدین بھی اگرچہ ہمارے برابر آپکے فرزند ہین مگر وہ آپ کے یار جانی و محب روحانی ہین - حضرت شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بھائیون مین سے کسی صاحب کو اگر کوئی مشکل کام پیش آتا اور کوئی مہم عظیم صورت دکھاتی تو اسکے بارہ مین وہ اپنے والد بزرگوار صاحب اسرار سے استفسار کرنا چاہتے اور آپکی رضا کو ہر حالت مین مقدم و متبرک مانکر پیش قدمی اور اوسکی انصرام دہی کا قصد کرتے تو وہ حضرت شیخ بدرالدین کو کہتے کہ آپ حضرت کی خدمت مین عرض کرکے جواب سے مطلع کرین - اس پر آپ اپنے حضرت والد بزرگوار صاحب اسرار کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوکر عرض گذرانتے اور آپ سے اوسکا جواب حاصل کرکے جنہون نے استفسار کیا تھا اونکو پہونچا دیتے چنانچہ حضرت شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ العزیز کی زندگی مین آپکے سب صاحبزادون نے یہی طریقہ جاری رکھا - کوئی بات

وہ حضرت سے دو بدو عرض نہ کر سکتے اور ادب کے لحاظ سے کلمہ و کلام کی جرأت ہرگز نہ کرتے تھے۔ اور حضرت کے انتقال کے بعد بھی یہی طریقہ جاری تھا۔ جب کسی کو کوئی کار دشوار پیش آتا تو وہ حضرت شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ العزیز سے کہتے آپ روضۂ مقدسہ مین جاکر قبر مبارک پر سر جھکے عرض کرتے اور وہاں سے جو جواب سنائی دیتا وہ آپ مستفسر صاحب کو سنادیتے جیسا زندگی مین آن حضرتؒ آپ کو عزیز رکھتے تھے ویسا ہی بعد انتقال آپ کے کہنے کو سنتے اور آپ کے کامون مین آپکو تائید دیتے تھے۔

دوسری نقل

حضرت بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ سے منقول ہے آپ فرماتے تھے کہ مین نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ ہما میرے سر پر سایہ کیا ہوا ہے۔ جب مین علی الصباح نیند سے بیدار ہوا تو نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر اپنے والد حضرت قطب الاقطاب مظہر اسرار ربانی مصدر انوار سبحانی ابی الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف النقاد کی الملتانی قدس اللہ سرہ کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور جو کچھ رات خواب مین دیکھا تھا مفصل عرض کیا۔ اوسوقت میرے بڑے بھائی قطب الانام مرشد الکرام مخدوم المخادیم بندگی شیخ ابراہیم المعروف بمخدوم جی قدس اللہ سرہ وہان حاضر تھے۔ جب آپ نے یہ میرا

خواب سنا تو اس سے قبل کہ میرے حضرت والد بزرگوار قدس اللہ سرہ العزیز اوسکی تعبیر کے متعلق کچھ زبان گوہر فشان سے فرمائین خود کہا کہ بادشاہان اور سلاطین زمان تمہارے مطیع و منقاد رہینگے۔ اس کے بعد میرے حضرت والد نے بھی فرمایا کہ آپ جو کچھ تعبیر کی متعلق مخدوم جی نے کہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہی واقع ہوگا۔ چنانچہ آخر ویسا ہی ہوکر رہا۔

دکن کے تمام سلاطین حضرت بدر الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مطیع و فرمان بردار خادم و بندہ بے درم تھے۔ آپ اونسے جو کچھ ارشاد فرماتے وہ اوسی وقت بسر و چشم بجان و دل اوسکو بجا لاتے آپکی تابعداری کو اپنی عین سرفرازی و سعادت مندی تصور کرتے اور ہمیشہ آپ کے فرمان پر سر تسلیم خم کرتے اور آپکی پیروی مین سرگرم رہتے تھے۔ انہین صدق عقیدت سے ہر وقت یہی تمنا رہتی تھی کہ کسی طرح حضرت کی غلامی کا شرف حاصل ہو اور آپکی دعائے بے ریا سے انکا مطلب پورا ہو۔ چنانچہ کئی ایک سلاطین آپ ہی کی بدولت اپنی مراد دلی کو پہونچے۔ اور ارادت بجا لاکر زمرہ معتقدین مین شریک ہوئے۔ آپ کی نسبت حضرت کا فرمانا تحقیق و تصدیق کو پہونچا۔

آپکا مدوّر چہرہ نہایت نورانی تھا۔ آپ نہایت وجیہ اور شان دار تھے۔ آثار شان و عظمت جبین اعلیٰ سے ظاہر تھے اور صورت سے نور برستا تھا۔ آپ کی وجاہت و شوکت کسی مین نہ تھی۔ آپ انتہا درجہ کے خلیق تھے۔ آپ ہر ایک سے نہایت ملائمت و شیرین کلامی

سے پیش آتے تھے ۔ جو آپکی گفتگو سنتا وہ ہزار جان سے آپ پر تصدق ہوتا تھا ۔ حضرت پیغمبر خدا سردار دو جہان ۔ ہادی راہ عرفان علیہ الوف التحیۃ والثناء (ہزارون سلام اور درود ہون انپر) کے اخلاق سے آپ کے اخلاق مقتبس ہے ۔ اور آپ متخلق باخلاق اللہ تعالی تمامہ (عادت کردہ اللہ تعالی کی تمام عادتون پر) کے مطابق تھے ۔ آپ مین بہت سی عمدہ باتین تھین ۔ آپ کے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ زبان زد عوام تھے ۔ سب چھوٹے بڑے آپ سے خوش رہا کرتے اور آپکو نہایت قدر و منزلت اور نظر وقعت سے دیکھتے تھے حالانکہ آپ مین اسقدر عزم و جلال اور فضل و کمال تھا کہ جسکی انتہا نہین مگر باوصف ان اوصاف عظیمانہ کے آپ ہر ایک چھوٹے بڑے اور مسکین و فقیر سے صحبت رکھتے سب کے ساتھہ نہایت تواضع اور اخلاق سے پیش آتے اور کسی کو کسیصورت مین رنجیدہ خاطر نہ کرتے تھے ۔ آپکا ہر ایک ملازم یہ سمجھتا تھا کہ حضرت کے الطاف مجھہ ہی پر زیادہ ہین ۔ حضرت مجھہ پر نہایت مہربان ہین اور جو کرم فرمائی و بندہ نوازی آپکی میرے حال پر ہے وہ دوسرے پر نہین ۔ ہر ایک شخص یہی گمان کرتا تھا اور دل مین خوش ہوتا تھا جسے پوچھو وہ اپنی ہی کہتا تھا ۔ غرض سب ملازمین کا یہی حال تھا ۔

آپ سادات کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے ۔ فقیرون اور غریبون کی خدمت حسن و خوبی اور نہایت خلق و دلجوئی سے بجالاتے ۔ انکی بدخوئی پر بہت صبر کرتے اور ہر چند اونسے ناسزا حرکتین واقع ہوتین مگر آپ ہر حالت

مین تحمل سے کام لیتے تھے ۔ چنانچہ آپ کے برداشت وحسن برتاؤ کی ایک نقل بیان کی جاتی ہے ۔

تیسری نقل

ایک روز ایک مجمع کثیر مین آپ تشریف فرما تھے ۔ بہت سے مرید اور فقرا آپ کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے ۔ جو شخص آپ سے جس بات کا سوال کرتا تہا آپ اوسکی طرف مخاطب وملتفت ہوکر اوسکی درخواست کی تعمیل کرنے اور مزید اہتمام کے لئے ارشاد فرمانے مین مشغول تہے کہ ایک فقیر شوریدہ حال وپریشان بال نے آپ پر نہایت وحشی طرح سے حملہ آور ہوا ۔ اور اوسنے میان سے چہرا کہینچکر ایک ہاتھہ آپ کے گریبان مین ڈالا اور دوسرے ہاتھہ سے چہرا آپ کے سینۂ بے کینۂ مبارک پر رکہا ۔ یہہ حالت دیکھکر آپ کے فدائی جو اوسوقت آپ کی خدمت مبارک مین حاضر تھے اُٹھہ کھڑے ہوئے ۔ آپ پر ناحق اوسکی یہ زیادتی دیکھکر اونسے برداشت نہ ہوسکی ۔ وہ سب کے سب سخت مشوش وبرافروختہ ہوکر اوس سے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے ۔ مگر حضرت نے اون سب لوگون کو منع کیا اور اوس سے انتقام لینے سے باز رکہا ۔ حکم الٰہی پر راضی ہوکر اوسوقت آپ نے اپنا سر تسلیم اوسکے آگے پیش کیا اور فرمایا کہ یہ سر حاضر ہے تو جو چاہتا ہے کر مین بخوشی راضی ہون ۔

اللہ اللہ اپنی جان پر تو بن رہی ہے پہر آپ فرماتے ہین کہ تو جو چاہتا ہے کر مین راضی ہون ۔ اپنی جان جانے کی پروا نہین مگر دوسرے کی

آرزو پوری کرنے کا خیال ہو رہا ہے اور لوگون کو منع کیا جاتا ہے کہ اوس سے کچھہ نہ بولین اگر اوسے جان لینا ہی منظور ہے تو خیر یہہ جان مستعار آخر جائیگی ہی مگر ایک بندہ خدا کے دل کی آرزو تو پوری ہوگی - اللہ اکبر کہان تک بندگان خدا کا آپ کو لحاظ منظور تہا اور خدائے تعالیٰ کی قضا پر کسقدر آپ ثابت قدم تہے جب اوس فقیر نے آپکا یہ انکسار اور مروتانہ برتاؤ دیکہا تو فی الفور ہاتہہ سے چہرا پہینک کر آپکے پائے مبارک پر گرا اور جوش محبت و جذبۂ الفت سے اپنی آنکہین کف پا سے ملکے کہا کہ کسکی مجال ہے جو جناب سے حرکت ناجائز کرے کس کی قدرت ہے جو نظر ناواجب سے دیکہے - اوس کے ہاتھہ ٹوٹ جائین جس نے آپ پر دست تظلم دراز کیا ہو - اوسکے منہ مین خاک پڑے جس نے آپکی مخالفت مین کوئی کلام کیا ہو - اوسکی آنکہین اندہی ہوجائین جس نے آپکو نظر بد سے دیکہا ہو اوسکے دماغ مین کیڑے پڑجائین جس نے آپکی نسبت خیال ناہموار کیا ہو - اوسکا دل پاش پاش ہوجائے جس نے آپکی ایذارسانی کا ارادہ کیا ہو - اوسکو خدا کا دیدار اور پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی شفاعت نہ ملے اور اوسے روز قیامت نکبت وخواری ہی نصیب ہو - بخدا مین نے یہ حرکت کوئی بداندیشی سے نہین کی اگر کی تہی تو اسی وقت مجہے زمین دبالے اور آسمان مجہپر ٹوٹ پڑے - مجہے صرف آزمانا مقصود تہا - مین اور میرے ماں باپ آپ پر سے تصدق ہون - آپکی ایسی مروت کے قربان جائین - کون شخص ہے جو ایسے اخلاق پر دل و جان سے گرویدہ اور والہ و شیدا نہ ہوجائے؟ وہ ابدی جہنمی ہے جو ایسے

خاصان خدا پر دست ستم دراز کرے اور نا سزا عزم روا رکھے ۔

وہ اکثر یہہ بہی کہا کرتا تھا کہ جسوقت مین نے حضرت پر یہ آزمایش کی تو آپکو ایسا دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے کہ اپنی جگہہ پر ٹہرا ہوا ہے اور ایک دریا ہے کہ تھما ہوا ہے آپ کے استقلال کی یہ کیفیت تھی ۔

حضرت پیرون اور بزرگون کے اعراس نہایت اوج و تکلیف اور شان و شوکت سے کیا کرتے ۔ اکثر ذوق و شوق سے سماع سنتے اور خود بہی وجد و رقص فرمایا کرتے تھے ۔ جسوقت آپکو حال آتا اور جذبۂ وحدت اور وجد و طرب طاری ہوتا تو اوس سے تمام حاضرین موثر ہوتے ۔ آپکی توجہہ سے سب کے قلب منور ہوتے اور سب ایکسان فیض سے مستفیض ہوتے تھے ۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ احقر نے بزرگون کی نیاز کی ہے براہ بندہ نوازی کلبۂ احقر تک قدوم فیض لزوم رنجہ فرما کر نیازمند کو ممنون و مشکور فرمائین تو بمقتضائے فلیستجب آپ اوسکی اس استدعا کو صدر کشادہ پیشانی سے شرف قبولیت عطا فرما کر اوسکے یہان قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف گوارہ فرماتے اور ہر حال مین اوسکی خوشی و آرزو کو مد نظر رکھکر اوسکی مراد دلی بر آنے اور اس شرف سے مشرف ہونے کا موقع عنایت فرماتے تھے ۔ آپ نے باوجود اس کمال و شوکت و جلال و عظمت کے کبہی خود پر نظر نہ کی ۔ آپ اپنی حالت پر ہرگز اتراتے یا غرور نہ کرتے تھے ۔ آپ کی طبیعت نہایت سادہ تھی ۔ حسن خلق و ہمدردی آپ مین کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی تھی ۔ ہر ایک کے ساتھہ نہایت مروت و دلجوئی و خندہ پیشانی سے پیش آتے ۔ آپ متواضع ترین خلائق و اخلاق مجسم تھے ۔ اعلی و ادنی سے جو کوئی آپ کے پاس آتا آپ فی الفور کہڑے ہو کر

اوسکی تعظیم کرتے اور مہمان کی خاطرداری اپنے پر لازم و واجب جانتے اور اوسکے لئے حتی الامکان مراعات و مدارات سے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھتے تھے ہر مہمان آپکے پاس سے جاتا وہ مدت العمر آپکی مہمان نوازی کو نہ بھولتا اور ہمیشہ آپکی شکر گذاری اور تعریف میں رطب اللسان رہتا تھا۔ کہانا کہاتے وقت دسترخوان پر جو کہانا اگر لذیذ معلوم ہوتا آپ فوراً اوس سے ہاتھ کہینچ لیتے۔ بار دیگر اوسمیں ہاتھ نہ ڈالتے اور اوسیوقت وہی شقاب اُٹھا کر فقیروں کو دلوا دیتے تھے۔

آپنے کبھی ایک پیراہن سے دوسرا پیراہن اپنے لئے نہ رکھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ صاحب القمیصین لا حلاوت فی ایمانہ (دو کرتوں والے کے ایمان میں شیرینی نہیں ہوتی ہے) اور موٹے کپڑے کے سوا کبھی آپنے جامہ باریک نہ پہنا۔ چنانچہ آپ اسکے متعلق کہا کرتے تھے من رق ثوبہ رق ایمانہ (جسکا باریک ہو کرتا اوسکا باریک ہوا ایمان) آپ اکثر کہانے پینے اور پہننے اوڑہنے میں اپنے والد بزرگوار کے طریق پر عمل پیرا تھے اگرچہ اون یا پشمینہ درویشوں کا لباس ہے مگر آپ نہ پہنتے تھے۔ لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی تو آپ نے اونکو فرمایا کہ میں نے کبھی اپنے والد بزرگوار حضرت ابا جی کو اون کا کپڑا پہنتے نہیں دیکھا پھر میں کیسے اونکے طریق کے خلاف کر سکتا ہوں۔

آپکا قاعدہ تہا کہ آپ اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کی موجودگی میں اور انتقال کے بعد بہی کوئی اہم کام ہوتا تو آپکی اجازت کے بغیر نہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپکو اگر کوئی مشکل پیش آتی تو آپ اپنے حضرت والد قبلہ کے روضہ مبارک کو تشریف لے جاتے۔ وہاں پہونچکر آپ اوسکو اسیطرح عرض کرتے جسطرح

آپ کی زندگی میں عرض کیا کرتے تھے - اور وہاں سے جو بشارت ہوتی اوسی کے موافق آپ عمل کرتے تھے - حضرت قدس اللہ سرہ کی اطاعت میں جسطرح آپ کی زندگی میں آپ سرگرم رہا کرتے تھے اسیطرح انتقال کے بعد بھی آپ کے رضا کو مقدم جانتے اور فرمان برداری کے لحاظ کو ہمیشہ مد نظر رکھتے تھے -

چوتھی نقل

حضرت بندگی مخدوم شیخ احمد قدس اللہ سرہ سے نقل ہے - آپ فرماتے تھے کہ میرے حضرت والد بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ العزیز بیمار تھے - انکو ضعف اسقدر لاحق ہو گیا تھا کہ آپ کو بغیر کسی کی مدد کے اوٹھنا بیٹھنا دشوار تھا - انھیں ایام میں شب برات آئی - اس موقع کو آپ نے کسیطرح ہاتھہ سے جانے نہ دیا - بارے بڑی تکلیف سے آپ مسجد میں تشریف لے گئے - وہاں آپ نے سو رکعت نماز جماعت کے ساتھہ ادا کی - اور یٰسین کی سورہ تین بار پڑھی - اسی رات کا واقعہ حضرت بندگی شیخ احمد مذکور فرماتے تھے کہ باوجود اسقدر نماز اور سورہ یٰسین پڑھنے کے حضرت نے اوسی عالم نقاہت میں اپنے حضرت والد قدس اللہ سرہ کے روضہ متبرکہ میں جا کر وہاں بھی کچھہ اور پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا - چونکہ وہ مقام بے انتہا سرد تر تھا اسلئے اوس سردی کی مضرت کے خوف سے میں حضرت کو مانع و حائل ہو کر بڑی کوشش و ہزار نوع الحاح کر کے آپ کو گھر لایا - یہاں آنکر آپ نے پھر سورۂ مذکور تین بار پڑھی - اوس سے فارغ ہو کر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تیرے اصرار اور

صرف تیری ہی خاطر سے یہان آکر اپنا وظیفہ ختم کیا اگر یہی سورۂ یٰسین مین اُس حضرت قطب رب العالمین کے حضور مین پڑہتا تو معلوم نہین کہ کیا کچھ نعمتین مجھے حاصل ہوتین ۔ میرے اور اُس حضرت قطب رب العلمین کے درمیان جو معاملات اور حالات ہین تو اونکو نہین جانتا ہے" ۔ پس مین آپ سے یہ سنکر سخت نادم اور آیندہ کے لئے متنبہ ہوا اور بہت توبہ کی ۔

حضرت بہی اپنے والد بزرگوار کے طریق کے مطابق پانچون وقت کی نماز جماعت کے ساتہہ مسجد مین پڑہا کرتے اور آپ ہمیشہ اول وقت نماز ادا کرتے تھے ۔ ماہ رمضان المبارک مین تراویح مع ختم کلام مجید گزارتے ۔ اور اس ماہ مبارک کے عشرۂ اخیر مین آپ دس روز تک مسجد مین اعتکاف مین بیٹھتے تھے ۔

آپ اکثر پوشیدہ طور پر غریبون اور مفلسون کو خیرات دیتے اور اونکی مشکل کے وقت دامے درمے سخنے قدمے جس طرح بن پڑتا اور مقدرت کفایت کرتی ضرور مدد کرتے ۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ خیرات تین قسم کی ہے ۔

(۱) علانیہ (۲) خفیہ اور
(۳) اخفی

علانیہ تو خود معلوم ہے ۔ ظاہرا خیرات کرنا خیرات علانیہ ہے ۔ خفیہ خیرات وہ ہے کہ جو چیز راہ خدا مین دی جائے اس سے کسی کو اطلاع نہو چنانچہ اسطرح پوشیدہ خیرات کرنے کو خیرات خفیہ تسمیہ کرتے ہین ۔ اور خیرات اخفی وہ ہے کہ لینے والے کو خبر ہی نہو کہ کون دیا ہے ۔ صرف یہ دیکہہ لے کہ ایک شخص نے دے گیا ہے مگر معلوم نہین کہ

دے والا کون تھا۔ اس قسم کی خیرات کو آپ خیرات اخفی تسمیہ کرتے تھے ۔

جس چیز پر آپ نام خداے تقدس و تعالی کا لکھا ہوا دیکھتے تو آپ ہرگز کرسی۔ تخت یا ایسی ہی کوئی بلند چیز پر نہ بیٹھتے اور اگر کبھی بیٹھے ہوئے اسمائے اقدس و اعلی پر نظر جا پڑتی تو آپ وہان سے فی الفور نیچے آ بیٹھتے۔ جس چیز پر صورت صنم کھینچی ہوئی ہوتی آپ اس کو ہرگز نہ چھوتے اور احکام شرع مین آپ استحکام تمام رکھتے تھے۔ اشیائے مسکرات کو آپ عمر خود مین نہ جانتے اور نہ پہچانتے تھے کہ وہ کیا ہین اور کون ہین۔ چنانچہ اونکے متعلق ایک نقل بیان کی جاتی ہے ۔

پانچوین نقل

ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک فقیر دور و دراز سے سفر کرتا ہوا بیدر مین پہنچا اسنے حضرت کا نام نامی و اسم گرامی اور آپکی حسن اخلاق و فضیلت کی تعریف سنکر آپکی کی ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ آخر دریافت کرتا ہوا آپؒ کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا۔ حضرت نے مہمان نوازی کی اور اوس کے ساتھہ آپ نہایت خاطر و مدارات سے پیش آئے۔ اوس نے جو چیزین اپنے ساتھہ سفر سے لئے آیا تھا انمین سے جائے فل بطریق ہدیہ آپ کی خدمت مبارک مین گذرانا۔ آپ نے اوس فل کو دیکھکر نہایت تعجب فرمایا۔ آپ اوسکو مرچی سمجھے اور حیرت کرتے تھے اس قسم کی مرچی کونسی سرزمین مین پیدا ہوتی ہے۔ غرض اسی حالت مین آپ اوسے عجیب و نادر چیز تصور کرکے جلدی جلدی اوسکو ہاتھہ

ہوئے مکان مین اپنی بی بی صاحبہ کے پاس تشریف لائے اور اونکو دکہاکر پوچہا کہ کبہی تم نے اس قسم کی مرچی بہی دیکہی ہے ؟ چونکہ بی بی صاحبہ اوس سے واقف نہین اسلئے انہون نے آپ سے کہدیا کہ سیدی یہ مرچی نہین یہ تو جائے فل ہے جب آپ نے جائے فل کا نام سنا تو اوسیوقت اسکو ہاتہہ سے پہینکدیا اور پانی منگوا کر ہاتہہ دہو ڈالا۔

جو بات شرعاً متفق علیہ ہوتی آپ اوسپر عمل فرماتے اور دوسرون کو بہی عمل کرنے کی ہدایت کرتے اور جس بات پر اختلاف ہوتا اوس پر خود ہرگز عمل نہ کرتے اور دوسرون کو بہی اوسکی بہلائی اور برائی سمجہا کر اوسپر عمل کرنے سے منع فرماتے تہے ۔ شرع شریف کے مخالفون سے کراہت تمام رکہتے اور جب کبہی موقع ملتا تو اونکو راہ ضلالت سے بچانے کے لیے نصیحت فرماتے اور ہر روز شاگردون کو شرع شریف تفسیر اور مسائل دینی کا سبق پڑہایا کرتے تہے ۔ آپ مین کل علوم سے علم ظاہری اسقدر تہا کہ تمام علمائے گجرات و دکن آپ کو سبعہ ثانی کہا کرتے تہے ۔ اور آپ مین علم باطنی اس حد تک تہا کہ اہل تصوف آپ کو جنید زمان پکارتے تہے ۔ آپ نے اپنی زندگی مین شیخ محمد بن شیخ نظام ہتنوری سے اپنے سامنے خود دیکہکر چند واقعات لکہوائے اور فرمایا تہا کہ یہ واقعات یکے بعد دیگرے میرے بعد واقع ہونگے ازانجملہ اکثر واقعات جسطرح آپ نے لکہوایا تہا اوسیطرح اسوقت تک ظہور مین آچکے ہین ۔ اور بعضون کا ہمین ابہی انتظار ہے ۔ ہم کو کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ تقدس و تعالی باقی باتین بہی ضرور اپنے وقت پر

واقع ہونگے اور آخر آپکی پیشین گوئی پوری ہوکر رہیگی ۔

کہتے ہین کہ اُن باتون مین ایک بات آپ نے یہ بہی لکھوائی تھی کہ میری اولاد مین ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا کہ اوسکا شہرہ شرق سے غرب تک پہونچیگا وہ اظہر من الشمس ہوگا ۔ اوسکے جمال سے جہان منور ہوگا ۔ اوسکی فضیلت کی روشنی آفتاب کی شعاع کے مانند ہر طرف پہیلے گی اور طالبان راہ طریقت و شیدائیان راہ معرفت کی راہ نمائی کرکے اونکو منزل مقصود تک پہونچائیگی اوسی کی بدولت اونپر نسیم ذوق و شوق ایسی چلے گی کہ اوس سے اونکے دل شگفتہ اور اونکے دماغ معطر ہونگے ۔ اوسی کی وساطت سے انہین در مقصود ہاتھ آئیگا ۔ اور وہ اوسی کے دست پاک سے جام شراب وحدت پیکر طرب و بے خودی مین وصال کے مزے لوٹینگے ۔ تمام ملوک و سلاطین دکن اوسکے مطیع و منقاد و مرید و معتقد ہونگے ۔ وہ اپنے سر کو عقیدت اوسکے پاؤن پر رکھینگے اور اپنی جبین نیاز ہر وقت اوسکے آستانہ ملک آشیانہ پر رگڑا کرینگے ۔ اوسکو حق سبحانہ تعالی کیطرف سے ایسا تصرف حاصل ہوگا کہ وہ جسکو چاہے گا اوسکو منصب سلطنت عطا کریگا اور جسکو چاہیگا اوسے تخت شاہی و منصب بادشاہی سے معزول کردیگا ۔

والا منقبت حضرت بزرگوار منبع الابرار بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے فضائل جلیلہ اور شمائل جمیلہ حد تقریر سے باہر ت و بلند درجات کے مناقب اور کرامات حیطہ تحریر سے دور

آپ کے اوصاف بے انتہا درجہ بڑھے ہوئے ہیں جنکا کچھ حساب نہیں ہے۔ اب جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ بمصداق "مشتے نمونہ" بہت تھوڑا بیان کیا گیا ہے۔ دراصل قلم میں نہ اتنی طاقت ہے کہ اون سب کو صفحہ قرطاس پر کھینچ بتائے اور نہ زبان میں اتنی قدرت ہے کہ اونکو بیان کر سکے مگر جو حالات اس فقیر کثیر التقصیر کو پہونچے اور جنکی کامل طور پر تصحیح و تحقیق کی گئی صرف وہ ہی بدیانت و امانت اس کتاب میں مرقوم کئے گئے ۔ والحمد للہ الذی جعلنی مریدہ و خلیفہ (شکر ہے اللہ کا جس نے کیا ہمکو اونکا مرید اور جانشین)۔

قطعہ

در مدح حضرت قطب الواصلین قدوۃ الکاملین شیخ الاسلام و المسلمین بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ

ہر کرا پیرست شاہ بدر دین — کے بود در روز جزا آنکس حزین
ہر کہ او رہ یافت از شاہ جہان — رہروان را رہ نماید بالیقین

آستان بارگاہت اے پسر سجدہ گاہ راستان سالکین
مالک ملک ولایت بے شکے سروران را پیش او سر بر زمین
پیشوائے بایدت گر اے عزیز در رہ حق برگزین شاہ چنین
این چنین پیرے نصیبے شد مرا شکر شد با ہزاران آفرین
افتخار قادری زان حضرتست شد غلامان غلام این کمترین

ذکر حضرت بندگی مخدوم شیخ فخر الدین

قدس اللہ سرہ العزیز

آپ قطب الاولیاء الصمدانی ابو الفتح شمس الدین مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس اللہ سرہ کے پانچوین فرزند ہین۔ حضرت کے فرزندون مین سے سب سے چھوٹے اور آخیر آپ ہی تھے۔ آپ بہت کم مدت زندہ رہے۔ علامات فضیلت آپ مین پائی جاتی تھین۔ ایام صغر سنی ہی مین آپ سے کرامتین ظاہر ہونی شروع ہوئین۔ مثل مشہور ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ آگے چلکر معلوم نہین آپ سے کیا کچھ نہین ہو بنتا اور کیسی کیسی خوبئین اور کرامتین آپ سے ظہور مین آتین۔ مگر افسوس! آپ کی عمر نے آپ کے ساتھ وفا نہ کی۔ مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہے اوسکی تدبیرین وہی جانتا ہے وہ جو چاہتا ہے وہی

کرتا ہے۔ غرض آپ نے صغر سنی ہی مین داعی اجل کو لبیک کہا اور آپکا سایہ فیض بہت جلد لوگون کے سرون سے اوٹھہ گیا۔ انتقال کے وقت آپکی عمر شریف صرف تین سال کی تھی۔ جن لوگون کو آپ کے پہل پہول کر بار آور ہونے کی آرزو تھی انکو بہت افسوس ہوا باد خزان نے نئے غنچہ کو جھڑا کر اونکے شگفتہ دلون کو افسردہ کر دیا۔ مصرع

حسرت ان غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

آپ کی موت نہایت عجیب طرح پر واقع ہوئی۔ دو تین کتابون مین آپ کے انتقال کی وجہہ یون لکھی ہے

پہلی نقل

ایک لڑکا قرب وجوار کا آپکا ہم سن تھا۔ وہ ہر روز اپنے مکان سے آپ کے ساتھہ کھیلنے کو آیا کرتا تھا۔ بقضاے الہی وہ ایک دن اپنے گھر مین فوت ہوا۔ ہر روز کے موافق آپ اپنے رفیق کے آنے کے انتظار مین تھے مگر وہ اپنے وقت پر نہ آیا اور جب اوسکے آنے کا وقت ٹل گیا اور دیر ہوئی تو آپکا اضطراب بڑھا۔ آپ نے اسی حالت مین دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گیا ہے۔ یہہ سنتے ہی آپ اپنے گھر سے نکل کر اوسکے مکان کو تشریف لے گئے جب آپ وہان پہونچے تو اوسکو مردہ پڑا دیکھکر اوسکے نزدیک گئے اور دست مبارک سے اوسکو ہلا کر کہا کہ اوٹھہ۔ میرے ساتھہ کھیلنے چل۔ آپ کے فرمانے کی دیر تھی کہ وہ اسیوقت زندہ ہوکر اوٹھہ بیٹھا اور حسب الارشاد آپ کے ساتھہ بازی کرنے کو آپکے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب اس واقعہ کی

آپ کے حضرت والد بزرگوار صاحب اسرار کو خبر ہوی تو آپ نے اونکو اپنے پاس بلایا۔ جب وہ آئے تو آپ نے اونکو بنظر تیز دیکھکر غصہ سے فرمایا "کیون بیٹا اس ذرا سی عمر مین اسقدر شوخی تمہاری ایسی اب تم سو رہو اور اوسکے عوض اپنی جان دو" پس اوسی ساعت لیٹتے ہی آپ نے انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ط اسوقت آپکی چھوٹی سی قبر حضرت ملتانی صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ کے مقبرہ کے نزدیک موجود ہے۔

دوسری نقل

نقل ہے کہ حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس اللہ سرہ کے ایام عرس شریف مین ایک فقیر ناواقف نے آپ کی قبر مبارک پر سے پھلانگ مارا۔ مقابلے تحاشا گر پڑا اور اپنی جان قابض ارواح کے سپرد کر کے مردگان صد سالہ سے جاملا۔

شاہ ملتانی صاحب کے آبا و اجداد

حضرت قطب رب العالمین ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے آبا و اجداد کی اس اصلیت و کیفیت کے بیان مین جسکے سبب سے وہ حضرات پہلے پہل اپنے ملک ملتان سے شہر بیدر مین تشریف لائے اور اون واقعات مین کہ جنکی وجہ سے آپ نے وہین سکونت اختیار کی اور آپ کے اُن اولاد و احفاد کے حالات مین جو آپ سے اس زمانہ تک ظہور مین آئے مختصر لکھا جاتا ہے۔

ذکر حضرت بندگی مخدوم شیخ فتح اللہ صاحب

ملتانی غوری

جب غزنوی حکومت مین ضعف آیا تو غیاث الدین اور شہاب الدین دو بہائی غور کے خاندان سے نکل کر تخت غزنی پر قایم ہوگئے - ان مین سے غیاث الدین تو تاج دار تھا - اور شہاب الدین سپہداری کر کے بڑے بہائی کی اطاعت کا حق ادا کرتا تھا - شیخ شہاب الدین اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھا - بادشاہ عادل - خدا ترس اور مشفق خلایق تہا اور علما و صلحا کی عزت و تکریم بیحد کرتا تھا - روش شہریاری اور قواعد جہانداری خوب جانتا تھا - اور لوازم لشکر کشی مین جیسا کہ چاہیے قیام اور اقدام تمام کرتا تہا - اس نے پنجاب مین اکثر کئی معرکے مارے - اور سنا کہ رائے پتہورا جو راجگان عظیم الشان سے تہا اوس پر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد جب دیکہا کہ جمعیت ہندون کی بیشمار ہے اور مسلمانون کے جی چہوٹ رہے ہین تو اول خود تاج شاہی اتار کفن سری باندہا - پہر شمشیر اصفہانی گہسیٹ میان اوسکا توڑ کر پہینک دیا بادشاہ کا یہ حال دیکہکر سب نے بہی سرون پر کفن لپیٹ لئے - تلوارین کہینچ کر ڈاٹہیان منہ مین لے اسطرح جوش مین اللہ اکبر کا نعرہ مار کر حملہ کیا اور اس بے جگری سے لڑا کہ سب ہندؤن کے ٹکڑے اوڑا دیے میدان فتح کر کے ہند پر قابض ہوگیا - دہلی مین آکر اپنے ایک وفادار غلام قطب الدین ایبک کو وہان کی نیابت دی - اسیطرح جابجا انتظام کرتا ہوا غزنی کو روانہ ہوا - وہان اپنے بہائی کے مرنے کے بعد ۵۹۹ھ مین

تاج شاہی سر پر رکہا اور سریر سلطنت کو اپنے قدم سے زینت بخشا۔ چند سال شہر ہرات مین رہکر زندگی راحت وآرام مین بسر کی۔ کئی برس کے بعد کوہاٹ کے رستے ہندوستان سے پہرا ہوا جاتا تہا۔ چند گکھڑ جن کی قوم کی کثرت اور غارت گری کا شہرہ اُس زمانہ مین بڑے زور وشور پر تہا۔ رات کو خیمہ پہاڑ کر پیچہے سے اندر گہس گئے اور بادشاہ کو مار ڈالا۔ یہہ قتل سنہ ۶۰۲ھ مین وقوع ہوا۔

غرض اسطرح بادشاہ کے جام شہادت نوش کرنے کے بعد وہان ایک تہلکہ عظیم بہڑک اُٹھا۔ اوسکی اولاد سے کسیکو بادشاہت نہ مل سکی۔ اوسکے سب شہزادے آوارہ ہوگئے۔ اور مشکلین جہیلتے ہوئے کہان سے کہان مارے مارے پہرتے رہے۔ بعدازان اون شہزادون مین سے امیر شاہ غوری مع حاشیے نکلکر ہندوستان مین آیا۔ تو یہان قطب الدین ایبک نے اوسکے باپ کے نمک اور وفاداری کا لحاظ کرکے اوسکے ساتہہ نہایت احترام سے پیش آیا۔ بہت کچہہ خاطرداری کی اور نہایت تسلی دی۔ بہت ساز وجواہر عطا کرنے کے بعد ملک ملتان انعام دیا۔ شہزادہ امیر غوری نے اس حسن سلوک سے وہین اقامت کا ارادہ کیا اور مع اولاد واحفاد کے ملتان مین پہونچ کر آباد ہوگیا۔

امیر شاہ غوری کی اولاد سے حضرت بندگی مخدوم شیخ فتح اللہ صاحب ہوئے۔ اور آپ کے فرزند شیخ الاسلام عمدۃ الکرام مقبول الہ حضرت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہ شہر ملتان ہی مین پیدا ہوئے۔ ہر دو بزرگوار یعنے پدر وپسر اپنے شہر مین نہایت عزت ووقار سے زندگی

بسر کرتے تھے۔ مشایخان کرام و اولیاے عظام سے ملاقات کا اشتیاق ہر دو صاحبون کو از حد تھا۔ اور اسی شوق مین آپ اپنے شہر سے نکلکر سیر کرتے ہوے دکن کیطرف روانہ ہوئے۔ اور بیدر پہونچے۔ اسوقت دکن کے تخت سلطنت پر سلطان علاو الدین بہمنی بن حضرت سلطان احمد شاہ ولی البہمنی جلوہ افروز تھا۔ ہر دو حضرات نے اسی بادشاہ ذیجاہ کے عہد ہمایون مین اپنے قدوم فیض لزوم سے شہر بیدر کو رونق بخشی۔

مقبول آلحضرت شیخ فتح اللہ صاحب بڑے محسن اور اعلی درجے کے صاحب کمال بزرگ تھے۔ آپ کے فیض کی خوشبو ہر طرف پھیلی۔ بہت سے لوگ اوس سے مستفیض ہوئے۔ آپ اوس زمانہ مین علامہ اور لاثانی بزرگ مانے جاتے تھے۔ آپ بہت بوڑہے اور ضعیف ہو گئے تھے۔ آپ نے شہر بیدر مین تین سال تک اقامت کی تہی کہ پیام اجل آپہونچا۔ اور آپ اس عالم ناپایدار سے طرف دار البقا کے نقل کر کے اوس حق جل و علی کی جوار رحمت مین پیوست ہو گئے۔ ملک دکن مین ایک موضع ہے جسکا نام بالاگہاٹ پاس پسنا پاب باسن ہے۔ لوگون نے آپکو وہان دفن کیا۔ آپکا مزار شریف اب اوسی موضع کے وسیع ریگستان مین موجود ہے۔

متم۔ آپ کے حالات بہی نہایت دلچسپ اور قابل دید ہین۔ مین نے آپکی مفصل سوانح عمری لکہی ہے۔ اگرچہ ابہی شایع نہین ہوی۔ مگر میری طرف سے تیار ہو چکی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب مین چہپ کر ہدیۂ ناظرین ہوگی۔ ۱۲ مترجم

بیان حضرت مرشد الکریم مخدوم المخادیم بندگی مخدوم شیخ ابراہیم الملتانی الغوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت بندگی شیخ ابراہیم صاحب قدس اللہ سرہ نہایت پرہیزگار اور علامۂ روزگار تھے ۔ اوس زمانہ مین جب آپ نے ملک دکن کو اپنی تشریف آوری سے مالا مال کیا تھا عالمون سے کوئی شخص آپ کے ہم پلہ نہ تھا ۔ کوئی آپ سے سربر نہ ہوسکتا تھا ۔ کسی مین اتنی قدرت نہ تھی کہ لیاقت علمی مین آپ سے سبقت لیجا سکے ۔ غرض آپ علم و فضل مین عالم مکمل و فاضل اجل اور بزرگ بے مثل تھے ۔ آپ اپنے حضرت والد قدس اللہ سرہ کے انتقال کے بعد تنہا رہ گئے ۔ آپ نے ارادہ کیا کہ بادشاہ وقت سلطان علاء الدین بہمنی سے ملاقات کرین اور اس ملاقات سے آپکا منشاء دلی یہہ تھا کہ اگر سلطان نے آپکی طرف التفات کیا اور آپ کے علم و کمال و فضل و ہنر کی قدر کرکے کچھہ معاش کا سامان مقرر کردیا تو بہتر اوس صورت مین شہر بیدر ہی مین اقامت کرنی ہوگی ورنہ اپنے وطن ملتان کو روانہ ہونا مناسب ہوگا ۔ پس اس بات کا عزم بالجزم کرکے آپ نے رشید حریر سے جو مرد دانشمند اور مقرب بادشاہ تھا وقت جال

باحسن مقال کہہ سنایا۔ رشید حریر نے آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ کمال ادب و احترام تمام سے پیش آکر آپ کے بیان کو ہمہ تن متوجہ ہوکر گوش ہا دل سے سنا۔ اسنے آپکی خواہش قبول کی اور بذات خود کوشش کرکے آپکو دربار شاہی مین پہونچانے کا وعدہ کیا۔ اس سے حضرت کو اطمینان ہوا۔ جب آپ دوسرے روز رشید حریر سے ملنے گئے تو جاتے جاتے اپنے ساتھہ ایک عربی رباعی بھی تصنیف کرکے لے گئے۔ اوسکے پاس پہونچکر آپ نے وہ نو تصنیف رباعی اسکو دکھائی۔ جب اوس نے وہ رباعی پڑہی تو پھڑک پھڑک گیا۔ آپکی لیاقت علمی و نازک خیالی اور بلند پروازی کی بے انتہا داد دی مگر تنگ ظرفی سے دل مین بہت جلا۔ اپنی ظاہرداری اور دلی صفائی جتانے کے لیے آپ کی بہت تعریف کی۔ آپ سے مکالمہ کرکے علم مین آپکا حوصلہ معلوم کیا اور آپ کی اس تحصیل و تکمیل۔ اور نیز آپ کی لاثانی طبیعت کو دیکھکر متعجب و متحیر رہ گیا۔ فوراً ہی اوسکے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ایسا فاضل زمانہ اور علامہ یگانہ آدمی اس ملک مین اقامت کرے اور بادشاہ قدردان علم و ہنر کا مصاحب بنے تو کل امور علویہ کا مدار اوسی پر رکھا جائیگا۔ اوس صورت مین میرا اوج و اقتدار بادشاہ کے نزدیک کم ہوگا اور میری تمام شیخی کرکری ہوگی۔ اوسکے سامنے میری ایک نہ چلے گی۔ اوسکے دربار شاہی مین پہونچنے سے میرا ہر نقصان ہی نقصان ہوگا۔ چنانچہ اسی اندیشہ سے اوسنے سلطان سے جو ملاقات کرانے کا وعدہ کیا تھا اوس سے درگذرا۔ اگرچہ حضرت سے اوس نے صاف انکار یا اپنے منشاء دلی کا برملا اظہار تو نہ کیا مگر اس معاملہ کو مقام پس و پیش مین

لاکر ٹالم ٹولی کرنا شروع کی - ہر روز آپ کو امروز فردا کے وعدہ پر ٹالنے لگا پس حضرت شیخ ابراہیم صاحب نے اوسکے دلکی مراد کو فراست و کیاست سے معلوم کرکے اوسکا توسل چھوڑ دیا - حسب من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ × (جو توکل کرے اللہ پر تو اللہ اوسکا کفیل ہوتا ہے) خدائے تعالی شانہ ہی پر توکل کرکے آپ نے ایک کتاب لکہی - اوسکا نام علائی رکہا آپنے یہ کتاب چودہ علوم مین تصنیف کرکے اپنا جوہر قابلیت دکہا دیا - یہہ کتاب ختم ہونے پر اسکو آپ نے بادشاہ کے نام نامی اور اسم گرامی کے ساتھہ موسوم کرکے بادشاہی کے نام سے معنون گردانا اوس زمانہ مین بادشاہ وقت کے مسجد مین آنے اور خود خطبہ پڑہنے کا قاعدہ تھا - چنانچہ اس قاعدہ کے مطابق سلطان علاؤالدین ہر جمعہ نماز کے لئے مسجد* شاہی مین آتا اور خود ہی خطبہ بہی پڑہا کرتا تھا - وہ اس قاعدہ کا بڑا پابند تھا - اور اسکو نہایت شوق اور خوبی سے نبہائے جاتا تھا - اوسنے حکم دے رکھا تھا کہ جمعہ کے روز کسی کو مسجد مین آنے سے ہرگز منع نہ کیا جاے چنانچہ اس حکم کے مطابق عمل ہوتا تھا - اوسکے اہل کار و خدمت گذار اس روز کسی کو مسجد مین داخل ہونے اور بادشاہ سے عرض معروض کرنے مین ہرگز مزاحم نہ ہوتے تھے - چنانچہ اس روز کو اور نماز جمعہ کے موقع کو غنیمت جانکر حضرت خود

---

* یہ مسجد ضلع بیدر مین قلعہ ارگ مین واقع ہے - اسکو آجکل لعل باغ کی مسجد کہا کرتے ہین - مترجم ۱۲

مسجد مین تشریف لے گئے ۔ وہان آپ نے سلطان سے ملاقات کرکے کتاب مذکور
بطریق تحفۂ ہدیہ خدمت مین گزرانی ۔ چونکہ سلطان خود عالم و فاضل تھا ۔ اوسنے
جب کتاب دیکھی تو اوسکی شستہ عبارت مرصع و مسجع طرز ۔ دلچسپ بیان عمدہ
ولطیف مضامین ۔ مشکل رموز و معانی کا سہل و عام فہم انکشاف اور بہت سی
نایاب اور اعلی درجہ کی باتین پڑھکر اوسکو بہت پسند کیا ۔ اور اپنے مذاق کے
مطابق پاکر بے انتہا خوش ہوا ۔ آپ کے علم و فضل کو مان لیا اور آپکی حیثیت سے
مطلع ہوکر متحیر رہ گیا ۔ نہایت اعزاز و اکرام اور کمال تعظیم و احترام سے آپ کو
اپنے سامنے بٹھایا اور آپ جیسے اولو العظم بزرگ و علامۂ روزگار کے قدوم
فیض لزوم اپنے ملک مین موجود ہونے کا شکریہ حضرت صمدیت کی بارگاہ
برتر و اعلی مین بجا لایا ۔ اسکے بعد آپ سے فرمایا اے حضرت افضل فضلا و
صلحا یہان آیندہ سے ہر جمعہ آپ ہی خطبہ پڑھا کرین اور آیندہ جمعہ مین
جب نماز کے لئے آپ یہان تشریف ارزانی فرمائین تو اوسوقت ایک
خطبہ بھی ساتھ تصنیف کرکے لیتے آئین اسکے جواب مین آپ نے سلطان سے
فرمایا کہ یہ کسکو علم ہے کہ دوسرے جمعہ تک کیا ہوگا ۔ اور یہہ بھی خبر نہین کہ پھر
زمانہ کیا صورت دکھائیگا اور معلوم نہین کہ اوسوقت تک مجھے فرصت بھی ہوگی
یا نہین ۔ اگر آپ اجازت دین تو ابھی آپ وضو سے فارغ اور جماعت کے لوگ
حاضر ہوئے تک لیجئے اسی قلیل عرصہ مین نیا خطبہ لکھدون ۔ بادشاہ اس سے
اور بھی متعجب ہوا اور کہا کہ ازین چہ بہتر ۔ پس آپ نے اوسیوقت خطبہ لکھنا شروع
کیا اسی اثنا مین بادشاہ نے ایک بیت پڑھی اور آپ سے خواہش ظاہر کی

کہ اسکو عربی بیت مین ترجمہ کرکے خطبہ مین پڑہین - چنانچہ وہ بیت یہہ تہی بیت

ایکہ یار از سر نخوت ننہادی برخاک ✣ عاقبت خاک شدہ خلق براوی گذرند

بیت ترجمہ

دیکہنا کل ٹہوکرین کہاتے پہرینگے اونکے سر ✣ آج نخوت سی زمین پر جو قدم رکہتے نہین -

حضرت نے بیت سنتے ہی اوسیوقت بدیہتہ اوسکا یہ عربی ترجمہ بیت ہی مین کر دیا

الذی لا یضع قدمہ علی الرغام ✣ صار ترابا یمر علیہ الاقدام

اس بیت کو بادشاہ کی حسب فرمائش خطبہ مین آپ نے لکہکر پڑہا - چنانچہ مقولہ مشہور ہے - مصرع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ✣ آپنے اپنا مصنفہ خطبہ اس خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑہا کہ بادشاہ نے اوسکی عبارت سنجیدہ طرز اور نادر مضامین کو بہت پسند کیا اور آپ سے بے انتہا خوش ہوا - اوسیوقت خلعت فاخرہ پہناکر منصب مناسب مقرر کیا اور آپکو جیدہ وبہانت انعام بہی عطا فرمایا - اس کے بعد آپ سے فرمایا کہ آپ جسوقت مجہسے ملنا چاہین بلا تامل میرے پاس چلے آئین - آپ کے آنیکی مزاحم و مانع نہوگا - ساتہہ ہی اپنے ملازمون کو بہی حکم کر دیا کہ حضرت جسوقت میرے ملنے کو تشریف لائین کوئی نہ ٹوکے نہ روکے بلکہ آپکی تشریف آوری کی اطلاع فی الفور مجہکو کرین - مین آپکے لینے کو خود حاضر ہوا کرونگا - اور آپکے استقبال فی قدم بہی کو مین اپنی عین سعادت سمجہونگا - پس اس واقعہ اور بادشاہ کی اس نوازش کے بعد آپ متوطن ہوکر شہر بیدر ہی مین اقامت گزین ہوئے - آپ نے قلعہ ارک کے نزدیک اب جہان آپکی درگاہ ہے

ایک مکان تعمیر کرایا۔ چنانچہ اوس مکان کا نشان آج تک وہان پایا جاتا ہے غرض آپ وہان ایمن الحال و فارغ البال ہوکر رہنے لگے اور شہر ملتان کو واپس تشریف لے جانے کا ارادہ فسخ کر دیا۔ جب تک سلطان علاؤ الدین بہمنی زندہ رہا آپ اکثر دربار مین آتے جاتے تھے۔ سلطان نے آپ کی قدر دانی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا اور ہمیشہ آپکی مراعات و مدارات بہت کرتا تہا۔ آپکی عزت افزائی اپنے دربار مین فرماکر آپ کو اپنا ہم نشین بنایا۔

جب سلطان علاؤ الدین کے ایام زندگانی ختم ہوئے تو اوس نے اس جہان حسرت رسان سے شہر خموشان مین جا لیٹا اور جا در فنا اوڑہلی۔ اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان ہمایون تخت سلطنت پر بیٹہا۔ یہہ اسقدر ظالم بادشاہ گذرا ہے کہ جسکے ظلم و ستم کی انتہا نہ تہی۔ کوئی متنفس اسکے ظلم سے محفوظ نہ تھا۔ تمام رعایا نالہ و گریان و فریاد کنان تہی اور ہمیشہ پریشان و ہراسان رہتی تہی۔ اس نے بہت سے بے گناہون کے ٹکڑے اڑا دیئے وارثان مملکت کو جو فقر و فاقہ سے قناعت کرکے گوشۂ تنہائی مین بیٹھے تھے سبکو چن چن کر اس بیرحمی سے قتل کیا کہ توبہ ہی بہلی۔ اس سفاک نے ایک مجرم کی پاداش مین تمام قبیلہ کو قتل کرتا تھا اور ناحق و ناروا خلق کے زن و فرزند پر ہاتہہ دراز کرکے نفس امارہ کا اسیر ہوتا اور کبھی وہ ناعروسی دلہن کو اثنائے راہ سے گرفتار کراکے حرم سرا مین لاتا اور بعد ازالۂ بکارت اسکے شوہر کے گہر بہیجتا تہا اور خود آپ ہی

اہل حرم سیاد اور رعایا کو بری طرح سے قتل کرتا تھا - ارکان دولت و اعیان مملکت جب اوس ظالم پیر آفت کے سلام اور مجرے کو دربار مین جاتے تو اوسکی شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زن و فرزند کو وداع کر کے وصیت ضروری بجالاتے تھے - اسنے صدہا خلق اللہ کو برباد کردیا - ہزارون کی عصمت خاک مین ملادی یہہ وہ دردناک حال ہے کہ جسکے سننے سے طبیعت کانپ اٹھتی ہے - اوسکا زمانہ بہت ہی فسق و فجور مین کٹا - جب اوسنے کوئی دقیقہ غریب آزاری و بدعت کا اٹھا نہ رکھا تو آخر کار اوسکی تمام رعایا اوسکے ظلم کی تاب نہ لاکر اپنے ملک میراث و وطن کو خیرباد کہکر نکل جانے اٹھہ کھڑی ہوئی - چنانچہ اوسکے اس کردار ناہموار کی کسیقدر کیفیت ابتدا مین لکھی گئی ہے - حضرت نے جب بادشاہ کا یہہ حال دیکھا تو آپ نے اوسکی مصاحبت ترک کردی اور دربار کا جانا چھوڑ کر گھر بیٹھ رہے -

ہر ایک چیز کی انتہا ہوتی ہے - جب اوسکی سفاکی حد سے گذر گئی تو بیان کرتے ہین کہ ایک روز وہ شراب پیکر بدمست ہو کر محل مین چلا تہا کہ ترکش بی بی کو جو اوسکے اہل حرم سے ایک معزز و نیک بخت و خداترس خاتون تہین وہ ایک خوک کی شکل مین آتا ہوا نظر آیا - بی بی کو تیر اندازی مین ید طولی حاصل تہا - فوراً تاک کر ایک تیر اوسکے سر مین ایسا مارا کہ وہ نشۂ مرگ سے پہر نہ چونکا - اور فی النار والسقر ہو گیا

جب ہمایون شاہ فوت ہوا تو اوسکا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی جسکی آٹھہ برس کی عمر تہی تخت دکن پر جلوہ افروز ہوا - اوسکی والدہ ملکہ مخدومۂ جہان جو معاملات ملکی اور مالی سے خوب واقف تہی خواجہ جہان ترک اور محمود گاوان کے مشورے سے کاروبار سلطنت انجام دیتی تہی - وہ حضرت کے علم و کمال سے خوب واقف تہی

اور آپکو افضل فضلا و اصلح صلحا جانتی تھی - اسلئے اوسنے آپ کو اپنے دونوں فرزند نظام شاہ اور محمود شاہ کو پڑھانے کے لئے مقرر کیا - دونوں شہزادے آپ کی تعلیم و تربیت سے بہرہ مند ہوئے - ہر روز علی الصباح ایک عورت دایہ یا خواجہ اپنی وساطت سے ملکہ جہان کا پیام باہر پہونچاتی تھی شہزادہ کو حرم سرا سے باہر لاکر تخت فیروزہ پر بٹھاتی تھی - حضرت بادشاہ کی بازو میں تشریف رکھتے اور بادشاہ کے سیدھے اور بائیں بازو خواجہ جہان ترک اور وزیر اعظم محمود گاوان کھڑے ہوتے تھے - شہزادے کی تعلیم کے علاوہ ملکہ اور اعیان سلطنت آپکی حسن رائے سے مستفیض ہوتے تھے - جس سے چند ہی روز میں ہمایوں شاہ کے جور و ستم کی تلافی ظہور میں آئی - جن لوگوں کے دل ظلم و ستم سے خستہ و مجروح ہوئے تھے وہ اب نیک انتظام سے شگفتہ و خندہ ہوئے - بادشاہ سن شباب کو پہونچا اور حضرت کی تعلیم و تربیت سے اس قابل ہو گیا کہ مہام سلطنت کو خود انجام دے سکے - مگر افسوس فلک ستم شعار کو اس کی خورسندی پسند نہ آئی اور گلگشت شباب پر عین سرتخت اوسپر میں بجلی گرا کے اوسنے اوسکو خاکستر کر دیا -

ملکہ مخدومہ جہان نے ایک لڑکی حسین زہرہ جبین کو اوسکے ساتھ منسوب کر کے جشن شادی شاہانہ ترتیب دیا اور اوسی شب کو کہ مجالس زفاف آراستہ ہوئی تھی اور بزم عیش و عشرت ترتیب ہونے سے ایک جہان شادی و خورمی میں مشغول تھا اتفاقاً آدھی رات کو نالہ و زاری یہ شور برپا ہوا کہ نظام شاہ کمسنی میں جان بحق تسلیم ہوا

قطعہ

گلی ناشگفتہ از گیاہی درخت ۞ بیچارہ
فرو ریخت از باد سخت ۞ چو خط حسن بیرنگی نا آمیختہ ۞ اجل خاک بر سرکے

وزیر تحفہ۔ جب نہال حیات نظام شاہ آغاز نشو و نما میں صرصر حوادث سے اکھڑ گیا تو عموماً خلائق اور خصوصاً اوسکی والدہ ملکہ مخدومۂ جہان پر بیحد غم و الم ہوا۔ لاچار ملکہ نے اپنے دوسرے فرزند محمد شاہ کو جسکی عمر نو برس کی تھی بادشاہ بنایا۔ اوس نے تاج زر زیب سر کر کے سریر جہانبانی پر متمکن ہو کر سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام بخوبی تمام کرنے لگا۔ اوائل تخت نشینی میں جب بادشاہ لڑکا تھا تو اوسکے ہوش سنبھالنے تک خود مخدومۂ جہان جو نہایت عاقلہ اور دور اندیش ملکہ تھی دربار میں پردے کے اندر بیٹھکر سلطنت کا کاروبار انجام دیتی تھی اور حکم احکام اپنے اصیلوں کی وساطت سے طی کرتی تھی اور خواجہ جہان ترک اور محمود گاوان وزیر اعظم ملکہ جہان کی حکمرانی پر عمل کرتے تھے یہانتک کہ شاہزادہ تیرا سال کی عمر کو پہونچکر ہوشمند اور کار آگاہ ہوا۔ ملکہ نے آگے ہی سے اسکی تعلیم و ترتیب کے لئے حضرت شیخ ابراہیم صاحب کو مقرر کیا تھا۔ غرض وہ آپ سے تربیت حاصل کر کے بڑا لیاقت دار اور خوش اطوار بن گیا۔ غرض تھوڑے ہی عرصہ میں کتب درسیہ سے فارغ ہو کر صاحب حیثیت اور مہام سلطنت کو بذات خود انجام دینے کے قابل ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا اور سلطان احمد شاہ ولی البہمنی کے بعد خاندان بہمنیہ میں حسن قابلیت میں اس سے بہتر مسند فرمانروائی اور سروری پر کسی اور نے قدم نہ رکھا۔ غرض اسکے سریر سلطنت پر جلوہ افروز ہوتے ہی ہر طرف امن پھیلا۔ ہر شخص کو چین و کامرانی نصیب ہوئی بہتری اور ترقی کے آثار ہر سو نمودار ہوئے۔ مملکت سرسبز ہوئی۔ ہر ایک متنفس راحت و آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔ بادشاہ نے بھی اپنی رعیت کی بہبودی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ رفاع خلائق کے سامان مہیا کر کے ہم

لوگ ہمایون شاہ کے وقت مین اپنے گہر چہوڑکر چلے گئے تہے وہ سب آ آکر آباد ہوگئے ۔ ہزارون کوس زمین جہان خاک اڑ ہتی تہی سب سر سبز و شاداب ہوگئی ۔ بادشاہ اپنے ملک کی روز افزون ترقی مین بجان و دل ساعی رہتا اور بذات خود ہر ایک کام کو انجام دیتا تہا ۔ اوسکے انتظام سے سب لوگ خوش تہے ۔ اہل کمال کے نصیبے خوابیدہ جاگے اور انکی قدر ہونے لگی اور جا بجا ملک مین مدرسے قایم ہوئے اور خاص شہر بیدر مین دار التعلیم کا علم نصب کیا گیا یعنے یونیورسٹی (دار التعلیم) قائم ہوی اور وہان علوم و فنون کی تعلیم جاری ہوئی ۔ چونکہ بادشاہ خود علم کا شایق اور قدردان صاحب علم و ہنر ۔ خلیق اور بزرگون کا بیحد ادب کرنے والا تہا حضرت کو کمال اعزاز اور احترام سے اپنے دربار مین بلایا اور آپکو یونیورسٹی (دار التعلیم) کا صدر اعظم یعنے کل اختیارات کے ساتہہ افسر اعلی بنایا کل کام تعلیمات کے آپ ہی پر چہوڑے اور خود بہی ہر روز آپ سے دینی مسائل کا سبق لیتا تہا ۔ غرض محمد صلعم شاہ نے آپکی کما حقہ قدر کی ۔

※ اس بادشاہ کے کارنامے قابل دید ہین اسکی تعریف مین ساری تواریخ بہری پڑی ہین مجہے اسکے حالات لکہنے سے کل تاریخی واقعات بتانا مقصود نہین ہے ۔ مین نے اسکے واقعات سے صرف وہی حالات اقتباس کئے ہین جنکا تعلق حضرت شیخ ابراہیم صاحب سے تہا اور اسوقت میرا مقصود بہی آپکے متعلق مشہور سے مشہور واقعات ظاہر کرنا ہے اسلئے مین نے جو بہت ضروری سمجہا اوسکو تاریخ اور نیز قلمی کتابون سے بمصداق مشتے از نمونہ خروارے کودکے لکہدیا ہے اور بہت ہی اختصار سے کام لیا ہے اگر آپکی مکمل سوانح عمری لکہی جاے تو ایک ضخیم کتاب کی

پہلی نقل

ان ہی دنون مین ایکدن پرگنہ ٹینجرو کا قاضی آپ کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور نہایت عجزوزاری سے اپنا حال بیچارگی ومظلومی ظاہر کیا- اوس نے اپنی دردناک حالت اسطرح بیان کرنی شروع کی -کہ مین غریب فلک کا مارا مصیبت کا ستایا زمانے کا دکھیا راہون - میری دردناک حالت قابل رحم ہے - میرے بہت سے چہوٹے بچے ہین - عیال واطفال کی کثرت اور بیروزگاری کی حالت نے مجھے سخت سراسیمہ وپریشان حال کردیا ہے - میرے بال بچون پر فاقہ پر فاقہ گذرتا ہے - مین نان شبینہ کو محتاج ہوگیا ہون - لہذا آپ میری حالت زار پر ایک نظر ترحم وکرم مبذول فرمائیے - مین سخت عاجز ولاچار ہوکر در دولت پر حاضر ہوا ہون - میری افسوسناک حالت قابل رحم ہے - جو مجھپر ظلم ہوا ہے - اوسکے بیان کرنے کی مجھہ مین تاب نہین - میری روزی برباد کردیگئی مجھپر ایسا ظلم اور میرے ساتھہ ایسی ناانصافی ہوئی ہے کہ کسی کے ساتھہ نہ ہوئی ہوگی - آہ ! میری فریاد پر کسی کا دل نہ پسیجا - مین نے بہت گڑگڑایا - بہت سر پٹکا مگر افسوس کہ میری دردناک اور بیکسی کی حالت پر کسی کو رحم نہ آیا - مین نے بہت کچھہ آہ وفغان نالہ وفریاد کی مگر آہ کسی نے میری ایک نہ سنی - اب مصیبت کے ہاتون سے مجبور اور ظلم کے ہاتون سے رنجور ہوکر آپکی خدمت مین حاضر ہوکر التجا کرتا ہون کہ مین پرگنہ ٹینجرو کا قاضی ہون - یہ خدمت میرے خاندان مین میرے آباواجداد سے چلی آتی ہے - یہی میرا ذریعہ معاش ہے اسی سے میری اور میرے عیال واطفال کی گذراوقات ہوتی ہے - دارالسلطنت

شہر بیدر کے قاضی نے جسکو تمام قضات کی بحالی و برطرفی کا اختیار تفویض ہے۔ اوسی نے مجھہ غریب بیکس و بے وسیلہ کو خدمت قضات سے معزول کر دیا ہے اور میری جگہہ ایک اپنے قرابت دار کو دی ہے۔ میرے ساتھہ ایسا انصاف ہوا ہے کہ میں تباہ و برباد ہوگیا ہوں۔ اب میری فریاد کوئی نہیں سنتا ہے۔ میری حالت مظلومی پر کسیکو رحم نہیں آتا ہے۔ مجھہ مصیبت کے مارے کو ہر جگہہ ناکامی ہی نصیب ہوتی ہے۔ آہ! کیا برا وقت ہے۔ معاش کے چھوٹ جانے سے فکر و مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ جہاز معیشت بحر تباہی ڈوبا جا رہا ہے۔ کوئی صورت سنبھلنے کی نظر نہیں آتی۔ کوئی امید بر نہیں آتی۔ ہائے سخت اضطراب میں جان ہے۔ کیا کہوں کچھہ کہا نہیں جاتا۔ کہے بغیر رہا نہیں جاتا۔ اصل یہ ہے حال بیچارگی سہا نہیں جاتا۔ حضرت ذرا لطف فرمائیں۔ میری حالت مظلومی پر رحم فرمائیں اور صرف اسقدر کرم کریں کہ بندہ کے لئے حسبتہ للہ قاضی دار السلطنت شہر بیدر کے مکان تک قدم رنجہ فرما کر اوس سے میری سفارش کریں اور میری خدمت پر مجھے بحال کرنے کے لئے شفاعت فرمائیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ حضرت کی خاطر عاطر مبارک سے وہ میرا منصب مجھے واپس دیگا۔ اگر حضرت کی اسقدر سرفرازی میرے حال پر ہوگئی تو مدت العمر حضرت کے لئے دست بدعا رہونگا۔ دیکھئے کنگا ہے۔ ہاتھہ دہر لیجئے اور ثواب عظیم حاصل کیجئے۔ اسوقت کی اعانت خالی نہ جائیگی۔ اس نیکی کا بدلا خداوند کریم ضرور دیگا" حضرت نے اوسکے حال مصیبت کو تمام کہنے کا اوسکو موقع دیا اور اوسکی طرف ہمہ تن متوجہ ہوکر نہایت گوش دل سے سنا جب اوس نے اپنی دردناک اور دل ہلا دینے والی حالت تمام کہہ سنائی۔ تو حضرت کا آپ

مین انسان ہمدردی کوشش کر رہی ہوئی تہی ۔ آپ اوسکے بیان سے نہایت ہی متاثر ہوئے اور آپکی محبت اسلامی ہمدردی جوش مین آئی کہ آپ اوسکے حالات مظلومی کو سنتے ہی بیقرار ہوگئے ۔ اسکو مصیبت مین گرفتار و پریشان دیکھکر آپ نے اوسکی نہایت دلجوئی کی اور شفقت بزرگانہ و مروت ہمدردانہ سے اوسکو بہت تسلی دی آپنے فی الفور اوسکی درخواست کو قبول فرماکر اوسکو اطمینان دلایا اور کہا کہ میرے امکان مین جہانتک ہوگا اس کارخیر مین مین تیرے لیئے اپنی جان لڑا دونگا ۔ اور ابہی قاضی کے پاس خود چلکے کہونگا کہ تیری خدمت تجہکو واپس دے اور تیری دردناک و قابل رحم حالت بیان کرکے انصاف کے لیئے ضرور سعی اور خواستگاری کرونگا ۔ یہ کہکر آپ اوسیوقت اُٹھہ کہڑے ہوئے اور محض اوسکی شفاعت کے لیئے قاضی کے مکان کو تشریف لے گئے ۔ وہان پہونچکر قاضی سے اوس بیچارے کی مصیبت ظاہر کی اور نہایت موثر الفاظ مین اوسکی شفاعت فرمائی اور کہا کہ مین اب امید کرتا ہون کہ جناب میرے کہنے کو اپنے لطف عمیم اور اپنی مشہور اسلامی ہمدردی سے شرف قبولیت عطا فرماکر اور اوسکے حال زار پر ایک نظر ترحم و کرم مبذول فرماکر اور اوسکے حق مین نئے سرے سے انصاف کرکے اوسکی خدمت آبائی سے اوسکو ضرور ممتاز فرمائینگے ۔ اوسکی ناکامیابی اور اور مایوسی کی کوئی وجہہ مجھے معلوم نہین ہوتی ۔ اس لئے کہ جناب خود مہربان ہمدرد و منصف مزاج ہین اب مجھے امید واثق ہے کہ میری یہ باخیر سفارش ضرور اپنا اثر کریگی اور جناب عالی حتی الامکان اس بیچارے غریب بیکس و بے وسیلہ شخص کی خدمت واپس دینے مین ہرگز ہرگز دریغ نہ فرمائینگے آپکی اس سفارش

قاضی نے مطلق توجہہ نہ کی اور نہ اوسکی دردناک اور قابل رحم حالت پر اوسکا دل پسیجا۔ اوسنے آپکی سفارش ماننے سے صاف انکار کردیا اور کہا کہ مین نے وہ خدمت اب اپنے ایک قرابت دار کو دی ہے۔ اوسکو اب اوس خدمت سے کسطرح دور نہین کرسکتا مین نے جو کچھہ کیا اچھا کیا۔ مجھے اختیار حاصل ہے۔ کسی کی سعی و سفارش مجھے کی کوئی حاجت نہین۔ مین ہرگز کسی کی سفارش نہین سنتا۔ اور اب مین اپنی زبان کو بدل نہین سکتا۔ جب حضرت نے اوس سے اس بے اعتنائی کی گفتگو سنی تو آپ نے اپنے حلم و بردباری کو کام مین لایا اور نہایت عمدہ اور موثر الفاظ مین حق و انصاف کی حقیقت کہہ سنائی اور اوسکے اغماض یا انکار کرنے سے رنجیدہ دل تنگ نہ ہوکر کہا کہ خیر کچھہ فکر نہین۔ مین ہر طرح آپ سے انصاف و نیکی کی امید رکھتا ہون۔ مین آپ کے اسوقت کے انکار سے آیندہ کے لئے ناامید نہین ہوتا ہون۔ مین اسوقت آپ کے پاس خدا کے لئے آیا اور صرف اوسکے ایک بندہ کے حق مین انصاف کی درخواست کی۔ اگر اسوقت آپ نے میری درخواست نہ مانی اور اوسکے حق مین انصاف کرنے سے انکار فرمایا تو کچھہ مضایقہ نہین۔ اوس خدا کے توانا اور بزرگ کے نزدیک حضرت جناب محشر کی ملازمت مین بار دیگر حاضر ہونگا۔ خیر اوسوقت تو جناب کو رحم آہی جائیگا۔ مین اسوقت کے تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہون۔ اب خدا حافظ انشاء اللہ کوئی دوسری دفعہ حاضر ہونگا۔ یہہ کہکر آپ وہان سے اپنے مکان کو واپس تشریف لائے اور اوس مظلوم کو اپنے ہی پاس ٹہرایا۔ اس واقعہ کو چند روز گزرنے کے بعد آپ پھر اوس مظلوم [illegible] کی شفاعت کے لئے قاضی کے مکان کو تشریف لے گئے۔ اسوقت بھی آپ نے اوسکے حق مین انصاف کرنے اور اوسکے بال بچون پر رحم کرکے اوسکی آبائی خدمت قضا

اوسکو پہنچنے کے لئے آگے سے بڑھکر بہت ہی دردناک الفاظ مین شفاعت فرمائی مگر
وہان کچھہ رحم ہوتا تو مظلوم کے حال پر ترس آتا - بھلا سنگدل پر کیا اثر ہوتا ہے - بے
قاضی نے اب کے دفعہ بھی آپ کی سفارش نہ سنی اور صاف انکار کر گیا - اسپر حضرت
فرمایا کہ مین دوبار تمہارے پاس آیا اور تمسے ایک بندہ خدا کی دادخواہی کی مگر تم نے اب
بھی انکار ہی کیا خیر اس سے مجھکو پشیمان و آزردہ اور پست ہمت نہ ہونا چاہیئے
کیونکہ یہ کام خدا کے لئے کیا جا رہا ہے آپ ہزار انکار کرین مگر اوسکے ایک بندہ مظلوم
کے لئے مین پھر ضرور کوشش کرونگا - اسوقت بھی آپ نے انکار فرمایا ہے خیر انشاء اللہ
ایک اور دفعہ آپکی خدمت مین اوسکی شفاعت کے لئے ضرور حاضر ہونگا - یہہ کہکر آپ وہان سے واپس ہوئے
اسکو چند روز گذرنے کے بعد آپنے پھر تیسری مرتبہ ارادہ فرمایا اور قاضی کے مکان کیطرف
تشریف لے چلے - اثنائے راہ مین شرف جہان سے ملاقات ہوئی - یہ صاحب ایک اشرف دیار
اور اکابر روزگار و علامۂ زمان و فاضل دوران تھے - انکی علم و فضیلت کی بے انتہا شہرت پھیلی
ہوئی تھی - اور یہ ایک بڑے پائے کے امیر آدمی تھے - ڈیوڑھی دربار مین انکی رسائی تھی -
امارت اور علم و فضل مین اولوالعظم مانے جاتے تھے انہون نے جب حضرت کو تشریف لے جاتے ہوئے
دیکھا تو آپ سے پوچھا کہ اسے میرے مخدوم آپ کہان تشریف لے جاتے ہین - ایسا کیا کام
واقع ہوا ہے کہ جسکے لئے حضرت خود قدم رنجہ فرما رہے ہین - حضرت نے فرمایا کہ مین اسوقت
خدا کے لئے جا رہا ہون اور اوسکی خوشنودی کے لئے ایک بندہ مظلوم کی شفاعت کرنے
چلا ہون - شرف جہان نے کہا کہ اس سے کونسی بڑی بات ہے مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلئے
قاضی کے ساتھ مجھے راہ و رسم بہت ہے اسلئے مین بھی چاہتا ہون کہ آپکی بدولت ایسے نیک
مین آپکا ہاتھ بٹا کر داخل حسنات ہون - اور ایسے کام کی اعانت سے محروم نہ رہ جاؤن -

اگر اوس بندۂ مظلوم کی مراد بر آئے تو مجھے بھی آپ کے طفیل مین کچھ اجر مل ہی جائیگا۔ حضرت نے کہا کہ بہت خوب آپ بھی میرے ساتھ تشریف لے چلئے۔ غرض دونون حضرات قاضی صاحب کے پاس آئے اوس شخص کی شفاعت آگے سے شروع کی اور اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ دلایل معقول سے سمجھایا۔ اور ہر طرح سے منایا کہ خدا کے لئے اور اوسکے پاک و برگزیدہ رسول کیلئے اس بیچارے عیال و اطفال والے کے حق مین انصاف کو کام مین لا کر اس کی خدمت سے اسکو سرفراز و فکر معیشت و پریشانی و مصیبت سے سبکدوش فرمایا جاوے تو خوشنودی اللہ و رسول اور باعث نجات دارین مستحسن ہے اس بیان شفاعت سے قاضی کے کان پر جون بھی نہ رینگی اور ایسے اولوالعزم بزرگون کی شفاعت کا اوسکو کچھ بھی خیال نہ ہوا اور نہ وہ اونکے مرتبہ کا کچھ پاس رکھا۔ جب کوئی خوے بد انسان کی طبیعت مین جمتی ہے۔ تو اوسکا نکلنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ چاہے ادہر کی دنیا اودہر ہو جائے مگر وہ خصلت نکلنے کی نہین۔ پڑی ہوئی عادت طبیعت ثانی ہو جاتی ہے۔ وہ اندھا دھند چلا جاتا ہے۔ اوسکو اپنا بھلا یا برا کچھ سجھائی نہین دیتا اور آخر ٹھوکر کھاتا ہے بھی تو اس بری طرح کہ اوس سے بچنا اوسکے لئے سخت محال ہو جاتا ہے اور آخر کف افسوس ملتا ہوا حسرت و یاس سے گریبان مین سر نگون ہو کر اپنے کئے پر آپ نادم ہوتا ہے۔ اوسوقت سواے افسوس و پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہین آتا ابتدا مین اوسکو اس نتیجہ کا خیال ہرگز نہین ہوتا۔ کیونکہ غرور اندہا کر دیتا ہے۔ اور جو برائی وہ کئے جاتا ہے اگرچہ سب کو وہ اوسکی بری عادت بری ہی معلوم ہوتی ہے مگر وہ اپنی دانست مین اوسکو اچھی سمجھتا ہے۔ اور اوس سے بیخبر ہوتا ہے جبھی تو کہتے ہیں۔ [illegible] ۔

چنانچہ ٹھیک یہی کیفیت قاضی دار السلطنت کے جاید حال تھی - اوس نے اس دفعہ بھی حضرت کی شفاعت کو کچھہ خیال مین نہ لایا اور صاف انکار کر دیا کہ مین ہرگز اپنے کئے کے خلاف نہین کر سکتا - یہ روکھا جواب سنکر حضرت مخدوم شیخ ابراہیم نے نہایت متانت سے فرمایا کہ مین تین بار صرف خدا و رسول کی خاطر آپ کے مکان کو آیا اور اوسبے شخص کی جائز شفاعت کی آپ نے تین بار بھی انکار ہی کیا - بڑے تعجب کی بات ہے اگر ایسا ہی ہے تو انشاء اللہ اب آپ کو معلوم ہوگا اور عنقریب آپ کی آنکھین کھلینگی - اب آپ سے کہنا فضول ہے - آپ سے انصاف و رحم کی توقع لاحاصل ہے - مین انشاء اللہ اب اپنے حق سبحانہ تعالی ہی سے کہکر اوسکی خدمت اسکو دلوا دونگا - وہی کریم کارساز ہے - وہی حق و ناحق کا انصاف کرنے والا ہے اوسی کی ذات سے مین ہر طرح کی امید ہے - ہر ایک بندہ کے دل کی بھلی اور بری نیت اوسپر روشن ہے وہی سب کا مالک ہے - وہی مظلومون پر رحم کرنے والا اور ہر کس و ناکس کی التجا سننے والا ہے - پس وہی انصاف کرنے والا ہے - یہہ کہکر آپ وہان سے اپنے مکان کو واپس تشریف لے گئے - خدا کی عجیب قدرت ہے - اس صاحب اسرار کا ذرا زبان سے کہنا تھا کہ اوسنے اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کر ہی دکھایا - اسکی شان کبریائی کے مقابل سب ہیچ ہے - ہر ایک کی بھلائی اور برائی کو وہ خوب جانتا ہے اور کسی کی فریاد کو کبھی خالی جانے نہین دیتا - حضرت کا یہ کہنا کہ مین خدا سے تنکے دلوا دونگا - اسیوقت قرین اجابت پہنچا - جس روز یہ واقعہ گذرا اوسی شب حضرت سبحانہ کی مشیت سے سلطان کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ خدمت قضا ایک بہت مشکل خدمت ہے - یہ کسی حالت مین ہمیشہ

موجودہ قاضی القضات کو زیب نہین دیتی ہے۔ جبکہ حضرت مخدوم شیخ ابراہیم جیسے علامۂ زمان اور فاضل آوان بزرگ موجود ہین تو اس صورت مین یہ ہرگز اچھا نہین معلوم ہوتا کہ آپکو بے وجہ بھی چھوڑ کر دوسرے کو قضائت دیجائے۔ ایسے صاحب کمال متدین اور لائق بزرگ ہوتے ہوئے دوسرے کو یہ خدمت دینا سراسر انصاف کا خون کرنا ہے۔ اور کیا وجہ ہے کہ ملک آپ کے فیض سے مستفیض نہو۔ آپ کی موجودگی مین دوسرے کی کوئی ضرورت نہین۔ کیونکہ اس خدمت اور اوسکے ذمہ داریون اور اوسکے مہمات کو نہایت انصاف و قابلیت و موافق شرع متین کے انجام دینے والا دوسرا نہ ہوگا۔ اور ہر حالت مین اس خدمت کے زیبی شایان ہین۔ کسیطرح منصب قضائے دار السلطنت حضرت کے تفویض ہوجائے تو نہایت بہتر اور ملک کو قابل فخر بات ہو۔ غرض بادشاہ کو اسی خیال مین ساری رات نیند نہ آئی اور اوسی بیقراری سے تڑپتے رات کاٹی۔ آخر جب نور کا تڑکا ہوا۔ تاریکی کا پردہ آہستہ آہستہ اٹھنے لگا۔ ہلکی ہلکی روشنی چاروطرف پھیلنے لگی۔ مشرق کیطرف سے آفتاب جہان تاب کے جلوہ افروز ہونے کے آثار ظہور پذیر ہونے لگے تو بادشاہ اوسوقت باہر برآمد ہوا اور اپنے محل کے دروازہ کا پردہ پکڑ کر اس عالم زمان فیض بخش فیاض جہان کے تشریف آوری کا منتظر ہو کر ایک پاؤن پر کھڑا ہو رہا۔ چنانچہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ بادشاہ ہمیشہ ہر روز حضرت سے مسائل دینی کا سبق پڑھا کرتا تھا اسلئے حضرت بھی قاعدہ کے موافق اپنے ٹھیک وقت پر تشریف لے جاتے تھے۔ مگر آج ابھی فجر بھی برابر نہ ہونے پائی تھی کہ بلانے کے لئے آدمی پر آدمی آنے لگا۔ وہان بادشاہ کا یہ حال تھا کہ جو آدمی آکر سلام کرتا اوسکو کہتا کہ اسیوقت دوڑ کر

حضرت بابراہیم صاحب کو بلا لا ۔ غرض حضرت کو گہر سے لیا س زیب تن کر کے نکلے سو پچاس آدمی راہ مین ملے اور ہر ایک یہی کہتا تہا کہ جلد چلئے جہان پناہ انتظار مین کہڑے ہین اور بار بار یاد فرما رہے ہین ۔ جب بے وقت بادشاہ کے برآمد ہونیکی خبر امرا اونکو پہونچی تو ابہی کچھہ رات باقی تہی کہ مشعلون کی روشنی مین کئی ایک امرا جمع ہوئے اور آداب بجا لاکر دونون طرف قطار باندہکر کہڑے ہوگئے بادشاہ منتظر ہی کہڑا تہا کہ حضرت بہی آپہونچے ۔ آپکو دیکہتے ہی برسم معہود سروقد اٹہکر آپ کی پیشوائی کی اور لوازم تعظیم بجالایا ۔ اسکے بعد اوس نے نہایت شوق و شیرین زبانی سے آپ سے کہا کہ اے حضرت مخدوم جی آپ اپنے دست مبارک سے مجہے قلم دین ۔ جون ہی آپ نے قلم اوٹہا کر دینے کو ہاتہہ بڑہایا سلطان نے آپکے دست مبارک کو مضبوط پکڑ کر کہا کہ مین آپ سے اسوقت ایک بات ایسی کہنی چاہتا ہون کہ جس سے خدا اور رسول آپ سے اور مجہسے خوشنود ہونگے ۔ اور جس سے آپکو حسنات اور خلق اللہ کو آرام حاصل ہوگا اور جب تک آپ اوسکو قبول نہ فرمائینگے مین دست شریف ہرگز نہ چہوڑونگا ۔ آپ نے کہا کہ معلوم تو ہو وہ بات کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ آپ پہلے اوسکے قبول کرنیکا اقرار کرین اور پہر سنین ۔ اس کے جواب مین آپ نے فرمایا کہ اگر وہ کام شرع احمد مختار صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کے موافق ہو اور ہم جیسون کے مناسب حال ہو تو اوسکے قبول کرنے مین تامل نہین ۔ مین اوسکو اختیار کر سکتا ہون اگر صورت اسکے خلاف ہو تو مجہے اوس سے معذور رکہو بادشاہ نے کہا کہ خلاف شرع ہرگز نہین ۔ بلکہ وہ موافق شرع شریف اور سراسر شایان شان آپکے ہے

اور جیسا آپ نے فرمایا وہ بالکل ویسی ہی ہے - پہلے قبول کرنے کا اقرار فرمائیں تس پیچھے میں عرض کرونگا - بادشاہ کا اصرار دیکھکر امراؤں نے بھی ہاں میں ہاں ملایا ہے - حضرت نے جب دیکھا کہ اصرار بڑھتا جاتا ہے تو کہا کہ اگر شرع شریف کے موافق ہے تو بسم اللہ فرمائے میں اوسکو قبول کرنے کا اقرار کرتا ہوں - بادشاہ نے کہا کہ میری دلی آرزو اور دلی خوشی یہ ہے کہ آپ منصب قضا دار السلطنت قبول فرمائیں - آپ نے قضا کا نام سنتے ہی سر پیٹا - اور فرمایا کہ مجھے اس سے معاف کرو - یہ امر شریعت مشکل ہے - اسکی اجرا میں دشواری میں کیونکر انجام دے سکونگا - اس بار گران کا میں کیونکر متحمل ہو سکونگا یہہ نہایت نازک کام ہے - اسکی ذمہ داری سخت مشکل ہے - اسکے نسبت خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاضی فی الجنۃ وقاضی فی النار - اسکے سوائے کوئی اور کام کہو تو میں بخوشی قبول کرتا ہوں مگر اس تکلیف سے بندہ کو معاف رکھو - بادشاہ نے کہا ہرگز نہیں - کسیطرح اب آپکو یہہ خدمت قبول کرنی ہوگی - اس سے پہلے آپ نے قبول کرنے کا اقرار بھی کر لیا ہے - پس اقرار کے بعد انکار بکار آمد نہیں ہو سکتا - آپ آپ کی پہلو تہی ٹھیک نہیں ہے - اور میری بہتری اسمیں ہے کہ یہہ خدمت آپ کے ہاتھوں سر انجام پائے - اور سب امراؤں نے بھی زور دیا کہ آپ کے وعدہ کے ہم شاہد ہیں - تمام حاضرین نے بھی ہر طرف سے کوشش بلیغ کرنے شروع کی اور انہی انتہائے خوشی و فلاح و بہبودی و دلی رضامندی ظاہر کی آخر بادشاہ کا اصرار اور انکا بر خشمار

کی سعی سے سرشار دیکھکر اور بمقتضائے - ۲ الکریم اذا وعد وفا (کریم جب وعدہ کرتا ہے وفا کرتا ہے) آپ بناچار و بصد دل ناراض راضی ہوئے آپکے رضامند ہونے سے سب لوگ خوش ہوئے - اوسی وقت خلعت منصب قضاقباے اودہ منگوائی گئی - سلطان نے بہ تعظیم تمام اٹھکر اپنے ہاتھ سے آپکو وہ خلعت پہنائی - جسوقت آپنے اپنا سیدہا ہاتھ آستین مین ڈالا اوسی لحظہ حکم کیا کہ اُس شخص کو جسکی شفاعت کے لئے مین تین دفعہ قاضی کے پاس گیا تہا اب مین نے اوسکی خدمت پر بحال کیا - اسکو اوسکی خدمت پر ابہی بہیجدیا جائے اور اوسکی جگہہ جس شخص کو قاضی سابق نے بے انصافی سے دی تہی اسکو مین نے معزول کیا اسکو اسی وقت اس خدمت سے برطرف کیا جائے - اس حکم کی فی الفور تعمیل عمل مین آئی - بیچارہ قاضی مظلوم حضرت ہی کے مکان مین ٹہرا ہوا تہا اوسکو جب یہ حکم سنایا گیا تو وہ دعائین دیتا ہوا اپنے قصبہ کو روانہ ہوا - وہان اوسنے اپنی خدمت کا جائزہ لیکر کام شروع کیا اور آپکی طفیل سے انصاف کو پہونچا -

اس سرفرازی کے بعد حضرت نے حضرت صمدیت کا شکر بجالایا کہ ۲ الحمد للہ والمنہ (شکر ہے اللہ کا اور احسان) کہ جس طرح مین نے حق سبحانہ تعالی سے اوسکا منصب اوسکو دلوانے کے لئے شرط کی تہی اوسطرح اوس مالک دو جہان پروردگار انس و جان نے عزل و نصب کا حکم مجہکو تفویض فرمایا - اوسنے اپنے ایک ناچیز بندہ کی فریادرسی اور اپنی عنایت سے اوسے سرفرازی بخشی اوسکی بات رکہ لی - اور اوسکو کسی حال مین

اپنی عنایت سے بیکار و ناکامیاب نہ کیا۔

دوسری نقل

نقل ہے کہ اختیارات عزل و نصب و منصب قضاۃ دارالسلطنت تبریز عطا ہوئی آپ نے اوسیوقت اٹھارہ شرطیں سلطان سے لکھوا لیں۔ انمیں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ آپ بادشاہ وقت ہیں۔ تخت سلطنت پر بہ اوج و شوکت جلوہ افروز ہیں اور اپنے پورے اختیارات اور قدرت سے جو چاہے کر سکتے ہیں۔ اس صورت مین اگر آپ سے فعل نامرضی و مخالف شرع شریف وجود مین آئے تو جو کچھ حدود شرع اوسپر ثابت و لازم آئین وہ آپکو بلا ملاحظہ بجالانے ہونگے۔ گھمنڈ شاہی فخر سروری و سرتابی کام نہ دیگی۔ بادشاہ کو اور غریب کو یکہ میزان مین یکسان تلنا ہوگا۔ انصاف کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ اور جو حکم شرع لازم آئیگا وہ آپ پر بھی پورا ہوکر رہیگا۔ آپ بادشاہ ہونے کے لحاظ سے کسی قسم کی رعایت آپکے ساتھ ایک غریب کے مقابل مین ہرگز روا نہ رکھی جائیگی۔ سلطان نے کہا کہ یہ کل شرائط مجھے بجان و دل قبول اور بسر و چشم منظور ہیں۔ اسکے بعد اس نے اپنا راضی نامہ آپکے فرمانے کے بموجب لکھکر آپ کو دیا اور اوسپر اپنی دستخط اور مہر ثبت کردی۔ اوس روز سے آپ نے کاروبار قضائت کو انجام دینا شروع کیا۔

تیسری نقل

نقل ہے کہ سلطان کی مجالس اور دعوات وغیرہ اکثر آپکے عہد میں یہی واقع ہوا تہا کہ

خاص مقربوں میں سے ایک شخص نے ایک بوڑھی عورت مسماۃ بی بی شاہ کے نوجوان لڑکے کو قتل کر کے بھاگا اور بادشاہ کے پس پشت اوس نے پناہ لی۔ سلطان نے اپنے مقرب کا لحاظ کر کے تغافل کر گیا وہ بوڑھی عورت نالہ و گریاں و دادخواہاں حضرت کے پاس آئی اور رو رو کر اپنے لخت جگر نو پسر کے خون کا قصاص لینے اور انصاف چکانے کی استدعا کی۔ حضرت نے اوسیوقت اوس پیرزن کے پسر کے قاتل کو گرفتار کر لانے کا فرمان جاری کیا۔ ہر چند آدمیوں نے جد و جہد کی اوسکا پتہ چلا کر اوسکے گرفتار کرنے کے لیے بہت کچھ سر مارا مگر بادشاہ کے پس پشت جہاں کہ اوس نے پناہ لی تھی وہاں تک اونکی رسائی سخت دشوار تھی۔ اور کسیطرح اوسمیں کامیابی کی امید بن نہ پڑتی تھی۔ غرض سب نے بے نیل مرام حضرت کی خدمت میں واپس آکر اصل حقیقت ظاہر کی۔ حضرت نے اسکی تحقیق و تصدیق فرمائی جب آپکو اوسکی حالت سے کما حقہ آگاہی ہوئی تو آپ اوسیوقت خود کمر بستہ ہو کر سلطان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں اوس قاتل کو سلطان کے پس پشت کھڑا ہوا دیکھکر آپ نے اپنا ہاتھ اوسکی کمر میں ڈالا اور بادشاہ اور حاضرین دربار کے سامنے سے اوسکو گھسیٹتے ہوئے باہر لایا۔ وہاں اوسکے مونڈھے باندھکر اوسکو اوسکے مقتول کی ماں کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ یہ تیرے بیٹے کا قاتل ہے۔ اب تجھے اختیار ہے تو جو چاہے کر اور جسطرح چاہے اپنے بیٹے کا بدلا اس سے لے۔

چوتھی نقل

آپکے عہد میں ایک اور واقعہ اسطرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن ایک عورت

لیکر محکمہ قضا میں لائی گئی - حضرت کے خدمتگاروں سے ایک شخص نے اوس سے ایک دستانۂ طلا رشوت لیکر اوسکو حیلۂ و عذر سکھایا - اور ایسی تقریر تعلیم کی کہ جس سے اوسکی نجات ہو اور الزام و سزا اس سے ٹلے - مگر وہ در اصل اصل واقعہ کے خلاف تھی جب وہ ملزمہ آنحضرت کے سامنے پیش کی گئی تو حضرت نے اوسکو اوسکے بیان کرنے کا موقع دیا اور کہدیا کہ صحیح صحیح بیان کر بکامل طور پر لحاظ کیا جائیگا - مگر اصل واقعہ کے خلاف جسطرح اوسکو پٹی پڑھائی گئی تھی اوسنے اوسی کے مطابق بیان کیا - حضرت نے اوسکی تقریر سنکر بمقتضائے نحن نحکم بالظاہ (ہم حکم کرتے ہیں ظاہر پر) فیصلہ صادر کرکے فرمایا کہ جسنے تجھکو یہ سکھایا ہے اوسکی گردن اور منہ دونوں ٹوٹ جاوینگے - خدا کی قدرت آپ کے فرمانے کے بموجب وقوع ہوئی - آپ کا کہنا پورا ہوکر رہا - اوس شخص نے کہ جسنے رشوت لی تھی اوسوقت چاہا کہ چبوترے سے جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا نیچے اوترے - یکایک اوسکا پاؤں ایسا پھسلا کہ وہ وہاں سے نیچے گرا اور اس صدمہ سے اوسکا منہ اور گردن دونوں ٹوٹے - اور وہ دستانۂ طلا جو اوسنے اوس عورت سے بطور رشوت لیا تھا باہر نکل پڑا - اوسنے شرمندہ ہوکر اوسکو سب کے سامنے اوس عورت کو واپس کر دیا اور اپنے فعل کا اقرار کرکے نادم ہوا - ہر ایک شخص نے جسنے اس واقعہ کو دیکھا تھا متحیر رہ گیا اور اسکو جانا کہ حضرت نے اپنی صفائی باطن سے معلوم کیا - آپ جیسے صاحب باطن کے سامنے جھوٹ سچ کی حقیقت چھپی نہ رہ سکی - کل معاملہ طشت از بام ہوگیا - اور آپکے فرمانے کے بموجب جھوٹے نے اپنی جھوٹ کا خمیازہ بھگت لیا اور جو فی الحقیقت ہونا تھا اور جسکی آپکے ذات سے امید تھی وہی ہوا اور صحیح صحیح انصاف عمل میں آیا - حضرت نے چندروز

تک بصورت ضرورت احکام قضا جاری رکھا - آپ کے جیسی قضائت کسی نے بھی نہین کی - آپنے نہایت قابلیت سے اس خدمت کو کر دکھایا - بعدہ آپنے خدمت ترک کردی اور کل معاملات قضا سے دست بردار ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد مین گھر بیٹھے رہے - اور بقیہ عمر اسی مین گذاری -

پانچوین نقل

نقل ہے کہ ایک روز ایک مردان غیب سے آپ کو دیکھکر تعجب کرکے کہا تھا کہ اللہ اکبر مین دیکھتا ہون کہ اس شخص کے صلب مین تا قیامت علم رکھا ہے - زہے نصیب اس شخص کے کہ اسکی اولاد سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو اپنے وقت کا ولی کامل اور رہبر حق ہوگا - تصوف - محبت اور معرفت کے رموز اس سے آشکارا ہونگے - اوسکے نورانی چہرہ کی تجلی ایسی جھلکے گی کہ وہ شمس و قمر کی روشنی کو ماند کردے گی - اور فی الواقع اسکے بعد یون ہی وقوع ہوا کہ آپ کی اولاد سے حضرت شیخ محمد الشریف القادری الملتانی پیدا ہوئے آپ دانشمند و علامہ و برگزیدہ آلہ گذرے آپ بے مثل عارف باللہ تھے آپ کے کمال کی دھوم مچ گئی - آپ کی فضیلت مانند آفتاب کی روشنی کے چمکی اور لوگون کے دلون کو معرفت کے نور سے منور اور ممتاز کردی - آپ لوگون کی مرادین پوری کرانے کا وسیلہ ہوئے - آپنے فقر و غنا کا بازار گرم کیا - عشق حقیقی کا پایہ مضبوط کیا - علم معرفت کے اوستاد کامل ہوئے اور خلق خدا

کے روحانی معالج تھے۔ آپ سے ریاضت کے باتوں میں بہار آ گئی۔ مختصر یہ کہ آپ اپنے وقت کے صوفی صافی اور مست الست بزرگ صاحب کمال عارف اور فاضل بے نظیر گذرے۔

ذکر اخلاق و اوصاف حضرت شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہٗ

آپ اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔ آپ بڑے صاحب ریاضت و عبادت اور اپنے وقت کے شبلی و جنید تھے۔ آپ پارسائی اور اطاعت و عبادت الٰہی میں اپنی مثیل نہ رکھتے تھے۔ آپ کے ولی کامل ہونے میں کوئی شک نہ تھا۔ سب آپ کو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے صاحب کمال بزرگ سمجھتے۔ اور آپ کے علم و فضل کو سب مانتے تھے۔ اس وقت علم و فضل میں آپکا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ علامہ روزگار اور عمدۃ الفقہائے ابرار تھے۔ چھوٹے بڑے آپ کی بیحد تعظیم و تکریم کیا کرتے اور بہت وقعت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے عوام میں آپ اولا العظم بزرگ مشہور ہونے کے علاوہ دربار شاہی میں سربرآوردہ رکن تسلیم کئے جاتے تھے۔ آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ ہمیشہ غریبوں پر رحم کیا کرتے تھے۔ انسانی ہمدردی آپ میں بیحد تھی اکثر مظلوموں کی امداد میں حتی الامکان کوشش کرتے تھے۔ آپ نے بہت سے غریبوں کو مالامال کر دیا۔ بادشاہ سے کہہ کے کئی لوگوں کی نوکری مقرر کرا دی۔ اکثر لوگوں کی

سفارش کرکے انکو روزگار سے لگا دیا۔ ملک کے سب چھوٹے بڑے آپ کے فیض سے خالی نہ تھے اور ہمیشہ سب آپ کے حق میں دست بدعا رہتے تھے۔ ہر شخص اُنکی تعریف کرتا تھا آپ احکام شرع کے نہایت پابند تھے اور اکثر اوقات مسئلہ وحدت وجودی کے متعلق وہ اسرار و رموز و نکات بیان کرتے تھے کہ جنکو سنکر بڑے بڑے فاضل حیران رہتے تھے۔ بادشاہ اور تمام امراء آپ کی خاکِ پا کو سرمہ چشم تصور کرتے تھے۔ آپ نماز روزہ کے بھی سخت پابند تھے۔ ایک وقت کی نماز تو کجا آپ نے کبھی تہجد اور اشراق تک قضا نہیں ہونے دی تھی۔ اور ہر وقت درود و وظائف میں مشغول رہا کرتے تھے۔

وفات حضرت شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہٗ

حضرت والا منقبت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہٗ کے مناقب بے شمار ہیں۔ آپ کی زندگی کے مکمل اور مفصل واقعات لکھنے کو یقیناً ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہوگی۔ اس چھوٹی سی کتاب میں اسقدر گنجائش نہیں کہ سب تحریر کئے جائیں۔ اس لئے اس سے درگذر کیا جاتا ہے۔ علاوہ اسکے اگر عبارت کو اب کسیقدر طول بھی دیا جائے تو ناظرین کے ملال کا موجب ضرور ہوگا۔ لہٰذا ہم اسکو اسی پر اکتفا کرتے ہیں بطور تبرک جو ضروری تھا لکھ دیا۔ اہل بصیرت کو آگاہی حاصل کرنے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے۔ آخر حضرت قدس اللہ سرہ کے لئے بھی وہ دن آگیا جو سب کے لئے مقرر ہے اور جسکے لئے ہر ایک متنفس کو اس دنیا میں ہر وقت منتظر رہنا چاہئے۔ آخر اس دن آپکو اپنے معتقدوں اور یاران ہمجلیس سے ہمیشہ کے لئے جدا ہونا پڑا۔ آپ کی مجلس

بے رونق ہوگئی۔ تصوف و عرفان کے عالم کی کشتی ڈگمگانے لگی۔ ریاضت کے آسمان پر گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ روحانی روشنی بخشنے والا چاند بدل مین چھپنے لگا۔ دل کی سیاہی کو منور کرنے والا آفتاب غبار آلود ہوگیا۔ فیض بخشنے والا چراغ ٹمٹمانے لگا۔ راہ ظلمات کی راہ نمائی کرنے والا ستارہ جھلملانے لگا۔ خلق خدا و شیداوی مخلصون کی بیماریون مین مبتلا رہ گئی ان پر حیرانی آگئی۔ سایۂ فیض اٹھ گیا۔ نسیم روح افزا نے اپنا رخ پھیر لیا۔ ایک جید و فاضل ہستی لوگون کی نظر سے غائب ہوگیا۔ مختصر یہ کہ آپکا جام عمر لبریز ہوگیا اور رحمت حقیقی سے آپ کے وصال کا وقت قریب آپہنچا۔ غرض بتاریخ ۴ ماہ جمادی الثانی سنہ ۸۶۵ ہجری نبوی میں آپنے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کیطرف رحلت فرمائی اور حق کی جوار رحمت مین پیوستہ ہوگئے۔ آپکے کل محبون نے تجہیز و تکفین کی اور نماز جنازہ مین بڑے بڑے لوگ شریک ہوئے۔ مسجد کے متصل جنوب کی طرف آپکو دفن کیا اور مزار مقدس بنایا گیا اب آپکا مزار شریف وہین موجود ہے۔ انتقال کیوقت آپ بہت بوڑھے ہوگئے تھے۔ اس مین شک نہین کہ آپنے اپنی عمر طبعی کو پہونچکر دار فانی سے انتقال فرمایا۔ مگر جس زمانہ تک آپ اس صفحہ ناپائیدار پر قائم رہے آپ کے سالہائے عمر شریف مشخص نہ ہوئے۔ کئی ایک کتابون مین آپکی کیفیت مندرج ہے مگر اونمین ہمین آپکی عمر شریف کے سالون کا تعین نہین پایا گیا ہے۔ غرض آپنے سنہ ۸۶۵ ہجری مین انتقال کیا۔ گو آپ کا جسم مبارک تہہ خاک دفن ہوا مگر آپکی شفقت اور آپکے بزرگ و مقدس اولاد کی شہرت اور آپکے اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ اب تک لوگون کے ورد زبان ہین اور جسطرح آپکی عظمت و بزرگی و خدا پرستی و انسانی ہمدردی آپکی زندگی مین مشہور تھین اسیطرح وہ سب باتین اب تک

یادگار چلی آتی ہین۔ اور جب تک دنیا قائم ہے آپکا نام صفحہ ہستی پر برقرار رہیگا اور آپکے اوصاف و اخلاق مانند ماہتاب و آفتاب کے تابان اور درخشان رہینگے۔

حضرت شیخ احمد علیہ الرحمہ

حضرت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم صاحب ملتانی کے دو فرزند تھے۔ ایک حضرت شیخ احمد اور دوسرے ہمارے حضرت قطب الآفاق بالاتفاق ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس اللہ سرہ۔ حضرت شیخ احمد صاحب حضرت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم صاحب کے بڑے فرزند تھے۔ قاضی پرگنہ شیخپور نے (جسکا حال حضرت شیخ ابراہیم صاحب کے بیان مین لکھا جا چکا ہے) اپنی لڑکی آپکے ساتھ بیاہی تھی۔ یہ قاضی صاحب کا مکان اوس زمانہ مین موضع کنجرلہ مین واقع تھا۔ شادی کے بعد حضرت شیخ احمد بھی وہین جا رہے۔ قاضی صاحب مذکور کے انتقال کے بعد چند مدت تک آپنے خدمت قضائت انجام دی۔ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت شیخ محمد الشریف القادری سے بیعت حاصل کی آپکی صحبت مین چند دن رہکر بہت کچھ فیض اوٹھایا۔ اور صاحب کشف و کرامات ہوئے۔ آپکا اور قاضی مذکور کا مزار موضع کنجرلہ ہی مین واقع ہے۔ اور وہان آپکی کرامتین جاری ہین۔

حضرت شیخ فتح اللہ صاحب

آپ حضرت شیخ احمد صاحب کے ایک ہی فرزند تھے۔ آپنے اپنے عم مکرم و معظم حضرت بزرگوار جناب المبر المجتبیٰ الابرار شیخ محمد ملتانی کی خدمت مین رہکر تعلیم و تربیت پائی اور ولایت کو پہونچکر مرتبہ کمال

آپکا کچھہ حال اوپر بہی لکہا جا چکا ہے - آپکا روضہ مبارک آپکے والد قبلہ کے مزار مقدس کے متصل موضع کنجر لہ بزرگ پرگنہ پٹی جردہی مین واقع ہے آپکے ایک صاحبزادے تھے جنکا نام شیخ احمد تہا - اونکے کوئی لڑکا بالا نہ ہوا - مگر ایک صاحبزادی تہین جنکا نام بی بی بدر طیبہ تہا یہ بی بی صاحبہ ایک لڑکا چھوڑ کر نقل کر گئین - آگے چلکر ان سے فرزندون کا ہونا ثابت ہے

حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس اللہ سرہ کے چند تاریخی حالات

حضرت قطب الآفاق بالاتفاق ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس اللہ سرہ شہر بیدر مین تولد ہوے - اور آپنے یہین رہکر نشو و نما پائی آپکے والد نے جس وقت سے زندگی بسر کی تہی آپنے بہی وہان اوسی عزت و جاہ سے سکونت رکہی آپنے اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد جو کچھہ تعلقات روزگار آپکے ساتہہ وابستہ تھے ترک فرمایا اور کل دنیاوی امور سے درگذر کر آپنے گوشہ نشینی اختیار کی - اور سجادہ مشیخت پر قدم رکہکر طالبون کے ارشاد اور عالمون کی ہدایت مین استقامت تمام رکہی - آپکی کرامات مین مشہور اور علم و فضیلت مین شہرہ آفاق ہوئے - آپ نماز و روزہ و احکام شرع شریعت کے بہت پابند تھے - ہمیشہ آپ اپنے حجرہ مین یاد خدا مین مشغول رہتے تھے - اور پرہیزگاری و پارسائی اور طاعت و عبادت الہی مین آپنے اپنی تمام عمر گذاردی - آپ اپنے وقت کے قطب و مشایخ اولالعظم گذرے -

نسب نامہ حضرت شیخ محمد ملتانی صاحب علیہ الرحمہ

حضرت شیخ محمد ملتانی بن شیخ ابراہیم بن حضرت شیخ فتح اللہ ملتانی بن شیخ ابی بکر بن شیخ فخر الدین بن بدر الدین بن آبیلار فخر الدین بن آبیلار بدر الدین بن آبیلار شاہ بینا بن امیر شاہ غوری بن سلطان شیخ شہاب الدین غوری غزنوی دہلوی۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان شہاب الدین کا نسب ضحاک تازی تک پہونچتا ہے۔ تاریخ خانجہانی میں یہ لکھا ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری بن سام بن کمال الدین بن محمود بن جلال الدین حسین بن حسن بن سلطان بہرام بادشاہ غورستان۔ مورخ تاریخ خانجہانی نے تاریخ خراسان میں سلاطین غور کا سلسلہ نسب اسطرح لکھا ہے:۔ سلطان بہرام بن جلال الدین حسین بن سلطان معز الدین بن سلطان بہرام بن سلطان فریدون بن سلطان بہمن بن سلطان اقبال بن طغرل بزرگ بن ارسلان بن جمشید تگین بن بہمن بن افراسیاب بن طہماسپ بن فریدون بن خورشید بن اسفندیار بن طغرل تگین بن سہراب بن مہنال بن تور بن سکندر بن گرتاسپ بن خسرو شندر بن کاوس بن ایرج بن زمراب بن کایساب بن طوس بن گودرز بن فرامان بن رستم بن سلامان بن شید بن فیروز بن ہرمز بن قباد بن بہرام بن گشتاسپ بن تیرج بن فریز بن تنین بن آذرشت بن ارسلان۔ بن بہمن بن ارجاسپ بن جم آثار بن سامان بن ضحاک ماران بن کہیمان۔ ابوالقاسم فردوسی نے شاہنامہ میں اسکی نسب یوں لکھی ہے:۔ کہیمان بن مرداس بن ارم بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام۔

وفات حضرت شیخ محمد شاہ ملتانی صاحب قدس اللہ سرہ اقدس تاریخ رحلت

صبح کیا ہوئی کہ کسی کے ماتم میں سحر نے اپنا گریبان چاک کیا۔ آفتاب کیا نکلا کہ اوس نے اشک خون برسانا لگا۔ شام کیا ہوئی کہ آفتاب نے کسی کے سوگ میں روپوش ہو گیا۔ رات کیا آگئی کہ اوس نے کسی دنیا سے رخصت ہونے والے کے غم میں سیاہ ماتمی لباس پہن لیا۔ چاند کیا نکلا کہ اوس نے بھی غم سے داغ رنج والم چھپا نہ سکا۔ آسمان ستاروں کی چمک کہہ رہی ہے کہ وہ اب ہمیشہ کے لئے کسی کے مزار مقدس پر چراغ بسیرا کرنے والے پرند بھی بین کر کے رو کر واویلا کر رہے ہیں۔ کہسار اور سبزہ زار پر شبنم آنسو بہا رہی ہے۔ غنچہ ہائے شگفتہ کی بہار کو اپنی آنسوؤں سے آلودہ و اندوہگین بنا رہی ہے۔ ادہر نسیم بھی پھولوں کو خوشبو کی چادر لیکر کسی کے مزار پاک پر چڑھانے کو تیار ہے باد صرصر بھی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہے۔ آہ آخر وہ حسرت فراق بھی آگیا کہ اُس قطب الجلیل کو اپنے تمام یاران ہمدم و خلفائے محترم کو چھوڑ جانا پڑا۔ شراب معرفت کے پیالے اوندہے ہو گئے۔ وجد و طرب رقص و سرود کی محفلیں بے رونق ہو گئیں قطبیت اور محبوبیت کے عالم کا جہاز طوفان میں آگیا۔ قوالوں کی مجلسیں پھیکی ہو گئیں لوگوں کی مرادیں پوری کرانے کا وسیلہ دنیا سے اُٹھ گیا۔ عشق حقیقی کا نردبان ٹوٹ گیا۔ علم معرفت کا عالم دنیا سے چل بسا۔ القصہ جب حضرت شیخ محمد شریف قادری ملتانی کا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا اور آپ کے معبود حقیقی و پروردگار جل و علیٰ کی یاد آپ کو بے قرار کرنے لگی تو آپ نے ملک بقا کے سفر کی تیاری شروع کی۔ چنانچہ تہتر سال کی عمر میں شب کے عید فطر کے روز ۹۳۵ھ میں آپ نے اس جہان فانی سے تشریف [illegible] دائمی کی طرف رحلت فرمائی جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے

[illegible] شد قبلہ گہ غفران ⁂ آپ کے دوستوں۔ مریدوں۔ معتقدوں

اور خلیفوں نے و متعلقین کئی سال تک آپ کی وفات حسرت آیات کا ماتم کیا چنانچہ اسکا بیان آپ کے کرامات کے بیان مین کسیقدر مفصل لکھا جا چکا ہے - آپکی جو تاریخ رحلت بزرگون نے نکالی ہے وہ یہہ ہے -

قطعہ تاریخ وفات

بعلم معرفت در اہل عرفان ۔ بجستم سال تاریخ وفاتش ۔ محمد شاہ ملتانی ست کامل ۔ ندا آمد بمولی گشت واصل

بعضون نے آپ کے نقل مکان کی تاریخ دوم ماہ شوال سنہ ۹۳۵ھ لکھی ہے - شاید کہ وہ مہینہ مشتبہ واقع ہوا ہوگا - اسلئے انہون نے تاریخ دوسری ماہ شوال سنہ ۹۳۵ھ قرار دی مگر بتحقیق طور پر معلوم ہوا ہے کہ آپکا وصال باری تعالی سے پہلی تاریخ ماہ شوال سنہ ۹۳۵ھ یکشنبہ عید کے دن ہوا - آپ اپنے والد کے مقبرہ شریف کے تحت مین دفن کئے گئے

روضۂ حضرت ملتانی صاحب اور اوسکے متعلق چند تاریخی حالات

حضرت ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس اللہ سرہ کا روضہ متبرکہ شہر بیدر مین واقع ہے - اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے روضہ منورہ کے سابقہ اور موجودہ حال سے (جو بڑی مشکل اور محنت سے بہم پہونچایا گیا ہے) ناظرین کو آگاہ کیا جاوے - کہتے ہین کہ سابق مین آپکی تربت مبارک پر ایک بڑا گنبد تعمیر کیا گیا تہا - وہ گنبد علی برید شاہ کے عہد سلطنت مین حصار قلعہ بنانے کیوقت توڑا گیا۔ شیخ شہر اللہ آپ کے مرید تہے اوسوقت موضع بلگاؤن مین تھے - یہہ خبر وحشت اثر سنکر آپ بہت روئے اور بیحد مضطرب و حیران ہوئے - آپ ایکروز شام کے وقت صحرا و کوہ و ہامون مین تشریف لیے جاتے تھے کہ ناگاہ آپ نے یہ آواز غیب سے

سنی۔ گنبد کے ٹوٹنے سے تو کیوں مغموم ہے۔ یہ ہماری مصلحت تھی کہ گنبد ٹوٹا اس سے ہماری اور ہمارے دوست کے درمیان کا پردہ اٹھ گیا۔ تیری بیقراری عبث ہے" شیخ شہر اللہ علیہ الرحمہ بیان کرتے تھے کہ وہ آواز حضرت مرشد کی تھی۔ اس سے آپ کی تسکین خاطر ہوئی اور اضطراب رفع ہوا اور خوش ہوگئے ایک مدت مدید اور عہد بعید تک آپکی تربت مبارک میدان میں کھلی ہی رہی۔ عرصہ حال میں یعنے اس واقعہ کے بہت دنوں کے بعد میر کلان خان قلعہ دار نے اپنی قلعہ داری کے زمانہ میں مزار مقدس کے گرد ایک چوکھنڈی تعمیر کرائی اور صحن کے اطراف حصار کیطرح پر ایک دیوار بنوائی۔ علاوہ اسکے ایک باولی عمیق کھدائی۔ جسکی تین سو ساٹھ سیڑھیاں ہیں۔ یہہ چیزیں اب قائم ہیں۔ آپ کے مزار مبارک پر جو چوکھنڈی موجود ہے۔ وہ اسیوقت کی بنائی ہوئی ہے۔ میر کلان خانصاحب مذکور کو آپ سے زیادہ عقیدت تھی۔ اور اپنی وصیت کے بموجب حضرت کے زیر سایہ ہی میں وہ دفن کئے گئے۔ اب اونکا مزار حضرت کے روضہ مبارک کے قریب وجوار میں موجود ہے۔ متذکرہ بالا تعمیروں کے کچھہ روز بعد میدک والے مشائخ پیر پادشاہ صاحب نے جو آپکی اولاد سے تھے ایک کماندار عالیشان دروازہ بنوایا۔ شاید اوسوقت آپکی مقدرت نے کفایت نہ کی ورنہ دروازہ یوں ناقص اور ادہورا نہ رہ جاتا۔ خیر جیسا کچھہ آپ نے بنوایا وہ اسوقت آپ کی یادگار تصور کیا جاتا ہے۔ ۱۳۱۲ھ میں جبکہ نائب خان جہان خان بہادر قلعہ دار نے ارادہ کیا تہا کہ درگاہ مبارک کے مقابل کے مکانات ترشوا کر ایک دروازہ عالیشان ٹہیک شارع عام پر بنوائے

اور علاوہ اسکے انہون نے یہ بھی چاہا تھا کہ درگاہ مبارک کے سامنے ایک حوض اور اوسکا بڑا دروازہ کے مقابل جو مسجد کے مشائخ صاحب نے بنوایا تھا ایک نقار خانہ تعمیر کرائے مگر سب کام یون ہی رہ گئے - ایک نے بھی عملی صورت اختیار نہ کی - اور جب نواب یکتاز جنگ بہادر کا عمل آیا تو امید تھی کہ وہ سب یکے بعد دیگرے انصرام کو پہنچینگے مگر سب ناتمام ہی رہے - سنہ ۱۲ھ مین خانجہان خان مذکور نے حیدرآباد سے روپیے بھیجکر مسجد کا پایہ نئے سرے سے ڈلوایا - تعمیر شروع کرائی اور پختہ بنوانا چاہا مگر اونسے یہ کام انصرام کو نہ پہونچ سکا - ناتمام ہی رہا جاتا تھا کہ سنہ ۱۲ھ مین غلام مرتضی خان عامل نے پھر سے کام شروع کرایا - اسی عرصہ مین اوسکا عاملی سے تغیر ہو گیا - آخر ہمت نہ ہار کر اونسے چند ماہ کے بعد کچھ روپیے اور بھیجکر اوس کام کو اختتام کو پہونچایا کہتے ہین کہ یہ مسجد حضرت قدس اللہ سرہ کے زمانہ مین گھاس کی تھی - بعدہ چونہ کی بنی - آخر وہی تڑوا کر جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے پختہ لداؤ کی تعمیر کرائی گئی - یہی مبارک مسجد ہے جسمین حضرت ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے - اسی کے بازو مین ایک حجرہ تھا جسمین آپ ہمیشہ معتکف رہتے تھے - اوسکے متصل کی باؤلی بھی اوسی وقت کی ہے اور اس باؤلی کے بازو جو ایک پتھر پڑا ہوا ہے یہ وہی ہے جسپر حضرت وضو کیا کرتے تھے اور سنا ہے کہ وہ پتھر اسوقت تک وہین موجود ہے -

حضرت شیخ محمد الشریف القادری الملتانی کے اولاد و خدام

حضرت ابی الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد قادری الملتانی کے پانچ فرزند تھے - پہلے فرزند حضرت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بمخدوم جی - دوسرے فرزند حضرت

شیخ اسمٰعیل - تیسرے فرزند حضرت شیخ اسحٰق - چوتھے فرزند حضرت شیخ بندالدین اور
پانچویں فرزند آپ کے حضرت شیخ فخرالدین قدس سرہما العزیز تھے - حضرت موخرالذکر
(جنکا بیان اوپر ہوچکا ہے) ایام صغر سنی ہی میں نقل کر گئے - اور اُن چار بزرگواروں سے
اس قدوۃ الابرار کے اولاد کا نام سلسلہ وار قایم و برقرار چلا آتا ہے - اب ہر چہار حضرات
کا اسباب ذکر علیحدہ چار فصلوں میں بیان کیا جاتا ہے - مگر اس بیان سے قبل ناظرین
کو یہ بھی بتانا ضرور ہے کہ آنحضرت کی دختریں بھی چار ہی تھیں - ان میں سے ہر دو
لڑکیں بی بی مریم اور بی بی عایشہ رح اس حضرت عالی صفات کی حیات ہی میں لاولد
نقل کر گئیں اور تیسری صاحبزادی جنکا نام بواجی تھا محمدؒ سید سے بیاہی گئی تھیں - ایک لڑکی
جنکو مع اوس لڑکی کے خود بھی یعنے مادر و دختر ہر دو نقل کر گئیں - یہ بی بی صاحبہ کے
کوئی لڑکا بالا نہ تھا - لہذا سلسلہ بھی اُن سے باقی نہ رہا - حضرت کی چوتھی صاحبزادی کا
اسم بابی بی الہ دینی تھیں - حضرت نے ان صاحبزادی صاحبہ کو بی بی ستا امیر
صاحبہ کے واسطے سے سید محمود بن سید محمدؒ بن بندگی مخدوم سید محمد گیسو دراز قدس الله
سرہ کے ساتھ بیاہا تھا - ان کی اولاد سے ایک لڑکا اسمہ سید بڑے زندہ رہا - جسکو
لڑکے ہوئے - انمیں سے دو تو لاولد نقل کر گئے - ایک لڑکا جسکا نام سید عنایت الله
تھا - اسکو دو دختر ہوئیں - انمیں سے ایک دختر کی اولاد ثابت رہی - اور سید بڑے
مذکور کو بھی ایک لڑکی تھی - اس لڑکی سے بھی اولاد کا ہونا ثابت ہے - لیکن سید
صاحب کو فرزندوں کی جانب سے محرومی ہی رہی - کوئی اولاد نرینہ قائم نہ رہی جس سے
سلسلہ جاری رہتا -

پہلی فصل

حضرت بندگی مخدوم جی قدس الله سرہ کے اولاد و احفاد

حضرت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قادری قدس اللہ سرہٗ حضرت قطبی جا بندگی شیخ محمد قادری قدس سرہٗ کے اولاد اول و پسر اکبر تھے - آپکی شادی شیخ سراج جنیدی کی اولاد سے کسی دختر سے شہر گلبرگہ میں ہوئی تھی - اسکا کچھ حال اوپر بھی مندرج ہے آپکا سن شریف نوّد (۹۰) سال سے گذر چکا تھا - آپ اپنے والد بزرگوار سے فیض حاصل کر کے کمال کو پہونچ چکے تھے - علم تصوف میں آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کی تھیں جواب تک آپ کی یادگار چلی آتی ہیں - آپ بہت بوڑھے ہو کر عمر طبعی کو پہونچ چکے تھے - آپ نے بتاریخ ۱۲ - ماہ شوال المکرم سنہ [illegible]ھ میں اس جہان فانی سے سرائے جاودانی کی طرف رحلت فرمائی - آپ کی درگاہ شہر بیدر کے قریب قصبہ حیدری میں واقع ہے حضرت کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں - آپ کے پہلے فرزند شیخ رفیع اللہ - دوسرے فرزند شیخ حسین - تیسرے فرزند شیخ مظفر اور چوتھے شیخ لطف اللہ تھے - مؤخر الذکر چھوٹے صاحبزادے حیات والد ہی میں اس جہان سے لاولد گذر گئے - حضرت کے دو خلیفے معظم و مکرم تھے - ایک سید اسمٰعیل ملقب بہ جنگلی باگ دوسرے خلیفہ شاہ منتخب قادری ساکن دھول جا واقع ہندوستان تھے - آپ قوم شیخ سے تھے اور صدیقی کہلاتے تھے - حضرت مخدوم جی قدس اللہ سرہٗ کے تیسرے فرزند شیخ مظفر کو دو فرزند تھے - ایک شاہ میاں اور دوسرے شاہ حیدر - شاہ میاں صاحب کو ایک صاحبزادہ تھا - آپ کا نام شاہ ولی اللہ تھا آپ لاولد حق کی جوار رحمت میں پیوست ہو گئے - پس آپکی نسل منقطع ہو گئی - شاہ حیدر صاحب کو تین لڑکے تھے - تینوں اپنے پدر بزرگوار کے سامنے صغر سنی ہی میں نونہالی کیسے انہیں داغ مفارقت دے گئے - ان کے بعد پھر آپکے

کوئی لڑکا نہ ہوا اور آیندہ کے لیے سلسلہ قائم نہ رہا۔ دوسرے بیٹے شیخ حسین صاحب اپنے والد بزرگوار حضرت بندگی مخدوم جی قدس سرہ کی حیات ہی مین دو پسر شیخ محمد اور شیخ احمد چھوڑ کر نقل کر گئے۔ ان دو صاحبزادون مین شیخ احمد لاولد فوت ہوئے۔ اور شیخ محمد اپنے جد بزرگوار کی حضور مین رہا کرتے تھے۔ آنحضرت نے از روئے شفقت اپنے روضہ متبرکہ کی متولی گری آپکو عنایت فرمائی تھی۔ آپ سے فرزندونکا ہونا ثابت ہے۔

شیخ رفیع اللہ صاحب حضرت مخدوم جی قدس اللہ سرہ کے اولاد اول کے پسر بزرگ تھے حضرت موصوف نے خاص آپ ہی کو اپنی سجادہ گری تفویض کی تھی۔ آپکے ایک صاحبزادے تھے جنکا نام شیخ علی تھا۔ آپ نے اونکو اپنی جگہہ مین نصب کر کے اس جہان سے خلد برین کیطرف رحلت فرمائی۔ شیخ علی صاحب سے فرزندون کا ہونا ثابت ہے۔ آپکی نسل تا موجودہ تک باقی ہے اور یہ سلسلہ نسل جاری ہے۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حضرت شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قادری قدس اللہ سرہ کے تین دختر تھین۔ آپ نے بڑی دختر اپنے بھتیجے سید بڑے صاحب کو دی تھی۔ جنکا ذکر اوپر لکھا جا چکا ہے۔ آپکی نسل سے کوئی لڑکا زندہ نہ رہا جس سے سلسلہ نسل قائم رہتا۔ آپ کی دوسری دختر بی بی فاطمہ تھین۔ آپکو ایک لڑکا شیخ اسمٰعیل پیدا ہوا تھا۔ وہ لاولد انتقال کر گیا۔ اوس سے کوئی اولاد نرینہ قائم نہ رہی۔ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ کی تیسری صاحبزادی اسمہا ننھی بی بی تھین جنکو آپ نے شیخ بہاؤالدین صاحب سے بیاہا تھا۔ ان کے تین لڑکے ہوئے ۱۔ شاہ میان۔ ۲۔ شیخ امان اللہ۔ اور ۳۔ شیخ محمود۔ ان تینون صاحبزادون سے فرزندون کا ہونا ثابت ہے۔ کثرہم اللہ تعالیٰ فی قوام الشرع الشریف (زیادہ کرے اونکو اللہ تعالیٰ شرع شریف کے قائم کرنے مین)

دوسری فصل

حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسمعیل قدس اللہ سرہ اور انکے اولاد و خلفاء

حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسمعیل قدس اللہ سرہ۔ حضرت بندگی مخدوم شیخ شریف القادری الملتانی قدس سرہ کے دوسرے فرزند تھے۔ آپکے اوصاف سنکر عماد شاہ جو ملک برار کا صاحب جاہ و حشمت بادشاہ تھا آپکو اپنے پاس بلا لیا تھا۔ اوسنے قصبہ پتھری مین آپکو بہت کچھ انعام واکرام عطا فرمایا۔ آپ کے ساتھ اوسکو نہایت عقیدت تھی۔ آپ زیادہ تر قصبہ پتھری ہی مین رہا کرتے تھے۔ آپ کے متعلق یہ بات تحقیق نہ ہوئی کہ آپکی عمر شریف کتنی تھی مگر یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ ادھیڑ پنے کو پہونچ چکے تھے۔ آپ نے بتاریخ ۱۳۔ ماہ رمضان المبارک اس دار فنا سے خلد برین کی طرف رحلت فرمائی۔ آپکا روضۂ مبارک قصبہ پتھری مین واقع ہے اور سلسلہ کرامت جاری ہے۔ آپ کے پانچ فرزند تھے جنکے نام حسب ذیل ہین:۔

۱۔ شیخ عبداللہ ۲۔ شیخ یوسف ۳۔ شیخ فتح اللہ ۴۔ شیخ سلیمان اور
۵۔ شیخ میران جی انمین سے چوتھے فرزند شیخ سلیمان لاولد نقل کر گئے۔ تیسرے فرزند جناب شیخ فتح اللہ صاحب کا سلسلۂ اولاد جاری ہے۔ دوسرے فرزند شیخ یوسف صاحب کو تین دخترین تھین۔ اُن سے لڑکوں کا ہونا پایا جاتا ہے۔ پانچوین فرزند شیخ میران جی صاحب صرف ایک لڑکا اسمہٗ شیخ عبدالقادر چھوڑ کر نقل کر گئے۔ اس صاحبزادے سے سلسلۂ اولاد جاری رہی۔ اور حضرت کے فرزند شیخ عبداللہ صاحبزادون سے بڑے تھے۔ ان ہی کو حضرت نے اپنا سجادہ

نشین کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت کے انتقال کے بعد کل امور مشیخت کو نہایت خوش اسلوبی سے کر دکھایا اور سلسلہ جاری رکھا۔ انکے پانچ لڑکے تھے جنکے نام یہ ہیں۔ ۱۔ شاہ عالم۔ ۲۔ شیخ محسن ۳۔ شیخ اسمٰعیل۔ ۴۔ مخدوم جی اور ۵۔ شیخ علی۔ علاوہ ان صاحبزادوں کے آپ کے چار لڑکیاں بھی تھیں۔ ان چاروں لڑکیوں سے ہر ایک کو لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں۔ ان سے سلسلہ اولاد جاری ہے کثرھم اللہ تعالی فی قوام الاحکام الشرع الشریف (زاید کرے اونکو اللہ تعالی احکام شرع شریف کے قایم کرنے میں)۔

تیسری فصل

حضرت قطب الآفاق بالاتفاق بندگی مخدوم شیخ اسحٰق قدس اللہ سرہٗ کی اولاد و احفاد

ذوالاشواق حضرت شیخ اسحٰق قدس اللہ سرہٗ حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے تیسرے فرزند تھے۔ یہ قیاساً کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے انتقال کے وقت غایت درجہ پچاس سال تھے۔ لیکن آپ کی عمر شریف مشخص و محقق نہ ہوئی جس سے تعین سنین عمر شریف ہو سکتا۔ آپ اپنے تمام برادروں سے پہلے اس جہان ناپائیدار سے طرف دار البقا کے رحلت کر گئے تھے۔ ایک طرح آپ کی وصال کی تاریخ ۵ شوال المکرم بیان کی جاتی ہے۔ آپ اپنے والد بزرگوار مخزن الاسرار و مفخر الابرار کے گنبد کے پہلو میں بجانب مشرق دفن کئے گئے۔ اسوقت آپکا روضہ متبرکہ میں واقع ہے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے جنکے

اسمائے گرامی یہ ہیں:- (۱) شیخ جلال (۲) شیخ جمال (۳) شیخ شمس الدین اور (۴) شیخ عیسیٰ اور صاحب زادیاں بھی آپ کی چار ہی تھیں۔ مگر ان کی اولادیں جلد جلد انتقال کرتی گئیں انسے صرف چند لڑکونکا رہنا ثابت ہے۔ آپکے فرزندوں میں سے شیخ جلال لاولد فوت ہوئے۔ اور شیخ شمس الدین صاحب کو دو فرزند تھے۔ انمیں سے ایک فرزند لاولد نقل کر گیا اور دوسرے کا پتہ نہ لگا کہ کہاں غائب ہو گیا۔ غرض شیخ شمس الدین صاحب کے لڑکے نہ رہے مگر آپکو چند لڑکیاں تھیں انسے لڑکونکا ہونا اور سلسلہ قائم رہتا پایا جاتا ہے۔ شیخ عیسیٰ صاحب کے صرف ایک ہی فرزند تھے۔ جنسے سلسلۂ اولاد اپنی جگہہ قائم چلا آتا ہے۔ اور شیخ جلال جو حضرت شیخ اسحٰق کے بڑے فرزند تھے۔ آپ کو حضرت نے اپنا سجادہ نشین کیا تھا۔ پس آپ اپنے والد کی جگہہ بیٹھکر امور مشیخت بجالایا کرتے تھے۔ آپ کے چار فرزند ارجمند تھے جنکے نام نامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) شیخ اسحٰق (۲) شیخ عبد المحمود (۳) شیخ حسینؒ (۴) شیخ حسن۔ شیخ حسین لاولد نقل کر گئے اور شیخ حسن نے دو لڑکیاں چھوڑکر رحلت فرمائی اور اب ان دونوں لڑکیوں کی اولاد کا سلسلہ جاری ہے کثرھم اللہ تعالیٰ۔

چوتھی فصل

حضرت قطب العالمین بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ کے اولاد و احفاد

آپ حضرت بندگی مخدوم قطبی ابو الفتح شمس الدین بن شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے چھوٹے لخت جگر نور بصر فرزند سعادتمند تھے۔ آپ نے کامل چھیانوے (۹۶) سال کی عمر کو پہونچکر

بتاریخ ۲۳ - ماہ ذیقعدہ ۹۶۰ھ میں اس عالم سے خلد بریں کو رحلت فرمائی - اس قدوۃ الابرار کا روضۂ منورہ قلعہ کے حصار کے باہر اپنے بہائی سنڈگی مخدوم جی قدس سرہ کے روضۂ مبارک کے نزدیک ہے - دونوں حضرات کے روضے باہم واقع ہیں - آپ کے چار فرزند ارجمند تھے جنکے نام حسب ذیل ہیں :- (۱) شیخ محمد (۲) شیخ احمد (۳) شیخ ابراہیم اور (۴) شیخ علی - اور دختریں بھی انکی چار ہی تہیں - ان میں سے ایک صاحبزادی عالم صغر سنی ہی میں نقل کر گئیں - اور تین صاحبزادیوں کے نام جو بیاہی گئیں اور جنسے اولاد و احفاد کا ہونا ثابت ہے یہ ہیں :- (۲) عزیزہ فاطمہ (۳) بی بی اللہ دینی (۴) بواجی - عزیزہ فاطمہ صاحبہ جو سید محمد ابن سید حنیف قدس اللہ سرہ سے بیاہی گئی تہیں لاولد انتقال کر گئیں - بی بی اللہ دینی صاحبہ سے جو شیخ امان اللہ ابن شیخ بہاء الدین سے بیاہی گئی تہیں سلسلۂ اولاد جاری ہے - اور بواجی صاحبہ سے بہی اولاد جاری ہے جو شاہ عالم بن شاہ عبد اللہ سے بیاہی گئی تہیں - آپ کے صاحبزادوں میں سے شیخ ابراہیم کو دو لڑکے تھے - یہ دونوں لڑکے لاولد انتقال کر گئے - ان سے کوئی نسل قائم نہ رہی - شیخ علی کو دو لڑکے اور دو لڑکیاں تہیں - ان دو لڑکیوں میں سے ایک لڑکی نے ایک لڑکی چھوڑ کر رحلت کی - اور دوسری لڑکی جسکا نام کمال بی بی تہا اس فقیر مولف کے فرزند ابو القاسم ضیاء الدین محمد سے بیاہی گئی - ان سے فرزندوں کا سلسلہ جاری ہے - شیخ احمد اور شیخ عبد الستار کے لڑکے صرف دو فرزند ان رکہتے تہے - اور شیخ محمد جو اس قطب الاوتاد کے اکبر اولاد تہے - اپنے پدر بزرگوار کی جگہہ بیٹھکر امور مشیخت تمامہ انجام دیتے رہے - آپکا سن شریف انتقال تک اکہتر (۷۱) سال کو پہونچا تہا - آپ ۸۸۹ھ میں متولد ہوئے چنانچہ تاریخ تولد سید محمود نے حسب ذیل نکالی ہے

قطعہ تاریخ ولادت ⁂

فرزند نیک اختر کالبدر فی الدجا * مرشیخ بدر الدین را موہوب از خدا
تاریخ زادنش را از دل سوال کردم * گفتا کہ روز محشر در رحمت الجبا

سنہ ۱۲۰۲ھ مین بتاریخ ۲۷ - ماہ شوال المکرم آپ نے اس جہان سے رحلت فرمائی - آپکا انتقال شہر بیجاپور مین واقع ہوا - وہان سے آپکا جنازہ شہر بیدر مین لایا گیا اور آپکے والد بزرگوار صاحب اسرار کے روضہ منورہ مین بتاریخ ۳ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۰۲ھ آپ دفن کیے گئے - آپ کے صرف ایک ہی فرزند سعادت مند باقی رہے جنکا نام مبارک شیخ بدر الدین تھا جو آپ اپنے والد بزرگوار کی جگہہ مین بیٹھکر امور مشیخت بجالاتے تھے - آپ کے کئی ایک فرزند تھے انکا سلسلۂ اولاد باقی ہے - اس خاکسار مولف کے والد بندگی مخدوم شیخ احمد قدس اللہ سرہ اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ کے قایم مقام و سجادہ نشین ہوکر امور مشیخت بجالاتے تھے اور حضرت قدس اللہ سرہ نے اپنی زندگی ہی مین حضرت بندگی مخدوم ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے روضہ متبرکہ کی متولی گری آپ کو دی تھی - آپ اس منصب کو باحسن انجام دیتے تھے - آپ اپنے برادر بزرگوار حضرت شیخ محمد کو سے عمر مین صرف دو برس چھوٹے تھے - آپ کی ولادت سنہ ۱۱۵۹ھ مین واقع ہوئی تھی - اپنے بڑے بھائی صاحب کے انتقال کے بعد دو سال تک آپ زندہ رہے - اور سنہ ۱۲۰۴ھ مین آپ اس جہان فانی سے بہشت گاہ جاودانی کیطرف نقل کر گئے - آپکی وفات عجیب عمدہ طریق پر واقع ہوئی - اخیر دم تک آپ اچھے خاصے تھے - کسی نوع کا نقص آپکی صحت مین معلوم نہ ہوتا تھا - اور نہ آئندہ سے کوئی مرض ذات بابرکات کے لاحق تھا - اس روز آپ نہایت

خوش تھے۔ کسی نوع کا کسل تک مزاج میں نہ تھا۔ آپ نے نماز کے لیے وضو کیا۔ اور جا کے جانماز پر نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ جس وقت آپ نے تکبیر اللہ اکبر کہکے نماز کی نیت پر دونوں ہاتھ سینے کے نیچے باندھے بس اسی وقت حق تعالیٰ سے آپکا وصال ہوگیا اور مرغ روح قفس عنصری سے نکل کے گلشن جنت کیطرف پرواز کر گیا۔ آپکی وفات اثنائے راہ میں واقع ہوئی۔ جمعہ کا دن تھا۔ خطبہ کا وقت قریب آگیا تھا۔ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۲۲ ہجری کی ۹ ۔ ویں تاریخ تھی۔ آپ بھاگ نگر کو گئے ہوئے تھے اور اسی روز وہاں سے شہر بیدر کیطرف چلے آرہے تھے۔ کہ اثنائے راہ ہی میں آپنے داعی اجل کو لبیک کہا اور حق سبحانہ تعالیٰ کی جوار رحمت میں پیوست ہوگئے۔ وہاں سے ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۲۲ کی تیرہویں تاریخ آپکا جنازہ شہر بیدر میں لایا گیا اور اسی روز آپ کے والد کے گنبد کے نزدیک بجانب مغرب آپ دفن کیے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خاکسار مولف کو اگرچہ اجازت خلافت اپنے جد بزرگوار حسب رضا اسرار حضرت شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ سے حاصل تھی۔ مگر حضرت والد صاحب شیخ احمد نے بھی مزید لطف فرما کر مجھے خرقۂ خلافت پہنایا اور اپنا قائم مقام و سجادہ نشین کر کے حضرت قطبی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ العزیز کے روضہ متبرکہ کی متولی گری عطا فرمائی۔ الحمد للہ تعالیٰ علیٰ ذالک۔ آپ کی آٹھ (۸) دختریں تھیں۔ جنکے نام یہ ہیں:-

(۱) بی بی خدیجہ۔ (۲) خونزہ زینب۔ (۳) خونزہ رقیہ۔
(۴) چاند بی بی۔ (۵) خونزہ رابعہ۔ (۶) خونزہ آمنہ۔
(۷) خونزہ مریم۔ اور (۸) خونزہ کلثوم۔ بی بی خدیجہ شاہ ابو تراب

بن شیخ علی بن شیخ رفیع اللہ بن حضرت مخدوم جی قدس اللہ سرہ سے بیاہی گئیں ۔
انہیں کئی ایک فرزند ہوئے ۔ اولاد کا سلسلہ قائم و برقرار چلا آتا ہے ۔
(۲) خونزہ زینب صغر سنی ہی میں نقل کر گئیں ۔ (۳) خونزہ رقیہ کو حضرت نے
شاہ حیدر بن شیخ مظفر بن حضرت مخدوم جی قادری قدس اللہ سرہ سے بیاہا تھا ۔
یہ بی صاحبہ چار فرزند چھوڑ کر نقل کر گئیں ۔ اور افسوس کہ وہ چاروں فرزند بھی لاولد
نقل کر گئے ۔ ان سے ایک بھی لڑکا والا زندہ نہ رہا ۔ جس سے سلسلہ جاری رہتا ۔
(۴) چاند بی بی صاحبہ سید محمود بن سید من اللہ بن سید بابو سے بیاہی گئیں ۔
ان سے بھی کئی ایک فرزند ہوئے ۔ سلسلہ اولاد جاری ہے ۔ (۵) خونزہ رابعہ
شیخ فتح اللہ نبیرہ شیخ زین الدین گنج نشین کو دی گئی تھیں ۔ اس سے کوئی فرزند نہ ہوا
اس لئے سلسلہ باقی نہ رہا ۔ (۶) خونزہ آمنہ کو حضرت نے اپنے خواہرزادہ
شیخ سلیمان بن شاہ عالم سے بیاہا تھا ۔ ان سے کئی ایک فرزند ہوئے اور سلسلہ نسل
چلا آتا ہے ۔ (۷) خونزہ مریم شیخ مصطفیٰ بن شیخ شبلی سے بیاہی گئیں اور
(۸) خونزہ کلثوم سید تحسین بن سید راجہ سے بیاہی گئیں ۔ انکو اولاد میں
فرزند ہوئے ۔ حضرت کے تین صاحبزادے تھے ۔ انہیں سے ایک یہ مؤلف
ضعیف عبد القادر دوسرے صاحب شیخ بدر الدین اور تیسرے صاحب شیخ محمد تھے ۔
موخر الذکر صاحب کا عالم طفلی ہی میں انتقال ہو گیا ۔ اور اب ہم دونوں بھائیوں
سے حضرت موصوف کی نسل قائم اور سلسلہ اولاد جاری ہے ۔ کثرہم اللہ تعالیٰ
شانہ العزیز وابقاہم الی یوم الدین بحرمت النبی وآلہ المعصومین الطاہرین اجمعین علیہ
الف التحیۃ والثنا ۔

غزل

از سر سر درگذشتیم وصل جانان یافتیم
درد هجرش بس کشیدم تاکه درمان یافتیم

عاشقانه سلک دارم از ابای نیکنام
زانکه من اسرار حق در خاکساران یافتیم

در لباس خلعت انسان تلبیس آمده
وز عطای خالق افلاک ایمان یافتیم

مصطفی خیر البشر سلطان جمله انبیا
حمد الله دین پاک شاه و سلطان یافتیم

صاحب لولاک شانش شافع روز جزا
اینچنین مدح وصف او در جمله قرآن یافتیم

رهروان راه دین را رهنمای مستقیم
چونکه هادی شاه مردان شیر یزدان یافتیم

پیشوای سید سلطان عالم محی الدین ما
در جمیع اولیا چون شاه شاهان یافتیم

پیر پیرم شاه محمد مقتدای هر دو کون
فخر ذاتش بر جمیع تاجداران یافتیم

پیر عالمگیر ما شیخ المشایخ بدر دین
نور روشن هر دو عالم مهر تابان یافتیم

والد ما شیخ احمد ابن شاه بدر دین
سایهٔ او بر سر خود لطف رحمان یافتیم

مادر من فاطمه در عصر خود چون فاطمه
شکر لله مادر خود پاکدامان یافتیم

زانکه جدش نعمت الله میوهٔ باغ نبی
منتقل او جد ما فضلان اهل کرمان یافتیم

از خرابات مغان از جام جم جام شراب
نادری مستانه وار از دست ایشان یافتیم

خاتمہ

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری ۔ طے ہوئی آچکی منزل مین مسافت میری

حضرات ناظرین!

اب اس کتاب کا ترجمہ اور ترتیب ختم ہو چکی - یہ کتاب جناب عبد القادر صاحب نے سنہ ۱۲۷۱ ہجری مین فارسی زبان مین تالیف کی تھی - کتاب کے تمام ہونے کی تاریخ مولف صاحب مذکور نے ۲۷ لکھی ہے - مگر یہ نہین لکھا کہ تاریخ مذکور کون سے مہینہ کی تھی شاید کاتب کی غلطی ہوگی کہ اوس نے صرف تاریخ لکھکر مہینہ اڑا گیا - یہ کتاب حضرت محمد اشرف صاحب قبلہ قاضی میدک علاقہ سرکار ابد پائیدار دام اقبالہ کے قبضہ مین ایک مدت مدید سے تھی - حضرت موصوف نے اوائل ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۵ مین قطب الوقت پیر دستگیر حضرت حاجی شاہ سید عبد القادر صاحب قبلہ قادری کی خدمت فیض درجت مین اسکو بطریق نذر گذرانا - حضرت موصوف ہی کی بدولت ماہ مبارک شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۹ مین یہ حلۂ طبع سے آراستہ پیراستہ ہو کر شایع ہوئی اور اس کے مطالعہ سے شایقین سلسلہ عالیہ قادریہ کو دولت جاودانی و نعمت لایزالی حاصل ہوئی اور عوام کو بزرگون کے فیض سے مستفید ہونے کا موقع ملا -

جناب عالی ہمم مصدر فیض وکرم ہمہ تن خلق سراپا مروت میرے آقاے ولی نعمت حضرت عباس علی صاحب قبلہ خانسامان بیگمی اعلیحضرت کو بزرگان دین سے بہت عقیدت ہے - اور آپ اونکے حالات کو بہت شوق سے ملاحظہ فرماتے ہین جب یہ کتاب آپ کی نظر مبارک سے گذری تو آپ نے مجھ خاکسار کو فرمایا کہ یہ کتاب عجیب ہے

اسمین بزرگان سلف اور عاقلان زمانہ کے حالات نہایت مفید ہیں اور حضرت شیخ محمد صاحب ملتانی کے کرامات قابل دید ہیں۔ شاید فارسی عبارت مین ہونے سے اسکی قدر اور شہرت اب تک نہین ہوئی۔ کیونکہ اس زمانہ مین لوگون کو اردو کیطرف زیادہ رغبت ہے۔ اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اسکو اردو مین ترجمہ کرکے تیرا نام ہو اور بزرگان دین کا فیض عام ہو ایک تو میرے آقا ے ولی نعمت کا فرمانا دوسرے مین نے اس امر کو موجب سعادت جانا۔ بجان و دل منظور کیا تعمیل ارشاد مین مشغول ہوا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مین نے صرف پینتالیس دن مین اسکا ترجمہ ختم کیا۔ حکم کی تعمیل پوری کی۔ جیسا کچھہ برا بھلا آتا تھا ٹوٹی پھوٹی زبان مین لکھکر رکھدیا۔

ناظرین اسمین شک نہین کہ مجھہ ایسے کم علم کی یہ جرأت آپ ایسے لایق اور ذی علمون کے سامنے قابل خندہ زنی ہے مگر مجھے امید ہے کہ آپ اسکے عیبون سے چشم پوشی فرماکر خلعت قدردانی سے سرفراز فرمائینگے۔ اگرچہ مین نے اسکو اپنی حسب دل خواہ نہ لکھہ سکا (مین نے اسکے وجوہات دیباچہ مین لکھہ دئے ہین) تاہم میری محنت اور عرق ریزی اس سے ظاہر ہے کہ ایک قلیل عرصہ مین لکھا ہے۔ امید کہ قدردان پبلک اس ایڈیشن کو ہاتھون ہاتھہ خرید لیگی

2728

کمترین محمد کریم الدین عفی عنہ

اٹاچی دفتر معتمد سرکار عالی صیغہ مالگزاری

تمام شد

صحت نامہ اغلاط مخزن الکرامات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	کبہی	+	۴۹	۹	دیکھانے	دکھانے	۹۳	۴	بنی اسکت	یابنی اسکت
〃	۲۰	ہوے مین	ہوئے ہین	〃	۱۰	کہولدیا	ظاہر کردیا	۹۴	۹	قاسم بسرید	قاسم برید
۶	۱	المجینی الحسینی	الحسنی الحسینی	۵۱	۱۳	طالت	×	〃	۱۱	واسے	والے
〃	۱۱	کا اور	کا ہے اور	۵۲	۳	گاشش	کاش	〃	۱۲	مینر	منبر
۹	۱۶	جب کہ وہ	جب وہ	۵۳	۴	مجھے بھی	مجھے	۹۵	۱	چواب	جواب
۱۱	۱۴	رضاہ عنہا	ارضا عنا	〃	۵	لبے گیے	لے گئے	۹۷	۲	میرطبیعت	میری طبیعت
۱۲	۴	فروحت	فرحت	۶۱	۲	آلہ	اگر	〃	۱۰	نہ	×
۱۱	۱۶	کشیبتہ	گشت	〃	۱۴	گو	مگر	۱۰۰	۲	تری طوف	تیری طرف
۱۳	۷	باجے	+	۶۶	۱۴	فانی	فنا	۱۰۲	۵	اطاعت فرمان برداری	اطاعت وفرمانبرداری
۱۴	۶	بے شبہ	بے گناہ	۶۷	۱۰	چیل	جل	۱۰۴	۱۹	بہی	سی
〃	۱۴	گہڑا	گہڑا	۶۸	۱۶	پہڑسے	پہیرسے	۱۰۶	۹	خلیفہ زبان	خلیفہ زمان
۱۵	۱۰	عنہا	عنا	۶۹	۱۵	ہوئی	ہولی	۱۰۷	۵	روانہ	روان
۱۸	۱۲	اجازت عام کی اجازت	اجازت مطلقہ	۷۰	۱۴	السابلکین	السالکین	〃	۱۱	چہوڑسکے	چہوتے
۲۳	۱۴	ظاہر	طائر	۷۱	۱۳	آپ کا	آپ کا	۱۰۹	۴	متبیر	متبجر
۲۶	۱۶	گردنے	گردانے	۷۳	۱۳	نظر	نظر	〃	〃	عرض	غرض
۲۹	۱۳	چہیٹ	چہیت	۷۴	۵	سال تہی	سال کی تہی	〃	۵	تیری	میری
۳۱	۷	محدوم	+	〃	۱۶	کشایش	کشایش	۱۱۰	۱۶	بابا	بارہا
۳۴	۷	ذنپا	دنیا	۷۵	۱۵	نغربرس	نوبرس	۱۱۴	۷	زوز	زور
۳۵	۱۶	خطہ	خط	۷۸	۱۸	لیے	×	〃	۱۴	تقرع	تضرع
۳۶	۷	غرض	عرض	۷۹	۱۷	جان سے	جانتے	۱۱۶	۲	انشد	مانند
۳۸	۸	بیشمار	بیشمار	〃	۱۸	ولاقطبیت	ولایت وقطبیت	〃	۶	انتہاکے	انتہائے
۴۰	۱۵	ختم	ختم	۸۱	۵	ہونے	ہوئے	〃	۸	چنئر	چنیں
۴۱	۶	تہ	نہ	۸۲	۱۵	مین نے دیکھی	مین دیکھی	۱۱۷	۱۰	گر	اگر
〃	۱۸	سنکوچہ	سنکوچہ	۸۳	۱۴	انسے	سے	۱۲۰	۵	کہ تب	کہ جب
۴۶	۱	ہون	ہون کہ	۸۵	۱۴	الشرف	الشریف	۱۲۱	۶	آجالے	آجائے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۱	۱۶	تیجنر	عجنر	۱۸۵	۱۸	وکوکب	وہ کوکب	۲۴۷	۱۰	ذلالت	ضلالت
۱۲۵	۱۱	نین	تین	۱۸۷	۱۳	کوبین	کوچین	۲۵۴	۵	چہڑاکر	چھڑاکر
۱۲۶	۱۱	انس	انت	〃	۱۵	بیکار	بیگھا	۲۵۶	۱۱	جہوٹ	جھٹ
۱۲۷	۱۱	تانیہ	تائیہ	〃	۱۶	شایہ	شائبہ	〃	۱۲	سری	سرسے
۱۳۴	۱۵	مرے	میرے	۱۸۸	۱۳	ثمریا	ثریا	۲۶۱	۸	اولی لعظم	اولوالعزم
۱۳۵	۱۰	منزل کبریا	منزل ماکبریا	۱۹۰	۴	جبگی	جبلی	۱۶۴	۱	کرآیا	کرایا
〃	۱۲	بلکہ تحقیق	بلکہ ہمنے تحقیق	〃	۶	لایق	لاحق	۵	۸	اوس نے	وہ
۱۳۶	۱۳	طسلی	تسلی	۱۹۹	۲	خطر	خط	۲۶۸	۱۶	مشتے ازنمونہ	مشتے نمونہ
۱۳۹	۱۵	بالموافقہ	بالموافقۃ	۲۰۲	۸	والدادہ	دلدادہ	۲۶۹	۲	فیصد رخصت	فیصد رجت
۱۴۰	۱۰	میرے بیٹے	میرے اپنے بھائی	۲۰۶	۱۲	منظور	متصور	۲۷۰	۶	جہوٹ	جھوٹ
۱۴۳	۱۲	چہڑی	چھری	۲۱۰	۱۸	موسوم کرکے	موسوم کرے	〃	۱۲	منیری	میری
۱۵۱	۱۰	پتا	بتاں	۲۱۱	〃	انام	امام	۲۷۱	۲	مجبت	محبت
۱۵۳	۱۴	مہد	مہدی	۱۱۳	〃	ریخیہ فرمائے	رنجہ فرمایا	۲۷۳	۶	اوس سکے	اوسکے
〃	۱۵	بہی	بھی	〃	۱۹	دلواے	دلوایا	〃	۸	ضرو	ضرور
۱۵۴	۱۶	بوڑہا	بوڑھا	۲۱۴	۱۸	بجنر	بحر	〃	۱۲	اولوالتنظم	صاحب عظمت
۱۵۶	۶	ازواجہم	ارواحہم	۲۱۶	۴	ہوتہا	ہوا تہا	〃	۱۷	بری	بڑی
〃	۱۶	قلبنی	قلبی	۲۱۸	۹	رزائی	رزائے	۲۷۴	۸	اولاالعظم	اولوالعزم
۱۵۸	۲	مشتے ازنمونہ	مشتے نمونہ	۲۱۹	۵	آپ	آب	۲۷۶	۱۵	باشاہ	بادشاہ
۱۲۵	۱۵	کاٹا	ڈنک مارا	۲۲۰	۸	ابین	بین	〃	۱۸	نہ	×
۱۶۱	۱۵	دوزبان	شکستہ زبان	۲۲۳	۱۸	طلاتم	تلاطم	۲۷۷	۱۸	خاف	خلاف
۱۶۴	۱	ازاہ شفقت	ازراہ شفقت	۲۲۶	۱۵	رہ	زہ	۲۷۸	۱۵	آپالی	آپ کی
۱۶۵	۹	آپ	اب	۲۲۷	۱۳	والد	والا	۲۷۹	۵	سیدہاتہ	سیدہا ہاتھ
۱۶۹	۹	طور پر	حال	۲۳۰	۱۰	اسطرہ	اسطرح	۲۸۴	۱۳	اولوالعظم	نیک
〃	۱۵	چپکے	جھکے	۲۳۲	۹	فتیح	فصیح	۲۸۵	۲	بدوا	بدعا
۱۸	۷	سرواکن	سواکن	۲۳۳	۵	تیرے	تیسرے	۲۸۶	۱۵	نہیں	کہیں
۱۸۱	۱۳	پکارکہا	پکارکرکہا	۲۳۴	۸	سنے	×	〃	〃	پ	آپ
۱۸۲	۱۳	فرمایاتے	فرماتے	〃	〃	وحشی	وحشیانہ	۲۸۷	۱	آئی	آئی
〃	۱۹	حضرت	مغفرت	〃	۱۸	پہر	پیر	۲۸۸	۹	ورت	وقت
۱۸۵	۸	کال	کامل	۲۴۷	۲	لی	کی	〃	۱۷	اولوالعظم	اولوالعزم
								۲۹۲	۱۱	زاہدہ	زیادہ
								۲۹۸	۱۲	آپ سنے	آپ

اشتہار انوار فیض دکن جسمیں اولیا و مشائخین دکن کے حالات بتحقیق صحت جمع کیے گئے ہیں قابل دید کتاب ہے۔ ابھی زیر طبع ہے شائقین کو فرمائش بھیجنی چاہیے شائع ہوتی ہی [illegible]

پتہ محمد کریم الدین مکان عباس علی صاحب [illegible] حیدرآباد دکن

(بلا اجازت مترجم کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں)